کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تصوف وسلوک، تذکیۂ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

کلیاتِ امدادیہ

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

۱۔ضیاء القلوب	۲۔فیصلہ ہفت مسئلہ	۳۔نالۂ امداد غریب
۴۔ارشادِ مرشد	۵۔جہادِ اکبر	۶۔مثنوی تحفۃ العشاق
۷۔غذائے روح	۸۔دردِ غمناک	۹۔گلزارِ معرفت
	۱۰۔وحدۃ الوجود	

جو تصوّف و سلوک، تزکیۂ نفس اور اصلاح اخلاق میں
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

مصنفہ:
سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

از بندہ محمد رضی عثمانی

ہندو پاک کے مرشد کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برصغیر ہندو پاک میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام باقی ہے۔ وہ انہی کا مرہون منت ہے۔ آپنے ایک طرف تو دین و مذہب اور شریعت و طریقت کی شمع روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد بالسیف کے لیئے عملاً میدان جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۲۷۴ھ کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شاملی ضلع مظفر نگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔[1]

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ بروز دوشنبہ بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ نواسہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ نے آپکو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے لیئے سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک العلی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحبؒ کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپکو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرمادیا کرتے تھے۔ آپکا روحانی مقام اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے طرز پر اسلام کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاء کا رہنا مشکل ہو گیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۲۷۶ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرما گئے۔ اور وہیں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی ۱۲- یا ۱۴ جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ بروز بدھ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے آپکا مزار جنت المعلی میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے پہلو میں ہے آپکی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مثنوی مولانا روم پر فارسی زبان میں حواشی لکھنے کا ہے۔ جسکی خوبیوں سے سب اہل علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپکی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیات امدادیہ عوام و خواص میں مقبول و مشہور ہو چکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہو گئی تھی اسلئے بنام خدا لئے تعالیٰ دارالاشاعت کراچی سے اسکا جدید عکسی ایڈیشن تصحیح و صلاح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب مفید سے مفید تر ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور اس کو ذخیرۂ آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

بندہ محمد رضی عثمانی

۴ محرم ۱۳۹۷ھ — ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء

---

[1] یہ حالات امداد المشتاق صفحہ نمبر ۴ از مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حیات امداد از پروفیسر محمد انوار الحسن سے لے گئے ہیں جو حضرات تفصیلی حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ شمائم امدادیہ وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (فقط محمد رضی عثمانی ناشر)

مکمل فہرست مضامین

کلیاتِ امدادیہ

❁❁❁❁❁

ابتدائیہ از مصنف رحؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس یکتا کیواسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور جو اپنے وجود میں قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے سے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے جو دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے سچے قائمقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دوستوں پر باران رحمت کی بارش کرے۔ یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل والمناقب صاحب الشریعۃ والطریقۃ مولٰنا ومرشدنا وہادینا میاں جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہٗ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہِ اقدس کا ایک کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے۔ کہ میرے بعض مخلصین دیاران طریقت علی الخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد ضامن[1] شہید فاروقی چشتی کے لختِ جگر ہیں۔ باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندانِ چشتیہ صابریہ قدوسیہ جن اشغال میں مشغول ہوئے تھے۔ اور جو اذکار و مراقبات اُن کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے۔ جس پر عمل کیا جائے۔ اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محترم کی جاروب کشی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہوگئی ہے۔ کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہوسکتی ہے۔ اگرچہ اس کمترین اور نالایق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی اصرار سے روتابی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہِ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ اور بحکم الٰہی اس کی کتابت پر مامور کیا۔ کیونکہ عادت الٰہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان و قلم سے لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے۔ اسوجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیر و مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیتیں حاصل ہوئی ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرتا ہوں شاید میری یہ کوشش بارآور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو معتد بہ فائدہ اور جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہو۔ واللہ یھدی من یشآء الٰی صراطٍ مستقیم[2]۔ اب معلوم کرنا چاہئیے کہ چونکہ قادریہ حضرات و مشائخ چشتیہ میں بہت بڑا نسبتی اتحاد ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہوگئے ہیں اور امتیازی فرق فنا ہوگیا یہانتک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مراد دونوں کی متحد ہے اس واسطے میں سادونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہوں اور مجتہد پر فرق اور امتیاز خود ظاہر ہوجائیگا۔ اور اس کا نام ضیاء القلوب[3] رکھا واللہ ولی التوفیق

[1] خلیفہ خاص حضرت مرشدؒ۔ [2] اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے [3] ۱۲ نام تاریخی مرغوب دل

مقدمہ

جان تو خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے صراط مستقیم پر گامزنی کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یہدی اللّٰہ لنورہ من یشاء اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے معاصی کو یاد کر کے عنان استغفار ہاتھ میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کے جبہ سائی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئیے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطانی وساوس و ہوائے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کہ اندرونی امراض (حسد، بخل، غرور، کینہ ریا وغیرہ) کا انسداد نہ ہو جائے گا۔ اور ان کی جگہ اوصاف حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تحقیر نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللّٰہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[1] دوسری جگہ فرماتا ہے واتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ[2] ان دونوں آیتوں میں صیغہ امر مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی غاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللّٰہ میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ[3] ایضاً اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ[4] جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ[5] الحدیث و نیز پیشوایان اسلام کا ارشاد کہ جو شخص رب العلمین کی ہمنشینی کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نائبین رسول ہیں اس لئے اُن کی

---

[1] اے مسلمانو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲ [2] جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کرو ۱۲ [3] اے محمدؐ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں [4] جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شہید [5] شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

خدمت ضروری ہے۔

بنابریں جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کردیگا اور اپنے نفس کا اختیارِ کلی اس کو دیدیگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہوجائے۔ تبنیہ اس وقت ہم طریق سلوک مجمل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابریں سلوک کے طریقے لاتعداد ہوگئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اخیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، جہاد حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضت کرنیوالوں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کجرویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمع نظر سوائے درود اشتیاق ذکر و شکر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطۂ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور اپنے وقت کو موتوا قبل ان تموتوا[عـ۵] کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس[عـ۱] ہیں

۱ اوّل توبہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیسا کہ موت کیوقت ہوجاتا ہے۔ **دوسرے** زہد یعنی دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کیوقت ہوجاتا ہے۔ **تیسرے** توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کردے جیسا کہ موت کیوقت کرتا ہے **چوتھے** قناعت یعنی جیسا کہ موت کیوقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کردیتا ہے **پانچویں** عزلت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کیوقت کرتا ہے **چھٹے** توجہ یعنی جسطرح موت کیوقت خدا ہی کیطرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے **ساتویں** صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے **آٹھویں** رضا یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضامندی پر رضامند رہے اور اس کے ازلی احکام کا پابند ہوجائے جیسا کہ موت کیوقت ہوجاتا ہے **نویں** ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کردے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے **دسویں**

عـ۵ مرنے کے قبل اپنے کو مرا ہوا سمجھو ۱۲

مراقبہ یعنی اپنی تمام قوت واختیار کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے پس ہر طالب کو چاہیئے کہ پہلے اتباع شیخ سے تمام بداخلاقیوں سے کہ لوازم مادیت سے ہیں اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو کمالات و محاسن کا جامع بنائے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کے خیال کو جگہ نہ دے ۔

فصل طریقہ بیعت میں

پیر کو چاہیئے کہ جس وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو باادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے الحمد للہ[1] نحمدہ سے انما یبایعون اللہ تک پڑھکر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھدے اور پھر خود ید اللہ فوق[2] ایدیھم سے بارک اللہ لنا ولکم تک پڑھے اگر مرید ہونیوالی عورت ہو تو بجائے طریقہ مذکورہ کے رومال یا چادر یا پگڑی کا ایک گوشہ اسکے ہاتھ میں دیدے اور ہر مرید سے یہ کہلانا چاہیئے کہ میں تمام ان دینوں سے جو شرک و کفر کے حامل ہیں اظہار بیزاری کرتا ہوں اور اللہ اور اسکے سچے رسول پر ایمان لاتا ہوں اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہوں اور اپنے گناہوں پر اظہار شرمندگی کرتا ہوں اور ان سے پرہیز کا عہد کرتا ہوں اور محض خدا کی رضامندی کیلئے دنیا اور اسکے لذات کو ترک کرتا ہوں اسکے بعد پڑھے رضیت باللہ[3] الخ اسکے بعد کلمہ شہادت پڑھے اور کہے کہ میں نے فلاں ابن فلاں پیر کے ہاتھ پر فلاں سلسلہ میں بیعت کی اور دعا کرے بارالہا اس سلسلہ کے مقدس حضرات سے مجھ کو برکت اور فیض حاصل کرا دیدے اور قیامت کیدن مجھ کو انہیں کیساتھ اٹھا اسکے بعد پیر کو مرید کی حیثیت دیکھ کر طریقہ ذکر تعلیم کرنا چاہیئے اور پیر کو چاہیئے کہ سلوک طریقت کے آداب اسکو تعلیم کرے اور اس پر نظر التفات رکھے اور اسکے گوش گذار کر دے کہ اپنے مقصد میں کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہیں ہو سکتی اسواسطے احکام شرع کی پابندی ضروری ہے اور اس کے عقائد کی اصلاح کرے اور بتادے جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور محرمات سے اجتناب اور کبائر سے پرہیز کی تاکید کرے اور بتادے کہ تمام اشغال پر احکام شرعی مقدم ہیں ۔

---

[1] سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ہم خدا کیواسطے پناہ مانگتے اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے گناہوں کی برائیوں سے کیوں کہ جس کو خدا ہدایت دیتا ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو خدا گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی رہبر نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فرد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے نیز اس کی گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خدا کے رسول اور اس کے بندے ہیں مسلمانوں ایمان لاؤ اور خدا تک رسائی کے وسائل بہم پہنچاؤ اور جہاد کرو خدا کی راہ میں یقیناً تم فلاح پاؤگے اے محمدؐ جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ۱۲ [2] خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے جو شخص بیعت توڑیگا اس کا نقصان اس کو خود برداشت کرنا پڑے گا۔ اور جو خدا کے وعدے کو پورا کریگا اسکو بڑا اجر دیا جائیگا ۔ اللہ ہم سبکو نفع دے اور بیعت مبارک کرے ۱۲ [3] خدا کو اس کے پروردگار ہونے اور اسلام کو دین متین ہونے اور محمدؐ کو رسول ہونے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں ۱۲

[1] اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔

[2] یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَنَفَعَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ۔

[3] رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

باب ۱ حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات

پہلی فصل

ذکر تلقین میں پیر کو چاہیے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو دو زانو مؤدب بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن با آسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضربیں ایک ۱۰۱ سو ایکبار ہونا چاہیئے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیئے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیئے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایکبار مرشد پڑھ جائے اور مرید سنتا رہے یہ عمل تین بار ہونا چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے میں رہنے کی تعلیم دے جسکی وسعت صرف لیٹنے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہئے کہ اس حجرے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ میں کوئی کجی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) اکو دبائے اس کے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ الخ[1] پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں لگا اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہریہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق و انبساط پیدا ہوا ہو اور لذت ذکر سے بے خودی ہو مشغول

[1] یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُحْیِیَ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یَا اللّٰهُ یَا اللّٰهُ یَا اللّٰهُ

ہونا چاہیے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دید ارشیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور شغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کیوجہ سے پیدا ہوجاتے ہیں دفع ہوجائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوار غیبی کا مظہر بنے اور حقائق اشیا اس پر منکشف ہو جائیں اور عالم ارواح سے ملاقات اور ذکر حقیقی و شہود حق حاصل ہو جائے۔

فائدہ جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ پہلے[1] کوئی عضو ایسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تحریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف انکشافات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے مرید کو چاہیئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذاکر پائے گا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہم سر ہو جائیں گے اس ذکر میں ذاکر تمام اعضاء کا ذکر سنتا ہے۔

ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذاکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذاکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ اسی ذاکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاح صوفیہ میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتدائے کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن ابتک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاح صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضورِ قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ [2] انا مع عبدی الخ

[1] ذاکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲

[2] جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہو جاتا ہوں اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہمنشین اور جلیس ہوں ۱۲

ع۵ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ وَ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ۔

اور بحکم سَبِّحُوْهُ[۱] بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا پوری توجہ سے یادِ الٰہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بیخبر ہو جائے اور اَلَّذِیْنَ[۲] یَذْکُرُوْنَ اَلْخ[ع] کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اسکی زندگی ہو جائے جاننا چاہئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے تو جس عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جا سکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذاکر اپنے کو مٹا نہ دے طالبِ خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے۔ جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حَسَنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائیں گے، اور اس پر انوارِ الہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواس خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذاکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہجائیگا شَھِدَ[۳] اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ چونکہ حدیث میں اَفْضَلُ[۴] الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اوّل ناسوتی جیسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے ملکوتی جیسے اِلَّا اللّٰہُ تیسرے جبروتی جیسے اللّٰہ چوتھے لاہوتی جیسے ھُو ھُو اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دلی اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ذاکر چاہئے کہ اس ذکر میں لَا اِلٰہَ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور الا اللہ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کر دے۔

فصل ذکر جہر نفی و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضرات چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

---

[۱] خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲ [۲] جو خدا کو اٹھتے بیٹھتے یاد کرتے ہیں [۳] خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں [۴] چونکہ حدیث میں ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ (سب ذکروں میں لا الہ الا اللہ کا ذکر افضل ہے)

[ع] اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ ط

ہاتھ اٹھا کر اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِی الخ پڑھے اور توبہ واستغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الخ اکیس بار پڑھکر درود اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ الخ تین بار عروج ونزول کے طریقے پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگِ کیماس کو مضبوط پکڑلے اور اپنے دونوں ہاتھ زانو پر رکھدے اور قبلہ رو ہوجائے اور لا الٰہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھادے اور الا اللہ کہتے وقت انگلی رکھدے اور اپنے کو ساکن ومطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعوذ اور بسم اللہ کہکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللّٰہِ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہوجائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الٰہ کہتا ہوا سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کرکے جھکائے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈالدیا اور سانس توڑ کر الا اللہ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق ومحبت سے لبریز ہوگیا اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دو سو بار کہے اور اسکو چہار ضربی کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللّٰہِ کہے لیکن مبتدی کو الا اللہ کہتے وقت لا معبود اور متوسط کو لَا مَقْصُوْدَ یا لا مطلوب اور کامل کو لا مَوْجُوْدَ اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے بعد تھوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ فیوضاتِ الٰہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں جاننا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور داہنے شانے میں ملکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر الا الٰہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار وادعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی واثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہوجاتا ہے اس واسطے

---

[۱] اے اللہ اپنے غیر سے میرا دل پاک کردے ۔ اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کردے ۱۲ [۲] اپنے گناہوں کی بخشش اس خدا سے چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے ۱۲ [۳] صلوٰۃ وسلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور اس کے نبی [۴] جو گھٹنے کے اندر کی طرف ہے [۵] کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خدا کے رسول ہیں ۱۲ ۔

[۱] اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ [۲] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ [۳] اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ۔

مرشد کو نفی کلی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہوجائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لَا اِلٰہ میں لَا کو پوری طاقت سے کھینچکر اور لفظ اِلٰہ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کرکے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کرکے اس کو پس پشت ڈالدیا اور پھر اِلَّا اللہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور جو ملاحظات ذکر نفی واثبات میں پہلے بیان کیے گئے ہیں وہی یہاں بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں (ذکر حبس یا بغیر حبس ذکر جاروب ذکر ارّہ) میں چار زانو بیٹھتے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرّد کے ذکر کا طریقہ

ذاکر کو چاہئے اپنی کمر سیدھی کرکے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو داہنے شانے کی طرف لے جاکر اِلَّا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لَا اِلٰہ کہتے وقت لَا موجود لیسَ مَعَہٗ غیری کا تصور کرے اسی طرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کو اصطلاح صوفیہ میں ایک اضربی کہتے ہیں،

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قُل اللہ ثُمَّ ذرہم کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اللہ کی (ہ) کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللہ کی (ہ) کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کرکے سر داہنے شانے کی طرف لے جاکر اسمائے صفات امہات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اللہ کی ضرب لطیفہ روح پر لگائے دوسری لفظ اللہ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات دو ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نو دفعہ اللہ اللہ دسویں مرتبہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی میں سے کوئی لفظ کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اللہ حاضری اور دوسری میں اللہ ناظری اور تیسری کے بعد اللہ معی اور پھر ہر دس کے بعد اللہ حاضری الخ عروج

سلہ میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے سلہ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم ہے سلہ جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۱۲
سلہ اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھ کو دیکھتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے ۱۲ شہید عہ اللہ ناظری اللہ معی

نزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس ذکر کے معنی سمجھا جائے تاکہ ذکر کا شوق اور اس میں لطف حاصل ہو۔ اور سستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اس کے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمۂ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو داہنے شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھکر درود و استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصال[۱] ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ[۲] کرے[۳] اور جس ذکر میں اس کو لطف آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کرکے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اِلَّا اللّٰہ میں لفظ اللہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں اِلَّا اللّٰہ کا اعادہ بڑی تعداد میں کرے اور ذکر کرنیکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

بفحوائے اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ الخ[۴] چونکہ دل کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کیے گئے اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی (جو اجسام سے متعلق ہے) میں مرید کو اس طرح مشغول ہو جانا چاہئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ نکلے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم مادیت سے تجاوز کرکے مرتبہ لطیف پر پہنچ جاتا ہے مرید کو چاہئے کہ اس ذکر یعنی لَآ اِلٰہَ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ بجز اِلَّا اللّٰہ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر اِلَّا اللّٰہ ہے اسواسطے اسکو

[۱] کیونکہ ایصال ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضات شیوخ کا مہبط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہید [۲] مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغتاً محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲ [۳] اگر ذاکر ذکر جہری سے گھبرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آوے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

[۴] اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی عن اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ رُوْحٌ وَفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَفِی [illegible] نُوْرٌ وَفِی النُّوْرِ اَنَا

الا اللہ کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہئے اور اپنی ذات و صفات کو جناب باری کی ذات صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کردے کہ الا اللہ سے استثنا کی نفی[۵] ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو مرتبہ دل سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہئے کہ اسم ذات کے ذکر میں اسطرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچنے پر سالک سراپا ذکر ہو جائے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کرکے مرتبہ سر پر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اسقدر منہمک ہو جانا چاہیئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔ اور مرتبہ بی یسمع و بی یبصر (یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے) حاصل ہو جائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبدیت و معبودیت کی حقیقت بے نقابانہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبدیت لا الہ الا اللہ بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کما حقہ، مشغول ہونا چاہئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبانِ حق کے لئے راہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت[۱] اور مشیخت[۲] مسلم ہو جائے گی۔

فائدہ:۔ وصال محبوب ہونے میں جس قدر دیر ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں التہاب اور خواہش وصل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جد و جہد کرے گا اس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

پاس[۳] انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے اور بغیر پاسِ انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لیتے اور

[۱] ولایت خدا ہی میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ [۲] عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۲ شہید [۳] پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہو الظاہر ہو الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہو اور بعض ہن ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید [۵] یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید

اور سانس باہر کرتے وقت جہراً یا سراً (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت اِلّا اللہ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت کلا اِلٰہ کہے، لیکن ذکر سری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہیے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت **ھو** کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اسقدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذاکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوائے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کدورتوں سے پاک کرکے انوار الٰہی کا مہبط بنا دیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ:- اگر ذاکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل ناآشنا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ اس کو اپنے سامنے مؤدب اور دو زانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور سر جھکا کر کمر ٹیڑھی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزنے لگے گا۔ یا بیتابانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہو گا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہیئے کہ اس کو اس کے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم[۱] اثر کرے اسی کو اس کا اسم مربی تصور کرنا چاہیئے اور اسکا اسم اعظم بھی رہی ہے اور مرشد کو چاہیئے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

[۱] تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں سوز یا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شہید

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نورِ الٰہی سے منور ہو جائے گا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

ہر طالب کو چاہیئے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے (یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے) اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات (وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ[۱] ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے (کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے) اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی، یک ضربی کا طریقہ یہ آنکھیں بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دو ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے۔ کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رو بہ قبلہ ہو کر یک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں یک ضربی اور دو ضربی تو طریقہ بالا پر لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر

[۱] بعضوں کے نزدیک مرید کو کم از کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کر لینا چاہیئے ۱۲ شہید

باالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے نیچے اوپر اور دل پر باالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ جدھر منہ پھیرو ادھر ہی خدا ہے۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہو جائے اس ذکر سے ذاکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور ان من شیئٍ الّا یسبح بحمدہ۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کرکے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پہلے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف[1] اور کشف القبور حاصل ہو جائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کرکے ناف پر اللہ کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو مستحکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور اگر اسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہو جائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے لَا اِلٰہَ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لا کر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دو زانو بیٹھنا چاہئے۔

ذکر حدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچکر لَا اِلٰہَ کا دور داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے

[1] اس انکشاف سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہو جائے گی ۱۲ شہید

کھڑا ہوجائے اور ہاتھ بلند کرکے پوری قوت سے الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار[1] کے ہاتھوں کی حرکت ہتوڑا اٹھاتے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کو حرکت دے۔ تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال تھانیسری کے متعلق امام ابوالحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسندیدہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہوجاتا ہے۔

ذکر ارّہ کا طریقہ

سانس کو الٹا کرکے پوری طاقت سے لاَ اِلٰہ کا ورد داہنے کاندھے تک پہنچائے اور سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر الا اللہ کی ضرب لگائے۔

ذکر آرہ کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچکر داہنے شانے تک پہنچائے اور ہو کی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھئی لکڑی پر آرہ[2] کھینچتا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات[3] سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آرہ کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جسطرح لکڑی کاٹتے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہیئے کہ محویت کل اور مشاہدہ تمام حاصل ہوجائے اور ذاکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے

فائدہ:- اذکار جہر یہ میں غذا کو اسقدر کم نہ کرنا چاہیئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہوجائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو خالی رکھنا چاہیئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہیئے تاکہ دماغ کو خشکی اور یبوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے ان سب ذکروں سے ذکر دوامی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے

---

[1] غالباً اسی مناسبت سے یہ ذکر ذکر حدادی کہلاتا ہے ۱۲ شہید [2] غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر ارہ کہتے ہیں ۱۲ شہید [3] باری تعالیٰ کے صفات و جہات علم قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں۔ ۱۲ مولنا صبغت اللہ شہید

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشے اور اس کا مونس رہے۔

شعر کارکن کار بگذر از گفتار ؛ کاندریں رہ کار دارد کار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دو سوراخ ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جہر میں ذاکر آمد و شد تحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروزہ کھل جاتا ہے۔ لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی (یعنی حبس دم) ہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول حبس دم ہے۔ حضرات چشتیہ و قادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے، حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد حبس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اژدہے کی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفاس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ:۔ جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور کلمہ لَا اِلٰہ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اژدہے کی طرح بیٹھا ہے لَا اِلٰہ کی قلیچی سے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے پھر اِلَّا اللّٰہ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سر پاش پاش ہوگیا۔ اور وہ دل سے باہر ہوگیا اسی طرح متواتر ضربیں لگائے اگر خدا نے چاہا
تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائیں گے اور شیطان ہلاک ہوگا۔ اور دل نور ذکر سے منور ہو جائے
گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے اور بے حبس دم کیئے بھی یہ ذکر مفید ہوگا مگر کرنا شرط ہے

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھیرا دے اور کلمہ لَا[۱] اِلٰہ کو بائیں زانو سے شروع کرے داہنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ کو ختم کر کے اِلَّا اللّٰہ کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز درجہ ایک ایک دم زائد کرتا رہے اور (اللّٰہ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ اللہ طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے) کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہو جائے گی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہو جائے گی اور ہر عضو خود بخود ذاکر ہو جائے گا۔ اور عشق الٰہی کی آگ دل میں روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ:۔ حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کر دے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اس قدر سیر ہو کر کھائے کہ مضمحل ہو جائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر لے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے

---

[۱] اس میں بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضغہ صنوبری دل کا پس جب وہاں یہ نفی شروع کی جائے گی اور دماغ تک پہنچائی جائے گی تو جو چیز بیچ میں واقع ہوں گی متاثر ہوں گی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا ۱۲ شہید

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لاکرام الدماغ[۱] میں ٹھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئیے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لَا کو ناف سے کھینچ کر روح کی طرف لاکر لفظ اِلٰہَ کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (محمد خدا کے رسول ہیں خدا ان پر صلوٰۃ وسلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ (کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ (کوئی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے) کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانسیں لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطَانًا نَّصِیْرًا (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے لیکر ام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اَللّٰہُ سَمِیْعٌ (اللہ سنتا ہے) کہے اور بی یسمع (میرے ہی ذریعہ۔ سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا ہے) کہے اور بی یَنْطِقُ (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اور ناف پر اَللّٰہُ سَمِیْعٌ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الٰہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو ہشت رکنی بھی کہتے ہیں۔ **شعر**

بزرخ و ذات و صفات[۲] و شدو مدو تحت و فوق
می نماید طالبان و کل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

---

[۲] صفات سے مراد صفات اثبات ہیں جن کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۱۲ تشہیل

ذاتی ہیں۔ اوّل قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذاتِ باری کا تعین ہے۔

فائدہ :۔ قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہوجائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہوجائیں جیسے قم باذن اللہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کردینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہوجائے اور اس کی نظر میں سوائے وجود الٰہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سُلطَانًا نَصِیرًا کا طریقہ

خواجہ معین الدینؒ سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب وغریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو روبہ قبلہ دوزانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کرکے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہوجائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا۔ لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الٰہی سے منور ہوجائے گی۔ اور لطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہوجائے گا۔

شغل سُلطَانًا مَّحمُودًا کا طریقہ

جس طرح سلطانا نصیرا کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہوجاتا ہے

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہیے کہ تنگ و تاریک حجرے میں جس میں شور وغل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہوکر دردد

استغفار اور اعوذ و بسم اللہ پڑھ کے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا[ع] الخ اللہ مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کردے اور میرا نور بڑھادے اور خود مجھ کو نور کردے) تین بار حضور قلب اور تصور سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور باہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہو کر تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لینے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہو نکل رہا ہے اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ہو الحی القیوم (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر رواں اور ہر ہر بال ذاکر ہو جائے گا اور انوار تجلی سے منور ہو جائے گا۔

ذکرِ سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس[۱] خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دلِ مدوّر میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشندہ کے خیال میں جو دل مدوّر میں ام الدماغ میں واقع ہے بعضے اس کو لطیفہ اخفیٰ کہتے ہیں شغل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اس کے بعد عرش سے زمین تک مخفی نور ہی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں۔ جب سالک اس طریقہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں منصرف خود دیکھنے لگتا ہے اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہئے وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ (خدا جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے)

شغل سر[۲] مدی کا طریقہ

طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کرے اور حواس[۳] خمسہ کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اس کے سننے میں پوری ہمت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

[۱] بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذاکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عامل ہو ۱۲ شہید

[۲] بعض لوگ اس ذکر کو بخد و سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ شہید۔ [۳] حواس خمسہ دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲

[ع] اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔

شعر در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے است ؛ ہشدار گوش دل بہ پیام سروش دار

اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور وشغل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت حسن وہمس کہتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وخشعت الاصوات[ع] لا یہ (خدا کے لئے آوازیں پست ہوگئیں تو تم سوائے پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو) بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ (علیٰ نبیّنا وعلیہ السلام) نے درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر وحی کے نزول کی دلیل تھی۔ اور اولیائے کرام بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی کسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے۔ یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھنٹے کی ایسی آواز آنے لگتی ہے حضرت حافظ فرماتے ہیں بیت

کس[۱] ندانست کہ منزل گہ آں یار کجاست

ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اور کبھی دوسرے[۲] قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہو جاتا ہے۔ اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بے خودی اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ نور ذات[۳] کی طرف خیال رکھنا چاہئے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منوّر نقطہ ہے جس کو دل مدوّر اور حضرات صوفیہ اس کو اخفیٰ کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتیؒ کو آں حضرت صلعم سے بلاواسطہ پہنچا ہے اور اسی

[۱] کسی کو نہیں معلوم کہ اس شوخ کے رہنے کی جگہ کہاں ہے بعض وقت صرف گھنٹے کی آواز آتی ہے ۱۲ شہید [۲] کبھی بھڑ کی اور کبھی طائر کی اور کبھی ڈھول کی طنبورے کی یا اور کبھی دیگچی کے ابلنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شہید [۳] اس مقام کو اصطلاح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشاکش دنیا سے گویا نجات پا جاتا ہے۔ شیخ عبدالقدوسؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ کو یہ تین سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا

[ع] وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا۔

شغل کی برکت سے معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطۃ (علم ایک نقطہ ہے) اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں روک کر گردہ ہو ہو کو سرمئی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر حاوی ہوگیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہوگیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کہ بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے، قائم ہوگیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت تجلی ذات اور لاہوت محمدی ہے۔ اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آوے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء یہ خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تیسری فصل ان انوار و مراقبات کے بیان میں جو ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوار جہر یہ و سریہ سے سالک منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکر سرایت کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دی جاتی ہے اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ

دو زانو جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے، بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کرکے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعوذ یعنی (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) اور تسمیہ یعنی (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کے بعد اَللّٰہُ حَاضِرِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرِیْ، اَللّٰہُ مَعِیْ۔ کہہ کر مراقب ہو کر اس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتدا میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس

ـلـہ جو چیز مطلوب حقیقی تک پہنچانے والی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مد نظر رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے ۱۲ شمیم

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہیئے۔

شعر ہمہ کارے کہ ہمت بستہ گردد ؕ اگر خارے بود گلدستہ گردد

دوسرا مراقبہ

جن امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے، تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات الٰہیات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبۂ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (کیا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے) پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔

مراقبۂ معیت وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے

مراقبہ اقربیت

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔

مراقبۂ وحدت ہمہ اوست اور ھو الاول ھو الآخر (اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتدا اور انتہا میں وہی ہے) زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔

مراقبۂ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ الآیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔) کے معنی کے تصور

ے۲ جو کام ہمت کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کانٹے ہوں گے تو گلدستے ہو جائیں گے ۱۲ شہید

ع۵ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں محو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ (جدھر منہ پھیرو ادھر ہی خدا ہے) اور کَانَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الٰہیہ متجلّی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ ہُوا[1] کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر ہوا پر کر کے مدتوں عالم تحیر میں رہتے ہیں

مراقبہ ۔ تنگ و تاریک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الٰہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

مراقبہ ۔ بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ[2] کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

مراقبہ ۔ بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

مراقبہ ۔ بعض اس نور مطلق کو نور غیر متناہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہلک خیال کرتے ہیں۔

---

[1] ہُوا میں سرِ عظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستدیم ہے اور قول اللہ کا فی خلق الرحمٰن من تفاوت اسی کلام کا ہمسر ہے اور ہوا عالم خدا اور عالم صفات ہے کون و مکان و کوان یعنی منزرہ ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سبحان و لامکان ہے جس کا۔ الرحمٰن علی العرش استوٰی اور تو ہوا کہتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کیا چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالبین [2] حق آگیا اور باطل فنا ہوگیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید۔

مراقبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانیوالا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بے چوں اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے تعالیٰ[1] اللہ عن ذالک علواً کبیراً اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنے موہوم ہستی کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر وصال حق نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہیئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہونچ جائے۔

فائدہ۔ جب مذکورہ بالا اذکار جہریہ اور سریہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہونچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی (جس کو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں) منکشف ہو جائے تو وہ اس مقام میں غلبہ نور اور خدا کی عظمت سے بیہوش[2] ہو جائے گا[3]۔ ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہیئے اور ترقی کا آرزومند ہونا چاہیئے اس کے بعد نور جمالی ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضمحل کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھیر جائے گا۔ اور قرار پکڑلے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائے گا[4]۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ[5] دیکھنا سننا غرض اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا۔

---

[1] خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہید [2] بے ہوشی کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جانا اور دوسرے نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ۱۲ شہید [3] جب حضرت موسیٰ کے ایسے جلیل القدر رسول ایک ارنی تجلی میں بے ہوش ہو کر پہاڑ پر گر پڑے تو یہ بیچارہ کس طرح متحمل ہو سکتا ہے اس کا تو بے ہوش ہو جانا اور ہوش و حواس کا زائل ہو جانا یقینی ہے مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرنگی محلی ۱۲ [4] تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور تم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے ۱۲ شہید [5] اس مقصد کو شیخ المتصوفین حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں یوں ادا کیا ہے۔
برگ درختانِ سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ یعنی سبز درختوں کے چھوٹے چھوٹے پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں پتوں میں خدا کو دیکھتا ہے یہی ہمہ اوست کے معنی ہیں ۱۲ شہید

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک بنی[1] ہوئی چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور بِیْ[1] یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ وَبِیْ یَعْقِلُ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ

شعر۔ علم[2] حق در علم صوفی گم شود ؎ این سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ ان انوار کو انوار الٰہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبے میں پہونچ جاتا ہے اور تجلی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا[3] رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمہ تن صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَلَا[4] اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کا اس سے ظہور ہوگا اور مَنْ[5] عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اور کُلُّ[6] شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ کا تصور کرے گا نور روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہے۔ بے نقاب دیکھے گا اور رَأَیْتُ رَبِّیْ[7] بِرَبِّیْ ؎

---

۵ حاشیہ صفحہ گزشتہ پر دیکھئے۔ [1] یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور ادراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی نہ دے ۱۲ شہید [2] خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۱۲ شہید [3] میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید [4] آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید [5] جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صنعت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت (باقی صفحہ ۴۴ پر)

اس پر شاہد ہے سالکِ خدا کو اس کے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معیّن حد ہے (جس طرح ذکر جسم، ذکر نفس، ذکر روح، ذکر سر، ذکر کے پانچ درجے ہیں جن کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے)۔ اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبۂ ذکر ربانی (جس کو ذکر جسمی کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے بُرے اخلاق (جو نفس امارہ کی صفتیں ہیں) صفات حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکر ہی کے غلبہ سے (جس کو ذکر نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں[سے] اور جو نفس لوّامہ کی صفتیں ہیں۔ وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفس ملہم کا مقام ہے منکشف ہو جاوے، تیسرے ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجود مطلق (یعنی اللہ[ج]) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ[سم] کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جس کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سری کی زیادتی میں جو لذت اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں۔ خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جائے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فنا فنائیت بھی فنا ہو جائے گی اور فناء الفناء کا مصداق بنے گا اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی لِی[ھ] مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ وقت کی طرف اشارہ ہے۔

(بقیہ ص۳۴) کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کر لے گا ۱۲ شہید ۵۶ تمام موجود چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید ۵۷ اس وقت بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید ۵۸ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید

سے یعنی نفس جس کے اثر سے انسان بُرے کاموں میں مشغول ہو جائے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو مر جاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

اور مَنۡ رَاٰنِیۡ فَقَدۡ رَاَی الۡحَقَّ[1] کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر تو دریں گم شو[2] کہ توحید ایں بود گم شدن گم کن کہ تفرید ایں بود

سالک اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو تصور ہے تمام کر کے مقصد اصلی حاصل کر کے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جبتک غائب تھا اسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پاتا تھا اس وقت تیس سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبے کی تجلی اگر سالک پر ایک بار بھی پڑ جائے تو ولی کامل ہو جائے مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنائیت ہوگی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ جب سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں ؛

فائدہ۔ بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بیخودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ الوہیت ہے" پہونچ گیا۔ جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وَمَا رَاَیۡتُ شَیۡئًا اِلَّا وَرَاَیۡتُ اللّٰہَ فِیۡہِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

---

[1] جس نے مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ شہید

[2] تم اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کر دو کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں پہلے فنا کو فنا کر دو کیونکہ تفرید یہی ہے ۱۲ شہید

ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ[51] بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ اس مرتبہ پر پہونچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سخر لکم[52] ما فی السموات وما فی الارض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ مزیّن ہے اور اس نے جمال اسبغ[53] علیکم نعمہ ظاہرۃ وباطنۃ کو دیکھا ہے اور نورٌ علیٰ نور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔

قطعہ

ہیچ[54] کس ایں درد را درماں نیافت ‌ ‌ ‌ ہیچ کس ایں راہ را پایاں نیافت

اے برادر بے نہایت درگہے ست ‌ ‌ ‌ ہرچہ بروی می رسی بروی ماست

فائدہ۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور مجمع میں باآواز اور بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہیئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذاکر کے دل پر لاتعداد انوار و اسرار الٰہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلّی حق حاصل ہو گی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہو گی۔

فائدہ۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہیئے اور مراقبہ کرنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے بُرے میں امتیاز کرنا چاہیئے ورنہ کفر اور زندیقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

اچھے اور بُرے انوار آثار کی کیفیت

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے

[51] جو دو دریا ایک دوسرے سے ملتے ہیں انکو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پردہ یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شہید
[52] جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [53] خدا نے اپنی ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [54] اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جس پر تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے (باقی صفحہ ۳۱ پر)

اور غیر خدا سے دل بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الٰہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل۔ سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داہنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراماً[1] کاتبین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو، تو وہ فرشتہ ہے جو ذاکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدی ہے جو سیدھے راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کاتب سینہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لاحول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے متقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لاحول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق وطلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے رَزَقَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ۔ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلّی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(بقیہ صفحہ ۳۶ سے) وصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہونچ جائے اور خیال کرے کہ یہیں وصال حق نصیب ہوگا وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی :

[1] کراماً کاتبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے لکھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات ٹھیراتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو **سلطانا نصیرا و سلطانا محمودا** کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر سالک کو چاہیئے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور الٰہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے گرداگرد باریک اور مکدر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہو گی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آثاری افعالی وصفاتی تجلی (جس کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جس ہوش میں آئے گا تو درد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فناء الفنا ہے۔ معلوم کرنا چاہیئے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار و اوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہیئے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہنچے گا۔ اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انھیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہیئے اور درد عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الٰہی اور مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو نور عرش سے منور اور آفتاب کی مانند روشن پائے گا سالک کو اس سے لذت نہ اٹھانا چاہیئے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہیئے اس مرتبہ میں مرید عنصریت[1] سے

[1] انسان کے متعلق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر وہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق اور تجرد مادہ کی حالت پیدا کر لے گا۔ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ ۱۲ شہید

ترقی کرکے اطلاق کی حالت پیدا کرلے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہئے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کرکے اس کے دل میں عشق الٰہی کی آگ اور تیز ہو جائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلا دے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اسحالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کردے گا از روئے وصل اور درد عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں محو ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بیخبر ہو جائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پاکر منصور[1] کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات افعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود سے اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فناء الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنائے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظ مراتب کا پاس کریگا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمۂ طیب معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الٰہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر الا اللہ کی دل پر ضرب لگائے اس طرح خلوت میں روز و شب مشق کرے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر سو کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ کہے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اسے ایک خاص قسم کی محویت اور لطف حاصل ہوگا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ رو بہ قبلہ دو زانو با ادب بیٹھ کر آنکھیں بند کرکے پوری قوت سے لا کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور داہنے شانے تک پہنچا کر الٰہ کو ام الدماغ سے نکالے اور الا اللہ کی بہت

---

[1] حضرت منصورؒ رحمۃ اللہ انا الحق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اس رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیاری سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ۱۲۔

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور لا الہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کرکے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ الہ کو دماغ سے نکال کر دل پر الا اللہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گذر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت الا اللہ دل سے کہے

اسم ذات باضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ یک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دو ضربی میں پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داہنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دوسری دائیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن یک ضربی دو ضربی اور سہ ضربی میں تو دو زانو اور چہار ضربی میں چو زانو بیٹھنا چاہئے۔

دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جس قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

پر اسم ذات کا تصور کرکے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کرکے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر سانس میں کرے اور اس خاندان کے ذکر آرہ کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اوّل یہ کہ حبس دم کرکے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر ہوا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے نتھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا (جو تمام قیدوں سے پاک ہے) تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب[۱] صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچکر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادریہ کا طریقہ

سالک کو چاہئے ادب سے دوزانو قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ علیمٌ کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیرٌ کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کرکے ندریجاً عروج ونزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیرٌ کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیرٌ کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیمٌ کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

[۱] اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو ماسوائے اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھ کر باادب قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے الاحسان[۱] ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک اور قرآن مجید کی آیت کل[۲] من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذی الجلال والاکرام گویا تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شگاف دار اور تمام دنیا کو درہم برہم رجیسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت تک محویت اور بے خودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ

اللہ[۳] نور السموات والارض خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اس طرح اس کا نور تمام عالم میں ہے اور مستغرق ہو جائے اور ایسا ہی اس ان الموت[۴] الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم

آیت کا مراقبہ

اور اینما[۵] تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار

---

[۱] بہتری اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [۲] دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوگا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا۔ ۱۲ شہید [۳] خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ [۴] موت جس سے تم بھاگتے سو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ [۵] تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھرے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

وکیفیات ظاہر ہونے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اوّل مراقبۂ توحید افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات وسکنات کو خدا کے حرکات وسکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعلِ حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔ رباعی

مردانِ[1] نفس ہوا شکستند | از نیک و بد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوطہ خوردند | جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کئے جا سکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہیئے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا متبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھیرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب ہیں۔ دربارِ الٰہی میں عجز وانکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرض اصلی سمجھ کر ٹھیر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے باآسانی طے ہو جائیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب وغریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام سلوک ومعرفت کا منتہا خیال کیا جاتا ہے۔

[1] جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہو جاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا اور جب دریائے فنا میں غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شہید عفی عنہ۔

تلسیرا مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور وجہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے مجملاً یوں سمجھنا چاہیئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاءاللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہیئے۔

ذکر برائے شفائے مریض

در راست یا اَحَدُ چپ یا صَمَدُ وطرف آسمان یَا وِتْرُ در دل یَا تُرُ دُہزار بار بگوید۔

فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہیئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوریت اور محویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

سالک داہنے سُبُّوحٌ اور بائیں قُدُّوسٌ اور آسمان کی طرف رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ اور قلب پر وَالرُّوحِ کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یَا اَحَدُ اور بائیں یَا صَمَدُ اور سر شانے کی طرف پھیر کر یَا حَیُّ اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لئے ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بائیں یَا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا وِتر دل میں یا فرد ایک ہزار بار کہے

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آیندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنیکا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار داہنی طرف یا حی بائیں طرف یا قیوم اور آسمان کی طرف یا وھاب اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یا رب کہے اور آسمان کی طرف یا روح اور قبر پر یا روح اور دل پر یا روح الروح کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔
دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یا نور اور دل پر ۲ اکشف لی یا نور اور قبر پر عن حالہ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا احمدُ اور بائیں طرف یا محمدُ اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کشایش رزق کے واسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کیواسطے یا شافی اور موذی جانوروں سے بچنے کے واسطے یا حفیظُ اور فاتحہ کے لئے یا صمدُ اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یا مذلُ اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یا حیُّ یا قیوم وعلیٰ ہذا القیاس۔

باب ۳ حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار واشغال

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توجہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کرکے صدق دل سے استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ[1] ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدی کا پابند کردے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون خشوع وخضوع سے پڑھے۔ اور بارگاہِ الٰہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے میں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہیئے کہ مرید کرکے اسم ذات بواسطۂ لطائف ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کرکے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف[2] کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ داہنے پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفس اس کی جگہ

---

[1] میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شہید

[2] مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ۱۲ شہید۔

ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفۂ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفۂ خفی اس کی جگہ ابرو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائدہ۔ سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہاں تک ذکر ہونا چاہئیے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفۂ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود ہمت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبۂ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم وبیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائدہ:۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشیمن ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبدءِ فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہئے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئیے بلکہ خدا کے منزہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہئے اور لطیفہ قلبی میں نفی واثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کہ الٰہ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لا کر الا اللّٰہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہونچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور مرشد کا خیال رکھے تاکہ اثر

ظاہر ہو اور اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الہٰی کا ظہور رہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر جلوۂ معشوق میں محو ہو جائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر حبس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (بغیر سانس رد کے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفۂ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لا کر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر ارّہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے الٹا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جب چھوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمانا چاہئے اور خود بھی، توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفے بآسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے۔

فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہئے اور مرشد کو بھی ہر ہر جز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک نو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر اربعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی واثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

نفی واثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

شغل نفی واثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور لا کو ناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے اِلٰہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا اِلٰہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور اِلَّا اللّٰہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور مبتدی لامعبود الا اللہ اور متوسط لامقصود الا اللہ اور منتہی لاموجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر (یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی) دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو تکراراسمی کے اذکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار ہیں جواب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنائے افعال (جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اس کے فنائے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث کُنْتُ لَهٗ سَمْعُهٗ وَبَصَرُهٗ[۱] کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنائے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی جو سراسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعضے ذکر قوار یر تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[۲] اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبۂ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور یہ ولایت

---

۱ حدیث شریف میں ہے جو بندہ میرا ہو جاتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہید ۲ جس نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کر لی اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

لطیفہ روح اعظم (جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبۂ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہئے بلکہ ترقی کا آرزومند رہنا چاہئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک متصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور ارادات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے مراقبۂ نایافت و ورای الورا میں منہمک ہو جائے۔

مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورۂ بالا ارادات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔ شعر

اے برادر بے نہایت درگہیست[1] ہرچہ بروے میرسی بروے مایست

اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نایافت اور ورای الورا اور ولایت اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم۔ شعر

ہرکہ[2] را از فضل حق باشد مدد ؛ ایں ہمہ نعمائے حق اورا رسد

جب مرید لطیفۂ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الٰہی اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نایافت اور

[1] اے بھائی اس درگاہ کی کوئی انتہا نہیں ہے جس مرتبے کو تم سمجھے ہو کہ یہاں مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہید [2] خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اس کو یہ سب ہمتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہید

وراء الوراء کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبۂ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیا علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی یہ نسبت کچھ نہ کچھ شرک کی بو ضرور ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بجز خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تنزیہ کے تصور سے بھی پاک ہے (تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزو مند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس قدر خلو زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جا سکتی ہے۔ محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلی کلی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ تلک[1] الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض جب اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور (نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجملاً بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاذ نا شیخ محمد فاروقیؒ تھانوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد و ہادیم قطب الاقطاب مولانا میانجیو نور محمد شاہ جھنجھانوی قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہیئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے

---

[1] یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فوق اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید۔

انہار اربعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر ہیں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہیئے اور وہ ہوش در دم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عددی، وقوف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش در دم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر بر قدم سے شاید سفر ہستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی تخلقوا[1] باخلاق اللہ کے معنی ہیں اور خلوت در انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرد سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے کہ جب بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بارالہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور دراء الوراء کو مدِ نظر رکھے یادداشت ہر حالت میں اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعضے حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

---

[1] خدائے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کرو ۱۲ شہید [2] اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شعر ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل ⁂ مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا ۱۲ شہید

کے نزدیک محبت ذاتی (جو یاد داشت کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے) کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا اس کا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور ذکر خدا کی طرف پوری توجہ ہے، پوری فناء اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے وقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض وبسط میں شکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں وقوف عددی نفی واثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف رہے یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے، اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے۔ کیونکہ محققین نے فرمایا ہے اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہو اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القا مرید پر منظور ہو متوجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اس طرح انوار مراقبات ولطائف کے القا میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نفلیں پڑھے

اور درود واستغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع وخضوع سے درگاہ الٰہی میں ملتجی ہوکے مریض اور گناہگار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کرکے زمین پر گرا رہا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطروں کے پہچاننے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کرکے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آیندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کرکے بارگاہ الٰہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار (جس طرح پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے) حاصل ہو جائے تو پوری ہمت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملاء اعلیٰ یا ملاء اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے ہمت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف مائل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منتہی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہیئے

باب ۴ قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[1] کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکر ان میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف و احادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لاانتہا فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیبہ کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک قدم لَآ اِلٰہَ سے غیر خدا کی نفی پر رکھے اور دوسرا اِلَّا اللّٰہُ سے جناب الٰہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لاتعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے وہ سلوک کا

[1] کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اس کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید ؁ ؁ ؁ ؁

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جا چکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اوّل قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استحباب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کرکے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل[1] کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی (جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے) سے پڑھے یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے خلوت (جس میں کوئی شخص مخل نہ ہو) میں دو نفلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کرلے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھیرے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقے سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کے ساتھ (جس طرح استاد کے سامنے پڑھتے ہیں) اور قرارت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر رونگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

---

[1] ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آجائے اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو۔ اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ۱۲ شہید

میں مستغرق ہو جب اس میں مل کر پیدا ہو جائے تو خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سُن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز (جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الٰہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے) کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت دقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین[۱] جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع و سجود وغیرہ اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور حواس ٹھہر ٹھہر کے پڑھنا اور قرأت کی درستی ہیں جبتک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہو گا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہو گی اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

ان[۲] اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم۔ دنیا تکم زیب قلب ناپاک ہے تو جسم

[۱] جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید ؛

[۲] خدا تمہاری صورتوں اور کارگزاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے مکار ہیں جو جامۂ سالوس زیب جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب حد درجہ تاریک اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا چونکہ علام الغیوب ہے اسواسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی وہ نماز جو رات بھر پڑھی جائے اور اس میں خلوص نیت نہ ہو ہرگز قبول نہ کیجائیگی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف دو ہی رکعتیں جو حضور قلب سے خدا ہی کے لئے پڑھی جائیں ضرور قبول کی جائینگی ۱۲ شہید ؛؛

کس طرح پاک ہوسکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہوجائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور جب تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہوگیا۔ اور وجّھت وجھی کہتے وقت قلب کا منہ سمت سے خدا کی طرف کرے اور الحمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور الرحمٰن الرحیم میں اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور مالک یوم الدین میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور الامر یومئذ للہ (قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہوگا) کا یقین کرے ایاک نعبد کہے تو لا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور ایاک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور اھدنا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور صراط الذین انعمت علیھم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہونے میں شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں اپنی فنا اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی محویت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھوں اسکو اپنے اوپر صادق کروں ورنہ فمن[۱] اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق کے مصداق بن جاؤگے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر لوٹاؤ جب چند بار ایسا کروگے تو یقین ہے من[۲] طلب شیئاً وجد وجد کے مطابق یہ دولت حاصل ہوجائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوٰۃ حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔ شعر

دست از طلب ندارم تا کار من برآید
یا من رسم بہ جانان یا جاں زتن برآید

پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

---

۱ کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاوز کرنے والا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق دل کو جھٹلاتا ہے ۲ جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اس کو پالیتا ہے ۱۲ شہید ۳ جب تک میرا مقصود نہ حاصل ہوجائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا تو میں اس تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان نکل جائے گی ۱۲ شہید

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو کر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہکر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کرکے فنا کر دیا اور تسبیح (یعنی سبحانک اللھم الخ) اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسوقت بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کی اور جب ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور جب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندہ کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہو جائے اور رکوع میں پاؤں کی پیٹھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاکساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے اور اسی حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہو گیا نیز ہر نماز میں ان تعبد اللہ کانک تراہ کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال ذہن میں آئے تو لاصلوٰۃ الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے

ل الحمد کا ترجمہ: . سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اے خدا ہم کو سیدھا راستہ دکھلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے غصہ کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲ شبیبد

کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں نتھنے پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہو جائے تو جب نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المومنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے ملجانا ہے واللّٰہ یرزق من یشاء اے خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اسی میں موت دے اور اٹھا بمنہ وکرمہ بحق النبی و آلہ و اصحابہ اجمعین آمین آمین آمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہنکر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کیطرف منھ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے اللّٰھم صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ[1] اللّٰھم صلی علی محمد کما ھو اھلہ اللّٰھم صلی علی محمد کما تحب و ترضیٰ اور سوتے وقت اکیس[۲۱] بار سورہ نصر پڑھ کر آپؐ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منھ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سریع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب

[1] اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان پر درود بھیجیں اے خدا آنحضرتؐ پر ایسا درود بھیج جس کے وہ قابل ہیں اور ان پر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی

چہار شنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سوا سو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ہو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھ کر برہنہ سر ہو کر داہنی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ وزاری سے درگاہ الٰہی میں، پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالےٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندان چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتی ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے، مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا الایۃ[عہ] اور دوسری میں قل ہو اللہ الایۃ پڑھے سلام پھیرنے کے بعد اَللّٰھُمَّ[1] اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ

[1] اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور تو غیب کا بڑا جاننے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا جو کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیر میں آنیوالی بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کر دے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کر دے، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے

۱۲ عہ یعنی آخر صورت تک ۱۲ عبدہٗ۔ ؞ ؞ ؞

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ تین بار پڑھے سلام کے بعد اوّل و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یا سلام سلمنی تین سو ساٹھ ۳۶۰ بار پڑھے اس کے بعد یا[1] علیم علمنی یا بشیر بشرنی یا خبیر خبرنی یا مبین بین لی چار چار سو بار پڑھے اس کے بعد منہ قبلہ کی طرف کرکے اور سر قطب کی طرف اور پیر دکھن کی طرف کرکے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہوا سو جائے اور اس عمل کو دو شنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہوگا حاصل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

سورۂ فاتحہ ایکبار سورۂ ناس تین بار سورۂ فلق تین بار سورۂ اخلاص تین بار سورۂ کافرون تین بار (چاروں قل اور الحمد) سورۂ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت داہنے ہاتھ پر پھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوئے۔

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونیوالے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اور اوراد و وظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس[2] بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دو شنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے

[1] اے جاننے والے مجھ کو بتا دے اے خوشخبری دینے والے مجھ کو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے اے بیان کرنیوالے مجھ سے بیان کر دے ۱۲ شہید [2] اے سلامتی والے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

اور ابتدائے ذالحجہ کے نو روزے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف اسقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورۂ یٰسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللھم صلی علے سیدنا محمد الخ جس قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد انا فتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل دلائل الخیرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورۂ عم یتساءلون اور سو بار آیۂ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورۂ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورۂ ملک یا سورۂ سجدہ اور ایک سو بار یاحی یاقیوم برحمتك استغیث اور اول و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللھم انت السلام ومنك السلام وعلیك یرجع السلام حینا ربنا با السلام وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذالجلال والاکرام اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورۃ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق تین بار اور سورۂ حشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا صلے اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۴ بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا[1] الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا وسقعنا وجعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین تین بار اور سورۂ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھے تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث اور نکل کر غفرانك اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر واللھم انی اسئلك رضاك

[1] کوئی پروردگار سوائے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا ہو گا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ شہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر و عصر کے مسبعات عشر[1] پڑھے اور بہت سے اوراد ہیں اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصن حصین میں دیکھے باقی ہر حالت میں اشغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۂ الم نشرح اناسی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۂ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المہمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور مہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجأ ولا منجا من اللہ الا الیہ پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانے کے لئے پہلے دو نفلیں پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورہ الم نشرح بعد کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۂ یٰسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۂ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی

[1] یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۂ فاتحہ سورۂ ناس سورۂ فلق سورۂ اخلاص سورۂ کافرون آیۃ الکرسی کلمہ تمجید درود شریف اور اللھم اغفر لنا والاحیاء منھم والاموات اور اللھم یا رب افعل لی ولھم عاجلا واٰجلا فی الدین والدنیا والاخرۃ انت اھل ولا تفعل بنا یا مولینا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم ۱۲ شہید

ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کیئے ہیں اگر برے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوت (جس میں شور وغل کی آواز نہ آسکے) میں بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الخ تین بار پڑھے اور تین مرتبہ اعوذ پڑھ کر بائیں شانے کی طرف پھونک کر اور کھڑے ہو کر دوگانہ پڑھے اور جتنی بار ہو سکے اللھم طھر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یا نور اور داہنی طرف یا نور اور دل میں یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی و اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ و لا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مدو شد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فتاح (یا فعال) یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ھو الاول ھو الاخر ھو الظاھر ھو الباطن وھو بکل شیئ علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی یہ صورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزو مند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو یک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تنگ کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی اور حواس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہشں میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضیت چھوڑ دے۔

جب تک کہ شوق اور انشراح طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرات نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی ہمت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی ہمت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال وزر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا[۱]۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ہمت جمع کرے اور لا تقنطوا من رحمۃ اللہ[۲] پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہتا ہے جس کی تلخی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور قے کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اس کا سبب غربا پر ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اسکا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھا لینا ہوتا ہے اسکا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی (جو شیطان سے ہوتی ہے) کیوجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور جسقدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اسکا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنیکے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لئے حضرات اہل طریقت نے چلّے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں

[۱] اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ شہید [۲] اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ ۱۲ شہید

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جا سکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضامندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کیواسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمۂ تمجید پڑھکر مرشد کے واسطہ سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ اور داہنا قدم رکھے اسکے بعد اللھم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نفلیں ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے[۱] اور قبلہ کی طرف منھ کرکے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، تیئس، پچیس، ستائیس، انتیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھ کر جلدی استنجا اور وضو کرے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دوگانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

[۱] کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلتے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی۔

پہلے ہمیشہ باوضو رہے اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب[1] کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہو جاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کردینا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کردے اور اسقدر کم نہ کرے کہ ضعف کیوجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیہ زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہیئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس من ذکرنی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانیکے لئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہیئے کتاب اور سنت اور آثار صحابہ کی پیروی کرنا چاہیئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

[1] لیکن اگر ابر ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید

ہونا چاہئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ **رباعی**

خواہی[1] کہ شود دل تو چوں آئینہ ∴ دہ چیز بروں کن از درون سینہ

حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت ∴ بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور جلا دینا (جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے) چاہئے چنانچہ اس دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ **رباعی**

خواہی[2] کہ شوی بمنزل قرب مقیم ∴ نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم

صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ∴ تفویض و توکل و رضا و تسلیم

فائدہ سالک کو چاہئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیز گاری اور خوف خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جن کو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فورًا توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور باجماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور بسط کی حالت میں شکر ادا کرے اور شرع کی حدوں کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا۔

---

[1] اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو لالچ[1] آرزو[2] غضب[3] جھوٹ[4] غیبت[5] کرنا کنجوسی[6] حسد[7] ریا[8] کبر[9] کینہ[10] ۱۲ شہید [2] اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو... تو اپنے نفس کو نو چیزوں کی تعلیم دو صبر کرنے شکر کرنے قناعت کرنے اور خدا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے اور اسکی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ شہید۔

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور غیرت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اس سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اور مردانہ وار کامزنی کرے اور خوشی و غم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسول[1] کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے برُے سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مدنظر رکھے نہ اس قدر کھائے کہ کاہل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اسیطرح ہر کام میں افراط و تفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ رکھے اور کسی سے امید خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زائد نعمت کا شکر ادا کرے اور تنگدستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیا[1] کا مرتبہ مجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے مہربانی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگذر کرے اور ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت[2] سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور مسافر پروری اور مہمانوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء[3] اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

---

[1] آنحضرت صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فقیری پر مجھ کو فخر ہے ۱۲ شہید [2] قرآن شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے اور فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا غیبت کرنا، اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا برابر ہے ۱۲ شہید [3] حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے سیراب و شاداب ہو جاتی ہے اسیطرح مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہو جاتے ہیں ۱۲ شہید

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہونچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور ہستی نیستی کو برابر سمجھے اور فقیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے اور ایثار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روئے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مدنظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب[1] فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔

بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کرنیوالا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے والا اور نیکوکار اور باوقار اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غرور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں[2] کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جاکر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

نیز جو شخص مجھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے۔ اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

[1] گناہوں کا حساب ۱۲ [2] شہید ۱۲ کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک اُن کا فیض جاری رکھے۔

اللھم[۱] اغفرلنا ولوالدینا ولاستاذنا ولمشائخنا ولاحبابنا ولجمیع المومنین والمؤمنات الاحیاء منھم والاموات برحمتك ویا ارحم الراحمین آمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلۂ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ حقیر فقیر ننگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا رو سیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوراں پیشوائے عارفاں نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیو شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس اللہ سرہٗ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبد الرحیم شہید ولایتی سے اور ان کو حضرت عبد الباری اور ان کو شاہ عبد الہادی امروہی اور ان کو شاہ عضد الدین اور ان کو شاہ محمد مکی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ الہ آبادی اور ان کو شیخ ابو سعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانیسری اور ان کو قطب العالم عبد القدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردولوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابرؒ اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجری اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زندنی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابو یوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابو اسحاق شامی اور ان کو خواجہ ممشاد علو دینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابوہبیرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ

[۱] اے خدا بخشدے ہم کو اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں میں زائد رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری۔

مرعشی اوران کو خواجہ ابراہیم ادہم بلخی اوران کو خواجہ اجمال الدین فضیل بن عیاض اوران کو خواجہ عبدالواحد بن زید اوران کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اوران کو امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اوران کو سیّدالمرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سے۔

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم ادھی سے حاصل ہے اوران کو سیّد بڈھن بہڑائچی اوران کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیان جہاں گشت سے اوران کو خواجہ نصیرالدین روشن چراغ دہلی اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اوران کو خواجہ فریدالدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہیؒ کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم ادھی سے اوران کو سید بڈھن بہڑائچی اوران کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سیّد جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ عبید بن علیسٰی سے ان کو شیخ عبید بن ابوالقاسم سے ان کو شیخ ابوالمکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید مخزومی سے ان کو شیخ ابو الحسن قرشی علی الہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو شیخ حبیب عجمی سے ان کو امام حسن بصری سے ان کو امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرت مولانا میانجیو نور محمد جھنجانویؒ سے ان کو سیّد عبدالحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سیّد قمیص العالمؒ سے ان کو سیّد الیاس مغربیؒ سے ان کو سیّد عبدالحق مغربیؒ سے ان کو مولانا مغربیؒ سے ان کو سیّد احمد قدسیؒ سے ان کو سید عبدالقادر رناسیؒ سے ان کو سیّد عبدالوہاب سے ان کو

سیّد یحییٰ زاہد سے ان کو سیّد زین الدین سے ان کو سیّد عبدالرزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ، وہی ہے۔

سلسلۂ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میران اجمل بہڑائچی کو اپنے پیر شاہ عبدالحق سے اور ان کو خواجہ عبیداللہ سے ان کو خواجہ مولٰنا یعقوب چرخی سے ان کو خواجہ علاء الدین عطار سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد باباسماسی سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامتینی سے ان کو خواجہ محمود الوالخیر فغنوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگری سے ان کو خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف ہمدانی سے ان کو خواجہ ابوعلی فارمدی[1] سے ان کو خواجہ امام ابوالقاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاق سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلی سے ان کو سیّد الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن بصریؒ سے ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرورِ عالم صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے

نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میانجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سیّد احمد شہیدؒ سے ان کو شاہ عبدالعزیزؒ سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبدالرحیم سے ان کو شاہ عبداللہؒ سے ان کو سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ سے ان کو خواجہ باقی باللہؒ سے ان کو خواجہ ملنگیؒ سے ان کو مولانا درویشؒ سے ان کو مولانا زاہدؒ سے ان کو خواجہ عبیداللہؒ احرار سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

نیز ، فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولٰنا ہادینا حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلویؒ سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاقؒ دہلوی سے ان کو خواجہ ضیاء اللہؒ سے ان کو خواجہ محمد زبیرؒ سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقش بند ثانیؒ سے ان کو خواجہ محمد معصومؒ سے ان کو حضرت مجددؒ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

[1] نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور ان کو بایزیدؒ بسطامی سے ان کو امام جعفر صادقؒ سے ان کو حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے ان کو سلیمان فارسیؓ سے انکو امیر المومنین حضرت ابوبکر بن الصدیق سے انکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کما قال المعجنی ۱۲ شبید

سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہیؒ کو اپنے مرشد مرشد مرشد سید اجمل بہرائچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاریؒ سے ان کو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابو النجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجیہہ الدین عبد القاہر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبد اللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو ممشاد علو دینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبرویہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایائے خالدی سے ان کو شیخ احمد بابا کمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یاسر سے ان کو ابو النجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالیؒ سے ان کو ابو بکر نساجؒ سے ان کو ابو القاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربیؒ سے ان کو ابو علی کاتبؒ سے ان کو شیخ علی رودباریؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

ﮥ نیز حضرت مجددؒ کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ۔ کبرویہ۔ مداریہ۔ قلندریہ کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبد الاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبد القدوسؒ گنگوہی قدس سرہم سے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاءؒ ۱۲ - مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی۔

تمت بالخیر

فیصلہ ہفت مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا آلہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ونشہد انّ سیّدنا ومولانا محمدا عبدہٗ ورسولہٗ۔

اما بعد فقیر امداد اللہ الحنفی الچشتی عمومًا سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصًا جو اس فقیر سے ربط وتعلق رکھتے ہیں۔ عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعثِ برکاتِ دینوی ودینی اور نااتفاقی موجب مضرت دینوی ودینی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہورہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہورہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عمومًا مسلمانوں کی خصوصًا اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کرکے شائع کردیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع وجدال رفع ہوجائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اوّل تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اوّلاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول غالب پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل وقال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے اس کے بعد علیٰ ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل در آمد مناسب ہے لکھدیا۔ حق تعالےٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہوجاوے اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرماکر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرمادیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

واللہ ولی التوفیق

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقلیدات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کُلُّ بدعۃٍ ضلالۃٌ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو ردٌّ الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معیّن کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر بہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے بارہ ۱۲ ربیع الاوّل مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں ازبس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشان پیشین کا اقتدا ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اسوقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معیّن پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا بخور و شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر اُن امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کرنیسے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہو گا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجدان اعمال کا تجربہ یا کشف و الہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولد کو بہیئت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہو گا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطن ہے اسکا حال بدوں دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہوسکتا محض قرآن تخمینہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہا نے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم و علوت خواہ عادت دنیوی ہو یا ملی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بدعقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لاویں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہوجاویں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تونے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے میں مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سنکر اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کرکے مخالفت کرتا بہر حال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا مثلاً متشددین رجعت قہقری کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رجعت سب کے حق میں بدعت ہوجائیگی اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض ، مواعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاویگی ع بہر کیکے تو گلیمے رامسوز۔ رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ وکشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لیئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل ملجاوئے مثلاً خود کشف ہوجاوے یا کوئی صاحب کشف خبر کردے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں رہا عملدرآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ فیض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے بذیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ مہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہوجائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہوجائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کرلی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہوگا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ حطیم اس کی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے تبلیغ کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہوا ہوگا یا انتظاماً منع کرتے ہونگے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تاویل کرلیا کریں کہ یا ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبۂ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن اور بالمسلمین کی وجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہئے کہ جس عالم کو متدین و محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں اور فریق کے لوگو سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

عوام کو علما پر بدگمانی اور مسائل میں شبہہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عملدرآمد کیا گیا ہے کچھ اس
مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کار آمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہاں
ذکر ہے اور جو اسکے امثال ہیں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ
ذکر از تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پابوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جنمیں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب
امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متنفع انشاء اللہ

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمیں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات
میں کسی کو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع
ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز
میں سورۂ خاص معین کرنیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل
سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال
ثواب کی نیت کرلی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہرچند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و
لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسیطرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا
ثواب فلاں شخص کو پہونچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ
استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی
بھی پڑھا جاوئے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوئیگا کہ جمع بین العباد
تین ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب
میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھائینگے
کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاویگا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی
کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے
کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر
جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا
سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے انمیں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی
مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں
منع کیا جائے ثانیاً انکا غلو اہل فہم آپ کے فعل میں مؤثر نہیں ہوسکتا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ یا

شبہہ تشبیہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبیہہ اسوقت تک رہتا ہے جبتک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اُسی قوم سے سمجھا جاوے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوئے تو وہ تشبیہہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموںسے ماخوذ ہیں مسلمانوںمیں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور گیارھویں حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی دسویں بیسویں چہلم ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندری رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنیوالوںپر انکار نہیں کرتا اور عملدرآمد اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہئے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ وقیل وقال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا

تلسیرا مسئلہ عرس وسماع کا

لفظ عرس ماخوذ اسحدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندۂ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کیطرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض وبرکات حاصل ہوتے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت وتزاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کرلے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرار مخفیہ ہیں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدید حال اور ازدیاد ذوق وشوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونیلگا پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علما نے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رہگیا شبہہ حدیث لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ عِیْدًا کا سو اسکے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلا لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آراستگی دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت وتذکرۂ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہو دنی بالخصوص

حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً واجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت وطعام بھی جائز اور تعیین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیۂ فاستمعوا لہ وانصتوا کی مخالفت ہوتی ہے سواوّلاً تو علماء نے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر متحباب کیلئے ہے ترک مستحبات پر اتنا شور وغل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تواصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کردیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص مروجہ وسجدۂ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہیئے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث ازبس طویل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کہا فصلہ الامام الغزالی رحمتہ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویلیں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اسوقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بہرحال وہ احادیث خبر واحد ہیں اور محتمل تاویل گوتاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا ازبس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہرسال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخشدیا جاتا ہے اور زوائد امور فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار ومدعی ہو وہ برا مگر تعیین اسکی کہ فلاں شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عملدرآمد فریقین کا یہی ہونا چاہیئے جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمیں تحقیق یہ ہے کہ یہ اسے مقاصد واغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسر کبھی منادی کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلّی دیا کرتے ہیں اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنوں کا قصہ مثنوی میں مذکور ہے اشعار:۔ دید مجنوں را یکے صحرانورد ؛ در بیابان غمش بنشستہ فرد ؛ ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم ؛ می نمودے بہر کس نامہ رقم ؛ گفت اے مجنوں شیدا چیست ایں ؛ می نویسی نامہ بہر کیست ایں ؛ گفت مشق نام لیلیٰ میکنم

خاطر خود را تسلی فمیدنم ایسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کما لا یخفی علی المتبحر المتسع النظر اور اگر مخاطب کا اسماع وسنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاویگی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندا ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اسطرح کہ اسکو سنانا منظور ہے اور در بروہ نہیں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچیگی یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افتراء علی اللہ اور دعویٰ علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے مگر بیدھڑک اسکو شرک وکفر کہدینا جرأت ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچا دے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل خصوصیت ہیں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہوگا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں اب بعض علماء اسخیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندا سے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے انما الاعمال بالنیات مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر ندا کرنیوالا سمجھدار ہو تو اسپر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل رد کر دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کارآمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہوا اور بہ قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کریگا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ بجز فساد وعناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل مہمل ومطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت واخوت اسلامی کیخلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اسمیں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کر دے کہ اسمیں امید قبول اغلب ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کیوقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں انمیں غور کرنیسے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا برتا گیا ہے اور عدد آمد وہی رکھنا چاہیئے جو اوپر تین مسئلوں میں مذکور ہوا۔

پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت وامام ابو یوسف سے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و

تصحیح دونوں جانب موجود ہے اسمیں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کاہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تقلیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہگئی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لاابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدل و اطمینان سے ادا کریگا علمدر آمد اس مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہیئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کیوجہ سے محبوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا وقوف علم حقائق پر ہے اور راز بس دقیق ہے مگر مجملاً دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہیئے ایک اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیرہما ان سب سے پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تنزیہ کیا جاوے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انمیں قیل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھئے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسقدر سخت ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی دقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعارض ظاہری ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل و قال کرنیکے کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی علمدر آمد نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر اسیکا شوق ہے تو عربی عبارت ہونا چاہیئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالتعیین ثبوت ہی ضروری ہے۔ تمام ہوا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقیر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم و تحقیق پر وثوق نہ کریں سورۂ فاتحہ اھدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لاتزغ قلوبنا پڑھ کر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیۂ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار:۔ چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت بر عارف جنگجو۔ گرایں مدعی دوست بشناختے ؛ بہ پیکار دشمن نہ پرداختے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔ فقط مہر:۔ فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی۔

اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانۂ تاریک بود
عرضہ را آوردہ بودندش ہنوز

از برائے دیدنش مردم بسے
اندراں ظلمت ہمی شد ہر کسے

دیدنش با چشم چوں ممکن نہ بود
اندراں تاریکیش کف می بسود

آں یکے راکف بجرطوم او فتاد
گفت ہمچوں ناوٗ دانستش نہاد

آں یکے را دست برگوشش رسید
آں برو چوں باد بیزن شد پدید

آں یکے راکف چو بر پایش بسود
گفت شکل پیل دیدم چوں عمود

آں یکے بر پشت او بنہاد دست
گفت خود ایں پیل چوں تختی بدست

ہمچنیں ہر یک بجزوے چوں رسید
فہم آں می کرد ہر جا می شنید

از نظر کہ گفت شاں بُد مختلف
آں یکے دالش لقب داد آں الف

در کف ہر کس اگر شمعے بدے
اختلاف از گفت شاں بیروں شدے

چشم حس ہمچو کف دستش دبس
نیست کف رابر ہمہ آں دسترس

نالۂ امداد غریب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رباعی

اے ذات تو با رحمت و الطاف قریب
دے رحمت و لطفت بمناجات مجیب
اکنوں بطفیل احمد و یاران اش
مقبول شود نالۂ امداد غریب

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقش قدرت نمودار تیرا

عجب رنگ بے رنگ ہر رنگ میں ہے
یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا

یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا

بہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو
چمکتا ہے جلوہ قمر وار تیرا

تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے
تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا

تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن
تو ہی تو ہے یا کہ آثار تیرا

نہیں دیکھتا کچھ ولی دیکھتا ہوں
ہر اک جا پہ نقشہ طرحدار تیرا

عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا

نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری
اگرچہ ہوں بندہ بہت خوار تیرا

مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

الٰہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا
لیا ہے پکڑ آ کے دربار تیرا

کہاں جاوے جسکا نہ ہو کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈے جو ہو طلب گار تیرا

نہ کچھ ہو سوا نیک کاروں کے گر تو
کہاں جا تبا بندہ ناچار تیرا

رہیگا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا
لگیگا جو رحمت کا بازار تیرا

سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں
نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا

برے کام میں عمر افسوس کھوئی
کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا

مری مشکلیں ہوئیں آسان اکدم
جو ہوئے کرم مجھ پہ اک بار تیرا

ہوں ظلمات عصیاں سے حسنات روشن
جو ہو ابر رحمت نمودار تیرا

لگیں کرنے کافر بھی امید بخشش
لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا

جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے
ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا

خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا

یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یا رب
ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا

نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے
کہ جس جا نہیں ذکر اذکار تیرا

تو اوّل نہیں ابتدا تیرا یا رب
تو آخر نہیں انتہا کار تیرا

نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں
تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا

الٰہی میں ہوں بس خطاوار تیرا
مجھے بخش ہے نام غفار تیرا

الٰہی بتا چھوڑ سرکار تیری
کہاں جاوے یہ بندۂ ناچار تیرا

دو لے رضا کیا کروں میں الٰہی
کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو
تو مختار میرا میں ناچار تیرا

سوا تیرے کوئی نہیں میرا یا رب
تو مولیٰ ہے میں عبد بےکار تیرا

کیا اپنے در سے اگر دور مجھ کو
کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا

گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا
سنا جب کہ ہے نام غفار تیرا

دلیرہم گناہو نپہ کیونکر نہ ہوویں
کہ ہے نام غفار و ستار تیرا

چلا نفس و شیطان کے احکام پر میں
نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا

نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی
نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا

خبر لیجئے میری اس دم الٰہی
کھلے جب کہ بخشش کا اخبار تیرا

کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت
کہاں خس کہاں بحر زخّار تیرا

گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یا رب
مجھے چاہئے رحم بسیار تیرا

نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے — کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم — کہ دل سے زباں پر ہو اذکار تیرا

ترا نام شیریں حلاوت ہے دل کی — ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری — بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا

نہ کوئی ہے میرا نہ میں ہوں کسی کا — تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا — ترا فعل میرا مرا کار تیرا

نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں — تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا — تو مسجود میں ساجد زار تیرا

الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو — کہ ہے عفو و بخشش کرم کار تیرا
یہ جور و جفا ہم پہ ہے کیسا یارب — نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا

بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو — کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں — کہ ہے نام قہار و جبار تیرا

حکومت ہوئی اس کو حاصل جہاں کی — ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں — تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا

دو عالم خریدار ہو اس کا بیشک — جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا
کھلیں اس کی آنکھیں کریں بند جسے — عیاں ہو نہاں اس پہ اسرار تیرا

رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا — الٰہی ہوا جو کہ ہوشیار تیرا
الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا — رہوں میں سدا مست و میخوار تیرا

تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو — الٰہی رہوں اک خبردار تیرا
میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں — جو ہووے محبت کا آزار تیرا

بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو — ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
جو سویا سو جاگا جو جاگا سو سویا — سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا

بھکاری ترا جائے محروم کیونکر — کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پر — ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا

بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیونکر — نہیں کرنا معمول انکار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے — میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا

نہیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش — ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب — تو مطلوب میں ہوں طلب گار تیرا

ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر — میسر ہوا کاش دیدار تیرا
مرے دل میں ٹک جلوہ فرما الٰہی — کہ تجھ بن ہے ویران یہ اب دار تیرا

نہیں وصل افسوس قسمت میں میری — میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا
تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے — ولی آہ ملنا ہے دشوار تیرا

ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا — ستاتا ہے یہ ہجر خوں خوار تیرا
یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا — نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا

حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے — کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا
ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو — کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا

تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے — کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا
زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو — وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا

اٹھا غم رکھو امید امداد تی سے — تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا
نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے — کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا

اسی کی تو خدمت میں رہ دل سے ہر دم — تو چاکر ہے اس کا وہ سردار تیرا
تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی — کہ تا جاوے ہر غم ہر آزار تیرا

الٰہی قبول ہو مناجات میری — کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا

مخمسہ بر مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال و قیل — عقل بحث و علت و معلول ہیں زار و علیل
انت کافی فی مہمات و فی رزقی کفیل — خذ بلطف یا الٰہی من لہ زاد قلیل
مفلس بالصدق یاتی عند بابک یا خلیل

دوسرا کوئی نہیں ایسا بہ کار زدا ثیم　　ہے وفور جرم عصیاں سے سزاوار جحیم
وہ سراپا عاصی و خاطی تو غفار و رحیم　　ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم

انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل

حیف پیری و جوانی سب ہوئے مصروف لہو　　روز و شب و قف جہالت ہی رہا غفلت میں محو
یا الٰہ العالمین دے مستی عصیاں سے سہو　　منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو

منک احسان و فضل بعد اعطاءٍ جزیل

خواب و خور ہی میں کٹی اک عمر مثل دام و دد　　ہیں عمل سارے نکوہیدہ سبھی افعال بد
دیکھ کر انبار عصیان و جرائم بے عدد　　قال یا ربی ذنوبی مثل رمل لا تعد

فاعف عنی کل ذنب واصفح الصفح الجمیل

ہیں سب افعال ذمیمہ زندگی کا ماحصل　　یاد میں تیرے نہ گذری ایک ساعت ایک پل
کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل　　کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

غم الم اندوہ و حسرت یاس دوری بیکسی　　ناتوانی اضطرابی بے قراری بے کلی
ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری　　عافنی من کل داء واقض عنی حاجتی

ان لی قلباً سقیماً انت شافی للعلیل

خود بخود ہو جائیں گے یہ درد سارے دل سے دور　　جتنے مقصد ہیں بر آئیں گے الٰہی بالسرور
یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے قصور　　انت شافی انت کافی فی مہمات الامور

انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل

ہوں میں چکر میں نہیں ملتی صراط مستقیم　　کر دیا از دیاد مرض نے زار و سقیم
جس طرح خاص و نیہ ہے جھ پر بھی کر لطف عمیم　　رب ہب لی کنز فضلک انت وہاب کریم

اعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل

صورت شبنم ہوں گریاں روز و شب صبح و مسا　　غنچۂ خاطر برنگ گل نہ اک دم بھی ہنسا / کھلا
جیتے جی ہر وقت خوف آتش دوزخ رہا　　قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما

نلت قلنا نار کونی انت فی حق الخلیل

عمر بھر کرتا رہا فرمان حق سے انحراف　　رہا ہوا بھر سے جو شان عبدیت کے تھا خلاف
جرم و عصیان و خطا یک لخت سب کر دے معاف　　ہب لنا ملکاً کبیراً نجنا مما نخاف

ربنا اذانت قاضی والمنادی جبریل

ہوش میں آ اے غریب سرخوش جام صبوح | کر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعال قبوح

کیا بھروسا زندگی کا ہے مسافر تن میں روح | ابن موسیٰؑ ابن عیسیٰؑ ابن یحییٰؑ ابن نوحؑ

انت یا صدیق عاصی تب الی المولی الجلیل

غزل در شوق زیارت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

سبز و شاداب گلستان تمنا ہووے | کاش مسکن مرا صحرائے مدینہ ہووے

ہند میں گرم تپش یوں دل مضطر ہے مدام | دام میں جیسے کوئی مرغ تڑپتا ہووے

مجھ کو بھی روضۂ اقدس کی زیارت ہو نصیب | زہے قسمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے

جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو | شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے

ننگے پاؤں وہیں ہو جاؤں میں اٹھ کر ہمراہ | تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے

یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا | جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے

گرم جولان روش برق ہوں شاداں خنداں | پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے

کانٹے تلووں میں چبھیں برگ گل تر سمجھوں | خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے

ایسی صورت سے در شاہ عرب پر پہنچوں | حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے

گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر | ایک تہہ بند پھٹا سا کوئی کرتا ہووے

خار پاؤں میں چبھیں بال ہوں سر کے بکھرے | فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے

باندھ کر ہاتھ کروں عرض بصد عجز و نیاز | خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے

یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو | وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے

میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور | خود در حجرۂ والائے نبیؐ وا ہووے

دوڑ کر سر قدم پاک پہ رکھدوں اپنا | دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے

کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم | خاک پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے

گوہر اشک نثار قدم پاک کروں | جز تہی دستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے

اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں | جلوۂ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے

سن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب | فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

مناجات

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے | آپ کی امداد ہو میرا نبیؐ حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل | اے مرے مشکل کشا فریاد ہے | درد ہجراں سے لب پر جان ہے مری | اب تو کہہ کیجئے دوا فریاد ہے
چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے | تجھ سے اے نور خدا فریاد ہے | گردن دل پا سے مری زنجیر و طوق | یا نبی کیجئے جدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے | یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے | یا نبیؐ احمد کو در پر لو بلا | اس لئے صبح و مسا فریاد ہے

مناجات دیگر

آپکی فرقت نے مارا یا نبیؐ | دل ہوا غم سے دو پارا یا نبیؐ | طالب دیدار ہوں دکھلائیے | روئے نورانی خدارا یا نبیؐ
حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو | کون ہے ہمسر تمہارا یا نبیؐ | درد ہجراں کے سبب مجھ سے کیا | صبر و طاقت نے کنارا یا نبیؐ
باغ جنت سے زیادہ ہے عزیز | مجھ کو وہ کوچہ تمہارا یا نبی | مرتے دم گر دیکھ لوں روضہ شریف | زندگی ہووے دوبارا یا نبیؐ
لیجئے در پر بلا کب تک پھروں | دربدر یاں مارا مارا یا نبی | چین آتا ہے مرے دلکو تمام | نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

سب دیکھو نور محمدؐ کا سب بیچ ظہور محمدؐ کا | جبریلؑ مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمدؐ کا
جس مسجد میں میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمد کا | نا ہے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدور محمدؐ کا
وہ منشا سب اسماء کا ہے وہ مصدر ہر اشیاء کا ہے | وہ سر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا
کہیں روح مثال کہایا ہے کہیں جسم میں جا سمایا ہے | کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں عاشق وہ یعقوبؑ ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ہوا | کہیں صابر وہ ایوبؑ ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں موسیٰؑ وہ کلیم ہوا کہیں راز قدیم علیم ہوا | کہیں ہارون وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں ابراہیمؑ خلیل ہوا سن راز قدیم علیل ہوا | کہیں صادق اسماعیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے | کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں غوث ابدال کہایا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے | کہیں دین امام کہایا ہے سب دیکھو نور محمد کا

مناجات دیگر

مرا طالع خفتہ جاگے یقیں ہے | اگر خواب میں منھ دکھائے محمدؐ | ہیں اسپر فدا جان اور دل سے قربان | مرا جان و دل سب فدا ئے محمدؐ
محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی | خدا کی رضا ہے رضائے محمد | خجل ہو کے خورشید کا رنگ فق ہو | اگر منھ سے پردہ اٹھائے محمدؐ
نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا یقیں ہے | ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ | تمنا یہ ہے روح کی یا الٰہی | عطا ہو اسے خاکپائے محمدؐ

تمت

ارشاد مرشد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ بجمیع محامدہ کلہا ما علمت منہا و ما لم اعلم و صلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم

اما بعد فقیر حقیر امداد اللہ غفر اللہ ذنوبہ و والدیہ یہ کہتا ہے اور برادران طریقت اور طالبان معرفت کی خدمت میں خصوصاً جو اس فقیر سے رابطہ محبت و ارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہے کہ شاغل اشغال قلبیہ کو ضرور ہے کہ سوائے فرائض اور واجبات اور سنن کے بعض عبادات اور طاعات اور اوراد و وظائف جو مددگار اور قوت بخشنے والے صفائی دل اور جلا دینے والے روح کے ہوں عمل میں لاوئے جیسا کہ نماز تہجد کی کہ بارہ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں اور نماز اشراق کی چھ رکعتیں ہیں اور نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں بارہ تک اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں ہیں بیس[۲] تک اور چار رکعتیں سنت قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنت قبل عشا اور بروز جمعہ صلوٰۃ التسبیح[۱] اگر فراغ ہو پڑھے اور تین روزہ ایام بیض[۲] اور روزہ پنجشنبہ و دوشنبہ کا اور چھ روزے ماہ شوال کے اور نو روزے اول ماہ ذالحج کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور آٹھ روزے اول ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جس قدر ہو سکے اولیٰ یہ کہ چالیس روز میں ختم کرے

وظائف صبح

درمیان سنت و فرض صبح کے اکتالیس بار سورۂ فاتحہ حضور دل سے معنوں پر خیال کر کے پڑھے اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم[۳] دس بار اور سورۂ یٰسین ایکبار اور استغفار سو بار اور سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العلی العظیم وبحمدہ استغفر اللہ[۴] سو بار اور ایکسو ایکبار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مع بسم اللہ کے اور سو بار کلمہ طیب[۵] اور اکتالیس بار یاحی یاقیوم لا الٰہ الا انت اسئلک ان تحیی قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ حضور قلب پڑھے اور درود[۶] شریف سو بار۔ وظائف ظہر اور

---

[۱] فائدہ صلوٰۃ التسبیح واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ خطاءً اور عمداً اور سراً اور علانیۃً کے حدیث میں آیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے۔ چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں بعد قرأت کے پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس بار اور قومہ میں دس بار اور جلسے میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور بعد سجدے دوسرے کے بیٹھ کر دس بار یہ ہر رکعت میں پچھتر بار اور چار رکعت میں تین سو بار پڑھے اور طاقت ہو تو اس نماز کو روز پڑھے یا ہفتہ میں ایک بار یا ماہ میں یا سال میں یا تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور مروی ہے کہ چار رکعت میں ان چار سورتوں کو یعنی الھکم التکاثر۔ والعصر۔ قل یا ایہا الکافرون قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اور سورتیں بھی مروی ہیں جیسے سبح اسم یا اور مسبحات مگر یہ سہل تر ہیں ۱۲۔

[۲] یعنی ہر چاند کی تیرھویں چودھویں پندرہویں تاریخ روزہ رکھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہٗ

[۳] لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت ابدا ابدا ذو الجلال والاکرام

[۴] استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ ۱۲

[۵] لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲　[۶] اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک ۱۲

بعد نماز ظہر کے سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور سورہ انا فتحنا اور منزل دلائل الخیرات اور پانچ سو بار اللہ الصمد اور اکیس بار سورۂ اذا جاء۔ **وظائف عصر** اور بعد نماز عصر کے سورۂ عم یتساءلون اور سو بار آیہ کریمہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین **وظائف مغرب** اور بعد نماز مغرب کے سورہ واقعہ اور سو بار کلمہ طیب اور درود شریف سو بار اور اللھم طھر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اکتالیس بار بحضور دل پڑھے۔
وظائف عشاء اور بعد نماز عشاء کے سورۂ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور ایک سو ایک بار یا حی یا قیوم برحمتک استغیث بحضور قلب پڑھے۔ **وظائف صبح وشام** دو وقتہ اور صبح اور شام کو سید الاستغفار[1] ایک ایک بار اور پانچوں کلمے اور دونوں آمنت باللہ اور نود و نام اللہ جل شانہ کے اور آیۃ الکرسی اور آیات آمن الرسول سے تا آخر سورۃ اور اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق تین بار اور آیات[2] سورہ حشر ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا تین بار لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الٰہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الٰہ الا اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اللھم اجرنی من النار سات بار اور اللھم انی اسئلک الجنۃ سات بار اور دعائے حزب البحر کو اگر ہو سکے تو ایک ایک بار اور بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر قبل غروب مسبعات عشر[3] کو پڑھے۔

وظیفہ بعد ہر نماز

اور بعد ہر نماز کے پانچوں وقت آیۃ الکرسی ایک بار سبحان اللہ تینتیس[33] بار اور الحمد للہ تینتیس[33] بار اللہ اکبر تینتیس[34] بار اور کلمہ چہارم ایک بار لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیئ قدیر۔ اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام۔۔۔

---

[1] اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۱۲ منہ قدس سرہ [2] اول اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم تین بار پڑھے پھر یہ آیت پڑھے ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ یسبح لہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم ۱۲ [3] یعنی دس چیزیں ہیں کہ سات سات بار پڑھتے ہیں اول سورہ فاتحہ سات بار سورۂ والناس سات بار سورۂ فلق سات بار سورہ اخلاص سات بار سورۂ کافرون سات بار آیۃ الکرسی سات بار کلمہ تمجید سات بار درود شریف سات بار اللھم اغفرلی وللاحیاء منھم والاموات سات بار اللھم یا رب افعل لی وبھم عاجلا فی الدین والدنیا والاخرۃ ما انت لہ اھل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم اس دعا کو سات بار پڑھے۔

حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ایک بار اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَمِنَ النَّارِ ایک بار پڑھے اور وقت شروع کھانے کے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ اور بعد فراغ طعام کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پڑھے اور سوتے وقت سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی اور تینوں[1] قل تین تین بار اور اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ اور وقت جاگنے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور ممکن ہو تو معشرت[2] السبع بھی پڑھے اور پاخانہ میں جاتے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ معمول رکھے اور اگر اور زیادہ اوراد مطلوب ہوں تو کتب حدیث حصن حصین وغیرہ سے لیکے عمل میں لاویں بہر حال اذکار اور اشغال قلبیہ میں مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا ہو کر محبت اور معرفت حق کی حاصل ہو

بیان اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو بزرگانِ طریقت نے تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح کے واسطے تجویز کیے ہیں اُن میں بارہ تسبیح ہیں جو حضرات چشتیہ کرتے ہیں۔ طریق اُن کا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار عجز اور انکسار سے کرکے اور ہاتھ اٹھا کے یہ دعا بحضور قلب اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ تین بار یا سات مرتبہ تکرار کرے اور گیارہ بار درود شریف پڑھکے چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور جو انگلی اس کے پاس ہے اس سے رگ کیماس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے محکم پکڑے اور کمر سیدھی رکھے۔ پھر دل جمعی سے ہیبت اور حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی کے ساتھ ذکر شروع کرے اور بعد اعوذ و بسم اللہ کے باخلاص تمام تین بار کلمۂ طیب[3] اور کلمۂ شہادت[4] پڑھ کے سر کو قلب کی طرف کہ زیر پستانِ چپ بفاصلہ دو انگشت کے واقع ہے جھکا کے کلمۂ لا کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے کھینچ کر اور الہ کو داہنے مونڈھے پر لیجا کر سر کو پشت کی طرف مائل کر کے تصور کرے کہ

---

[1] یعنی قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق ۱۲ [2] فائدہ معشرت السبع وہ سات کلمہ ہیں۔ کہ ایک کو دس دس مرتبہ پڑھتے ہیں لکھے یہ ہیں۔ اول اللہ اکبر دس بار دوسرا الحمد للہ دس بار تیسرا سبحان اللہ وبحمدہ دس بار چوتھا سبحان اللہ الملک القدوس دس بار پانچواں لا الہ الا اللہ دس بار چھٹا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ دس بار ساتواں اللھم انی اعوذبک من ضیق المقام الدنیا وضیق یوم القیامۃ دس بار پڑھیے ۱۲ منہ [3] یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲ منہ

[4] یعنی اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ۱۲ منہ

غیر اللہ کو دل میں سے نکال کر پس پشت ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ الا اللہ کی زور آور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الہٰی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی و اثبات کو فکر اور ملاحظے اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں نو بار لا الٰہ الا اللہ دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن مبتدی کلمہ[۱] لا الٰہ میں لا معبود اور متوسط لا مقصود اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الہٰی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

طریق اثبات مجرد پھر دو زانو بیٹھے اور کمر کو سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر بیجا کے لفظ الا اللہ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب بلا کرے اسکو چار سو بار مادام کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایکبار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔

طریق اسم ذات پھر ذکر اسم اللہ اللہ کرے اس طرح سے کہ اوّل حرف ھاء لفظ اللہ کو پیش اور دوسری ھاء لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کرکے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو بار مادام کرے لیکن دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری[۲] اللہ ناظری اللہ معی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کے کج کرکے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار مادام ضرب کرے بعدہٗ تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہہ کے درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھ کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الہٰی تو ہی مقصود اور رضا تیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر مجھ کو نعمتیں اپنی اور وصول نام درگاہِ مقدس اپنی میں آمین

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر آگاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گذرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لا[۱] الٰہ اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ الا اللہ

[۱] کلمہ لا الٰہ میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لا موجود کا کرے اسواسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں بارھویں لفظ اللہ کے ساتھ اسی کو یعنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے۔ ۱۲ عفی عنہ

کہے، دہن بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذاکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے
طریق دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ ھُو کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے
اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذاکر اور مستغرق بذکر ہو جائے[۱]

بیان ذکر اسم ذات ربّانی

طالب کو چاہیئے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس[۲۴] ہزار بار کہ اوسط[۲] مرتبہ ہے
کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے،
طریق ذکر نفی اثبات کہ حضرات قادریہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں روبقبلہ باادب تمام بیٹھے اور
آنکھیں بند کر کے لا نفی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کر کے داہنے مونڈھے تک
لیجا کے اله کو دماغ سے نکال دے اور الا اللہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لَا اِلٰہَ سے نفی معبودیت
اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور اِلَّا اللہ سے اثبات وجود مطلق حق
سبحانہ تعالےٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر[۳] اسکا ظاہر ہو اور اس ذکر کو
اسی طرح حبس دم میں بھی کرتے ہیں۔
طریق شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر
بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔
طریق شغل نفی و اثبات کہ حبس[۴] دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو
ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمۂ لَا اِلٰہَ کو دل سے نکال کے اور داہنے مونڈھے پر لے جا کے
اِلَّا اللہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

---

[۱] فائدہ یعنی سوتے اور جاگتے ہر حال میں ذاکر رہے تا ذکر حیات اور پاس انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک او صاف اور نورانی ہو کر مَوْرِدِ تجلیات اور وارداتِ غیبی کا ہو ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ [۲] فائدہ حکمت اس میں یہ ہے کہ آدمی رات دن میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لیتا ہے تو گویا کہ ہر دم ذاکر رہا اور ذاکرین میں داخل ہوا ۱۲ عفی اللہ عنہ۔ [۳] اثر یعنی لذات در محبوبیت اور بیخودی ظاہر ہو اور تصفیۂ قلب اور تجلی روح حاصل ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ [۴] فائدہ کشمکش دم اور خطرہ بندی کے لیے خلو معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتدائے حال میں اور بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پُر شکم ہو کر کاہل اور بوجھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور حبس دم میں سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارت قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب ایجاد مرض کی ہوتی ہے ۱۲ منہ

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرارت باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضا میں جاری ہو اور محبت اور عشقِ الٰہی ظہور کرے۔

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دو زانو نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے اوّل اعوذ بسم اللہ پڑھ کے تین بار اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ یعنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقب ہو کے اُن کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر خوض کرے اور **مستغرق ہو کہ شعور غیر حق** کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اس سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہوگا۔

مراقبہ دوسرا۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ انوار الٰہی کو کہ ہر زمان و مکان میں موجود ہے جیساکہ وجود ہستی اس کی کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستّہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور آنکھیں بند کر کے بزبانِ خیال دل صنوبری سے اللہ اللہ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس حیثیت کو بمقدور اپنے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھٹوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود اُن کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ[۱] لطیفے ہیں یعنی چھ مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوارِ الٰہی سے لبریز ہیں۔

اوّل لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستانِ چپ کے واقع ہے اور نور اُس کا سُرخ ہے

دوسرا لطیفہ روحی ہے۔ جگہ اُسکی دو انگشت نیچے پستانِ راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سرّی ہے کہ جگہ اس کی مابین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلگوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ اخفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہیئے کہ ان چھیوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر[۱] ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھ چکا ہوں۔ دو بارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

---

[۱] فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر ذکر جاری ہو اور لذت اور محویت اور انوارِ الٰہی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

اپنے سے ہمت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و شغل عبادات طاعات مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیر اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔

حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔

آمین آمین آمین یا ربّ العالمین وصلّی اللہ تعالےٰ علیٰ سیّدنا ومولٰنا وشفیعنا محمّدٍ وّ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم برحمتک یا ارحم الرّاحمین ۔ محررہ ۲ جمادالاولیٰ ۱۲۹۳ھ

شجرات وسلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ را نسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی والیشاں را از حضرت حاجی عبد الرحیم از شاہ عبد الباری از شاہ عبد الہادی از شاہ عضد الدین از شاہ محمد مکیؔ از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ الہ آبادی از شیخ ابو سعید از شیخ نظام الدین۔ از شیخ جلال الدین از شیخ عبد قدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبد الحق رودولوی از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابو یوسف از خواجہ ابو محمد محترم از خواجہ احمد ابدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابو ہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبد الواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

شجرۂ قادریہ

حضرت عبد القدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڈھن بھڑائچی۔ از سیدّ اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سیّد جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن علیؒ از شیخ عبید ابن ابو القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیاء شیخ عبد القادر جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ ابو الحسن قرشی از شیخ ابو الفراح از شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

کرم اللہ وجہہ از حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ نقشبندیہ

ونیز حضرت سیّد اجمل بھڑائچی را از مُرشدِ خود شاہ عبدالحق از خواجہ عبیداللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاؤالدین عطار از خواجہ بہاؤالدین نقشبند از خواجہ سیّد امیر کلاں از خواجہ محمد بابا سمّاسی از خواجہ عزیزاں علی رامیتنی از خواجہ ابوالخیر فغنوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبدالخالق از خواجہ ابوالقاسم نصیرآبادی از خواجہ ابوعلی فارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قیشری از خواجہ ابوعلی وقاق از خواجہ ابوالقاسم نصیرآبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سیّد الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیرالمؤمنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

شجرۂ سہروردیہ

ونیز سیّد اجمل بھڑائچی را اجازت وخرقہ از سیّد علاالدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والدِ خود صدرالدین از والدِ خود شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاالدین ابوالنجیب سہروردی از شیخ وجیہہ الدین عبدالقادر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبداللہ از شیخ احمد دنیوری از ممشاد علی دنیوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہٗ تا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ونیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولا و مرشدنا نصیرالدین مجاہد دہلوی و او شاں را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ امکنگی از مولانا درویش از مولانا زاہد از عبیداللہ احرار تا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وسلم باقی کیفیتِ سلاسل بہ تفصیل وتحقیق تمام در رسالۂ ضیاء القلوب نوشتہ شدُ ازاں بگیرند۔

تمام شد

شجرۂ پیرانِ چشت اہلِ بہشت رضی اللہ عنہم

تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے
عرض کرنا شاہ یوں اوّل خدا کے واسطے
حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے
ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے
اور سب اصحاب وآلِ مصطفےٰ کے واسطے
فضل کر ہم پر الٰہی مجتبیٰ کے واسطے
دربدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے
آسرا تیرا ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیا کے واسطے
اُن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملول
کیجیو یہ عرض میری اُن کی برکت سے قبول
ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے
پاک کر ظلمات و عصیاں سے الٰہی دل مرا
کر منور نورِ عرفاں سے الٰہی دل مرا
حضرتِ نور محمد پر ضیا کے واسطے
ایسے مرنے پر کروں قربان یارب لاکھ عید
اپنی تیغ عشق سے کرلے اگر مجھ کو شہید
حاجی عبدالرحیم اہلِ عزا کے واسطے
کردہ پیدا دردِ غم میرے دلِ افگار میں
بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں
شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے
شرک عصیان وضلالت سے بچا کر اے کریم
کر ہدایت مجھ کو اب راہِ صراط المستقیم
شاہِ عبدالہادی پیر ہدیٰ کے واسطے
دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری
اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت وخواری مجھے
شاہِ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے
دے مجھے عشق محمدؐ اور محمدیوں میں گن
ہو محمدؐ ہی محمد وِردِ میرا رات دن
شہ محمدؐ اور محمدی القیا کے واسطے
حُبِّ حق حُبِّ الٰہی حُبِّ مولا حُبِّ رب
الغرض کردے مجھے محبت سب کا سب
شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے
گرچہ میں غرقِ شقاوت ہوں سعادت سے بعید
پر توقع ہے کرے مجھ سے شقی کو توسعید

بوسعیدِ اسعدِ اہل ورا کے واسطے

قال ابتر حال ابتر سب مرے ابتر ہیں کام　　لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام

شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال　　یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو با جاہ و جلال

شہ جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے

حُبِّ دنیاوی سے کر کے پاک مجھ کو اے حبیب　　اپنے باغ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب

عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے

کر معطر روح کو بوئے محمدؐ سے مری　　اور منور چشم کر روئے محمدؐ سے مری

اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے

کر عطا راہِ شریعت رائے احمدؐ سے مجھے　　اور دکھا نورِ حقیقت خوئے احمدؐ سے مجھے

شیخ احمد عارفِ صاحب عطا کے واسطے

کھول دے راہِ طریقت قلب پر یا حق مرے　　کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے

احمد عبد الحق شہ ملکِ بقا کے واسطے

دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال　　ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال

شہ جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے

ہے مکدر ظلمتِ عصیاں سے میرا شمس دیں　　کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں

شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے

اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار　　عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار

شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے

دے ملاحت مجھ کو حق نمکینیٔ ایمان سے　　اور حلاوت بخش گنج شکر عرفان سے

شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے

عشق کی رہ میں ہوئے جو اولیا اکثر شہید　　خنجرِ تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید

خواجہ قطب الدین مقتولِ وِلا کے واسطے

بے ترے ہے نفس و شیطاں درپے ایمان و دین جلد ہو آ کر مرا یا رب مددگار و معین

شہ معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے

یا الٰہی بخش ایسا بےخودی کا مجھ کو جام جس سے جز عشقِ نبیؐ مجھ کو نہ ہووے اور کام

خواجہ عثمانؓ با شرم و حیا کے واسطے

دُور کر مجھ سے غمِ موت و حیاتِ مستعار زندہ کر ذکرِ شریفِ حق سے اے پروردگار

شہ شریفِ زندنی با اتقیا کے واسطے

آتشِ شوق اس قدر دل میں مرے بھڑکا دے ودود ہر بن مو سے مرے نکلے تری الفت کا دود

خواجہ مودود چشتی پارسا کے واسطے

رحم کر مجھ پر تو اب چاہِ ضلالت سے نکال بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یا رب ملک و مال

شاہ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے

مست اور بےخود بنا بوئے محمدؐ سے مجھے محترم کر خواری کوئے محمد سے مجھے

بو محمد محترم شاہ ولا کے واسطے

صدقے احمدؐ کے یہ ہے امید تیری ذات سے کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو تو حسنات سے

احمد ابدال چشتی با سخا کے واسطے

حد سے گذرا رنج فرقت اب تو اے پروردگار کر میری شامِ خزاں کو وصل سے روزِ بہار

شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کے واسطے

شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر اپنے درد و غم سے یا رب دل کو میرے شاد کر

خواجہ ممشاد علوی بوالعلا کے واسطے

ہے مرے تو پاس ہر دم لیک میں اندھا ہوں پر بخش وہ نورِ بصیرت جس سے تو آوے نظر

بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کے واسطے

عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب مجھے چشم گریاں سینہ بریاں کر عطا یا رب مجھے

شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کے واسطے

نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے　　بخش اپنے در تلک طاقت رسائی کی مجھے

شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے

راہزن میرے ہیں دو قزاق باگرز گراں　　تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعاں

شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے

کر مرے دل سے تو اے واحد دوئی کا حرف دور　　دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سربسر وحدت کا نور

خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے

کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن　　تا کہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن

شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب　　کھولدے دل میں در علم حقیقت میرے اب

ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے

کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے　　کر مشرف مجھ کو تو دیدار پُر انوار سے

سرورِ عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے

آپڑا در پر ترے ہیں ہر طرف سے ہو ملول　　کر توان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول

یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

ان بزرگوں کے تئیں یارب غرض ہر کار میں　　کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں

مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے

اس دوئی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے　　کر دوئی کو دور کر پُر نور وحدت سے مجھے

تا ہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے

کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے　　کر ذرا اس ہوش سے بیہوش مستانہ مجھے

یاحق اپنے عاشقانِ باوفا کے واسطے

کشمکش ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ　　دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ

یارب اپنے رحم واحسان وعطا کے واسطے

چرخ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم بحرِ الم   چار سُو ہے فوجِ غم کر جلد اب بحرِ کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں   پر ترے در کو تنا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے   اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب   نے عبادت نے زہد نے خواہش علم وادب
دردِ دل پر چاہیئے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعماء دنیا بے شمار   کی عطا تو نے مجھے، پر اب تو اے پروردگار
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے

گرچہ عالم میں الٰہی میں سعی بسیار کی   پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی
جان و دل لایا دلے تجھ پر فدا کے واسطے

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابلِ منظور ہے   پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دُور ہے
کشتگانِ تیغ تسلیم و رضا کے واسطے

حد سے ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا   کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا
اپنے لطف و رحمتِ بے انتہا کے واسطے

تمت

نصائحِ متفرقہ

منقول ست از امیر المومنین یعسوب الدین امام المشارق والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من دوازدہ کلمہ از توریت اختیار کردہ ام و ہر روز سہ نوبت دراں تامل میکنم وآں این ست

کلمۂ اوّل: حق جل وعلا می فرماید اے پسر آدم کہ البتہ نہ ترسی از ہیچ شیطان حاکمی مادام کہ سلطانی من باقی است۔

کلمۂ دوم: اے پسر آدم نہ ترسی از قوت روزی تا مادام کہ خزانۂ من پُر یابی وخزانۂ من ہرگز باقی است

کلمۂ سوم: اے پسر آدم باید کہ در ہر چہ درمانی مرا بخوانی کہ البتہ بیابی کہ اجابت کنندۂ ہمہ باد نیکوکار آنم

کلمۂ چہارم: اے پسر آدم بدرستی کہ من ترا دوست می دارم پس تو مرا باش و مرا دوست دار۔

کلمۂ پنجم: اے پسر آدم از مکر من ایمن مباش مادام کہ صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمۂ ششم: اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک[۱] و نطفہ[۲] علقہ[۳] و مضغہ[۴] وعاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال قدرت پس چگونہ عاجز شوم کہ دو گردۂ نان بتو رسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمۂ ہفتم: اے پسر آدم آفریدم ہمہ اشیاء را برائے تو و ترا آفریدم از جہت عبادت خود و تو خود را ندائے چیزے کردی کہ برائے تو آفریدہ ام وخود را از من دُوری کنی جہت غیر من۔

کلمۂ ہشتم: اے پسر آدم ہمہ چیز و ہمہ کس مرا می خواہد از برائے نفس خود و من ترا می خوانم از جہت نفس تو و تو از من می گریزی۔

کلمۂ نہم: اے پسر آدم تو خشم میگیری بر من جہت نفس خود و خشم نمی گیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمۂ دہم: اے فرزند آدم مرا است بر تو فریضہ و ترا است بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضۂ من و من مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمۂ یازدہم: اے پسر آدم تو طلب روزی فردا از من می کنی و من فریضۂ فردا از تو نمی طلبم۔

کلمۂ دوازدہم: اے پسر آدم اگر راضی بشوی بچیزے کہ من ترا قسمت کردہ ام و راحت افتادی و آسودہ شوی در ہمہ حال و دوست دارندہ شدی و اگر راضی نہ شوی بانچہ ترا کردہ ام مسلّط گردانم بر تو دنیا را تا ترا دربدر گرداند و چوں سگ بر در ہا خوار گردی و تو نیابی مگر آنچہ مقدر کردہ ترا ام

جہاد اکبر

حمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی تو ہے وحدہٗ لاشریک
بنایا ہے تو نے ہر اک شے کو ٹھیک
عدم سے تو ہستی میں لایا ہمیں
یہاں آب و گل میں پھنسایا ہمیں
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا
نِرے نادان ہم تو نے دانا کیا
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
نہ کی نیک اور بد میں ہم نے تمیز
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
وہ نورِ ہدایت رہا جلوہ گر
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور
و لے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور
عطا کر وہ بینائی ہم کو آلہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

الٰہی الٰہی الٰہی آلہ
میں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ
الٰہی میں عاجز ہوں بندہ ترا
گناہوں سے ہے حال بدتر مرا
الٰہی سراپا ہوا ہیں گناہ
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
الٰہی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے
کہ غافل رہا جو رہِ وصل سے
خرد وہ کہ جو بندۂ یار ہو
بجز یار آنکھوں میں سب خار ہو
خرد وہ کہ خوش تجھ کو رکھے مدام
رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام
کیا عمر بھر میں ترے برخلاف
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف
رہا میں سدا بحر غفلت میں غرق
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق
الٰہی مری عمر دشمن نے لی
رہی شہوت اور حرص باقی وہی
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام
الٰہی نے کی گرچہ کوشش بڑی
و لے ساری تدبیر الٹی پڑی
الٰہی میں بھٹکا بہت در بدر
ترے در پہ آخر پڑا آن کر
کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے
کروں جس سے جا التجا کون ہے
الٰہی نہ تیرے سوا کون ہے
نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے
الٰہی نہ جانی تیری قدر آہ
کری عمر لہو و لعب میں تباہ
ہے افسوس عمر جوانی چلی
جوانی تو کیا زندگانی چلی
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر
الٰہی میں لائق ہوں اس کے مگر
الٰہی ہے کیا تری رحمت کا جوش
کہ دیکھے گناہ اور ہو پردہ پوش
الٰہی میں پردھن غفلت میں ہوں
الٰہی بہت اس سے خجلت میں ہوں
الٰہی ہر اک آن حاضر ہے تو
میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو
بیاں کیا کروں اپنی شرمندگی
کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی
الٰہی گنہگار شرمندہ ہوں
الٰہی بہت ہی برا بندہ ہوں
الٰہی خبر لے مری تو شتاب
ہوا حد سے زیادہ بس اب تو خراب

الٰہی ہوا ہوں سراپا خطا
نہ بخشے تو گر ہو میرا حال کیا

ہوں گر نیک یا بد تیرا بندہ ہوں
ترے در پہ آخر سرافگندہ ہوں

ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت
شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت

نہ مجھ سا گنہگار شرمندہ ہو
خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو

الٰہی تو دیکھے ہے میرے گناہ
وہیں رزق دیتا ہے شام و پگاہ

کرے ہیں گناہ آہ بے خوف و ڈر
رہی وہ ہی رحمت کی مجھ پر نظر

الٰہی عجب تیری رحمت ہے آہ
عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ

میں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو
کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو

کرم تیرا گر دستگیری کرے
تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے

الٰہی ہے تیرے کرم سے امید
سیاہی کو میری کرے تو سفید

گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر
الٰہی تری ہے نظر عفو پر

خس و خار سے تیرہ ہو بحر کب
ہو چشم فلک گرد سے خیرہ کب

ترے عفو کے آگے میرے گناہ
شب تار جوں پیش خورشید و ماہ

تو وہ خوار ہے تیری پڑے گر نظر
تو ہوں سنگریزے بھی رشک قمر

کیا میں گناہ گر بڑے سے بڑا
ولے تیری بخشش کے آگے ہے کیا

گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
برابر کہاں ہو سکے اے خدا

الٰہی کہاں جرم بخشش کہاں
کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسماں

کہاں ظلمت شب کہاں آفتاب
کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب

مرا عذر ہو اب الٰہی قبول
مجھے خوار و رسوا نہ کر اور ملول

بہت پھر پھرا کے میں اب آن کر
الٰہی ترے در پہ رکھا ہے سر

نہ سر کو جھکاؤں کہیں جا کے میں
سوا تیری درگاہ والا کے میں

کرے ہیں گنہ جہل اور سہو سے
اور اس حرص نفسانی و لہو سے

ولے تیری رحمت سے امید ہے
بدی کے عوض مجھ کو نیکی ملے

گنہ میرے جانے ہے تو علم سے
کرے پردہ پوشی سدا حلم سے

نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں
الٰہی تو رکھیو مری شرم داں

الٰہی ہمارا بد و نیک اب
ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب

بڈارے مجھے یا بلاوے مجھے
الٰہی نہ چھوڑوں گا در کو تیرے

کہاں جاوے اب بندہ تیرا بتا
کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا بتا

نہ تو نے سنی گر مری التجا
الٰہی کروں عرض پھر کس سے جا

الٰہی برا یا بھلا ہوں تیرا
سوا تیرے ہے کون بتلا مرا

ترے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا
مرا ہے بتا کون تیرے سوا

نہ کی تو نے گر اب کرم کی نگاہ
تو بس ہو چکا میں الٰہی تباہ

بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر
الٰہی بتا پھر میں جاؤں کدھر

کیا میں جو لائق مرے کار تھے
تو وہ کر جو تجھ کو سزاوار ہے

گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے
کرم عفو بخشش ترا کام ہے

بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
تجھے عفو بخشش سزاوار ہے

الٰہی بحق محمدؐ رسول
دعا ہو وے امداد کی اب قبول

الٰہی یہ عاجز ہے تیرا غلام

الٰہی تو کر رحم اس پر مدام
الٰہی غنی تو ہے اور یہ فقیر
الٰہی قوی تو ہے اور یہ حقیر
تو فتاح و غفار و رزاق ہے
یہ بدکار و فجار و فساق ہے
الٰہی تری ذات رہنے بس جلیل
الٰہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
الٰہی تو رازق یہ مرزوق ہے
الٰہی یہ عاشق تو معشوق ہے
الٰہی تو ہے شاہ اور یہ گدا
الٰہی تو مولیٰ یہ بندہ ترا
الٰہی تو راحم یہ مرحوم ہے
تو ہے دادگر اور یہ مظلوم ہے
الٰہی یہ عبد اور تو معبود ہے
الٰہی تو ہی اس کا مقصود ہے
الٰہی یہ طالب تو مطلوب ہے
الٰہی محب یہ تو محبوب ہے
الٰہی تو کر اس کی حاجت روا
بحق محمدؐ شہ دوسرا
الٰہی دعا ہو یہ اس کی قبول
بحق صحاب اور آل رسولؐ

نعت شریف

محمدؐ ہے ممدوح ذات خدا
محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا
محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے
اسی کا طفیل ہے یہاں جون ہے
نہ پیدا اگر ہوتا احمدؐ کا نور
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا
محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہے فرض
محمدؐ کی طاعت سے جا دلکا مرض
پڑے کفر اور شرک میں ہم بھی سب
محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب
گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ
محمدؐ نے دی ہم کو اُن سے نجات
خبر دی رہ دین و ایمان سے
کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے
بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات
کیا ہم نے جس سے عدوں کو مات
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر
کہ تا وصل سے حق کے ہو بہرہ ور
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں
محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں
محمدؐ کی الفت سے اور جاہ سے
ملے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے ولی
ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ
محمدؐ کے اصحاب ازواج و آل
ہر اک ہے ہدایت کا بدر کمال

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو سرکشی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اُس کو فرمان برداری معبود حقیقی اپنے کی اور جواب در جواب اس کے

سنو دوستو گوش دل سے ذرا
سناؤں تمہارا تمہیں ماجرا
کہ اندر وجود آدمی کے سدا
رہے جنگ ہے نفس اور روح کا
رہو تم خبردار دونوں کے اب
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب

علاج اُس کا خوب ہی بتاتا ہوں میں
رہو گے بچے نفس و شیطان سے
مجھے آگیا جو خیال ایک رات
سدا کوس رحلت بجاتی ہے عمر
نہ سویا شب اس فکر میں ایک دم
شش و پنج کرتا رہا تا سحر
کہا نفس کو آخرش میں نے رات
کہ آیا تھا یاں کس لئے اے لعین
بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا
تجھے آہ اپنی خبر کچھ نہیں
کہا اُس نے وہ تھا خزانہ چھپا
محبت کا جامہ پنہایا مجھے
کہا میں کہ اے نفس بدزشت خو
تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
جو ایمان و اُلفت میں صادق ہے تو
نہیں تجھ کو اُس کی محبت نصیب
کروں میں گناہ پھر توبہ کروں
دغا کی ہو توبہ سے کیا فائدہ
تو اس جہل اور مکر ہی سے نکل
میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے
کہا میں وہ ہے حجتِ بے فروغ
کہ ہے عیب اور نقص تجھ میں چھپا
مت اس پر تو اتنا اب اصرار کر
تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو

تمہیں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں
بیاں حال اب اپنا کرتا ہوں میں
لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات
مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
رہا رات بھر اس میں چشم نم

کرو گے گر اُس پر عمل جان سے
کہ جس فکر میں روز رہتا ہوں میں
کہ افسوس غفلت میں جاتی ہے عمر
کہ کی دولتِ عمر برباد کیوں
اسی میں گئی رات ساری گذر

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو

کہ کیا ہو گیا تجھ کو اے بدصفات
کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
یہاں آکے کیا کام تو نے کیا
کیا حق نے پیدا تجھے جس لئے
مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں
یہی آدم آئینہ اُس کا ہوا
بس ایمان اُس پر رکھوں ہوں مدام
ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
محبت کہ ہو جس سے دل خادماں
تو پھر کیوں گناہوں پہ عاشق ہے تو
کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
وہیں پل میں مقبول ہوگا ہوں
گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
طریق شریعت پہ چل اے دغل
کہا حق نے مجھ کو ظلوماً جہول
مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ
کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
نہ مغرور ہو کام کا کار کر
نہ تجھ سا کہے یہ کہ جاہل ہوں میں

خبر حال کی تجھ کو اپنے نہیں
کدھر جائے ہے کس پہ شیدا ہوا
تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا
نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے

جواب دینا نفس کا

یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
ہے توحید سے اس کی دل شاد کام
بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
کہاں ہے وہ تجھ میں مجھ دے نشاں
کرے ہے کب عاشق خلافِ حبیب
گنہ میرے سب بخشدے گا ضرور
کہا میں فریب اب مجھے دے ہے کیا
فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی
کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے
نصیحت سے تیری ہوا اب کیا حصول
ظلوماً جہول حق نے تجھ کو کہا
کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے
کسی کو اگر کہئے جاہل ہے تو
پڑھوں کس طرح علم کا اہل ہوں میں

گدھے کے جو چابک لگے خوب چست
تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سست
اور ہووے اگر اسپ نیک نہاد
اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد
یہ سُن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا
گویا اُس کے تن سے ہوئی جاں ہوا
جو اس باب سے اُس کو دیکھا خموش
میں جانا کہ کچھ اس کو آیا ہے جوش
اب ایک اور چابک لگا جلد تر
کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر
کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست
تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چُست
وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا
ہے کب اُس میں دخل عقل و تدبیر کا
کری حق نے مجھ تجھ سے پہلے نوشت
نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت
لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے
نہیں مٹتا جو کچھ قلم لکھ چکا
تو چاہے سو کر اب بُرا یا بھلا
کرے گرچہ شیطاں کی جو تو سجود
جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود
کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا
یہ مکر و فریب اور لایا نیا
نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حیلہ گر
اٹھایا ہے پھر تو نے غفلت سے سر
عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں
مقدر کا ہووے عمل ہی نشاں
عمل نیک پر جس کو قائم رکھا
سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا
دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا
خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا
ہوا دور رحمت سے وہ بر ملا
عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا
نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو
رضا کا نشاں ڈھونڈ گمرہ نہ ہو
کہا حق نے کب تجھ سے اے بے شعور
کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور
کہا ہے ولے حق نے یہ بے خلل
رضا کی نشانی ہے اچھے عمل
کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار
ہوا اُس سے گمراہ تو زینہار
ہے تف تیری عقل اور فہمید پر
خیالِ عبث پر جو باندھے کمر
کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے
جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے
کر ابلیس و بلعم کے اوپر قیاس
اسی سے مرے دل میں ہیں سو ہراس
اگر عمر ساری عبادت کرے
جو آوے قضا بد شقاوت کرے
مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط
اسی کفر سے عقل ہے میری خبط
کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر
کہ کی تو نے دو عابدوں پر نظر
ہوا عمر میں اُن سے جو اک قصور
کیا حق نے درگاہ سے اُن کو دور
نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ
کیا اک گنہ سے انھیں یوں تباہ
سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی شان
کرے ایسے بندوں کو جو بے نشاں
ہزاروں نبی اور ولی بے حساب
عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب
کروڑوں مسلمان طاعت کریں
ہوئے حق کے مقبول اور کاملیں
بہت عابد و زاہد و متقی
ہوئے نیک اعمال سے جنتی
نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر
گیا تو دو عابد کے نقصان پر
پکڑ کے دو ملعون کی تو سند
لگا کرنے بے خوف اعمال بد
کرے تو گناہ اور چاہے نجات
عجب ہے حمق تیرا اے بدصفات
ہزاروں کرے جرم شام و سحر
سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر
اگر اس کی ہے بے نیازی کی شان

نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان
خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے
وہ بیشک ہے رب الرؤف الرحیم
گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر
کہ حیلہ یہاں کام آتا نہیں
کرے بخشش اور قہر بھی بے گماں
اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ
ہے تو اک طرف اپنے آرام کو
گناہوں پہ کرنا ہے اصرار تو
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں
خدا کے لئے مت پڑا اندر خلل
یقین جان اُس وقت وہ ہے کریم
تو کب اور کھیتی کا چھوڑیں گے رنج
کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا
ہوں عفو و کرم اس کا پہچانتا
گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں
وہ مجھ سے بھی بدتر کے بخشے گناہ
بلاشک وہ ایسا ہی غفار ہے
برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں
جو ہو ایسا شان ارحم الراحمیں
نکو دوست عافی ہے اور نیک ذات
جو ہو ذات ایسی غفور اور حلیم

ترے آگے درندہ ہو شیر گر
غفور اور حلیم اور نکو کار ہے
گنہ میرے ہوں گرچہ بے انتہا
وہ غفار ہے بخش دے گا مگر
ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم
جمال اور جلال اس کی ہیں دونوں شان
تو بخشے تجھے وہ کہ غفار ہے
نہ سمجھا و لے اس کے انجام کو
کرے ہے گناہ آہ بے خوف و ڈر
خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں
کر اچھے عمل یار شام و پگاہ
کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم
بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے
تری خود ہے اس میں سراسر خطا
گنہ میرے گرچہ ہیں کوہ گراں
وہ اللہ ہے اکرم الاکرمیں
کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے سچ
کریم اور رحیم اور ستار ہے
و لے حیف ہے ایسے غفار کو
وہ آزردہ کرنے کے قابل نہیں
وفادار سمجھے کرے پھر گناہ
وہ لائق عبادت کے ہے اے لئیم
وہ گردن زنی کے ہے لائق سنو

نہ بھاگے نو دے جان اسکو مقر
ہے قرآن میں ہر جا غفور اور حلیم
پر اس سے ہے سَو درجہ رحمت سوا
کہا میں تو نازاں نہ ہو اے لعین
و لیکن ہے قہار بھی اے لئیم
کرے سہو و غفلت سے گر تو گناہ
نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے
کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو
نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر
ذرا کر کے توبہ کر اچھے عمل
اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ
ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج
بس اب چھوڑ حیلہ رہ راست لے
میں نیک عادت اس کی گو ہوں جانتا
و لے اُس کی بخشش ہے جوں آسماں
مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ
و لے ایسے باطل ارادہ سے بچ
گنہ تیرے اور اُس کی بخشش میاں
کیا تو نے آزردہ اے زشت خو
جو جانے ہے تو حق ہے نیکو صفات
خطا پر خطا یہ تو کرتا ہے آہ
کرے ذات ایسی کو آزردہ جو

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرف سلطان روح کے اور مدد چاہنی اس سے

جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی
تجھے ملک تن کا ملا تاج و تخت
کہا تنگ ہے اس شقی نے مجھے
مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان
رعیت سے محصول لیوے بزور
تصرف تسلط بہت ظلم سے
یکایک وہ لے توڑ تیرے امیر
کرے ملک تن میں عمل آکے وہ
تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا
ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر
کہ ہو دور جس سے یہ فتنہ فساد
شہ روح کو آگیا وں ہی جوش
کیا حکم تا جلد آوے وزیر
سب آداب شاہانہ لایا بجا
یہ سلطانِ روح سے کہا اُس نے جا
رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم
کریں قتل لیں اس کا اسباب لوٹ

گیا آخرش میں طرف روح کی
خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو
پکڑ جلد اور مار گردن اسے
کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو
زمین بدن میں پڑے شر و شور
اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ
کرے قتل یا رکھے اُن کو اسیر
رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے
یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا
وزیر خرد کو بلا کر کہیں
رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد
بن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ
کہ تدبیر اس کی بتادے وزیر
مرا حال سن اور افسوس کر
کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا
یہ ہو حکم آویں امیرانِ فوج
غرور اس لعیں کا وہیں جائے ٹوٹ
رکھیں شرع کی بند زنجیر میں

کری عرض جا کر کہ اے نیک بخت
پہنچ بہر حق میری فریاد کو
کہا یہ کمینہ کہاں میں کہاں
کہ لیوے یہ باغی ترے ملک کو
کرے ہفت اقلیم تن میں مرے
رعیت کو کردے گا دم میں تباہ
ترے سب امیروں کو بہکا کے وہ
دکھادے بہت سی وہ ذلت تجھے
تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر
کرو ایسی تدبیر اے شاہِ دیں
مری عجز و زاری کو سُن کر بہوش
کہا میں مٹاتا ہوں میں اُس کا راگ
یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا
وزیر خرد بھی ہوا چشم تر
کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم
کہ ہوں مستعد جنگ کو مثل موج
جو ہو جائے عاجز تو پھر یوں کریں

خبر کرنی جاسوس وسواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہتا ہے نفس کو

تھے اس میں کہ جاسوس وسواس نام
کری نفس سے جا شکایت تمام
کرے تری ہے قتل کے واسطے
شہ بعت کی زنجیر میں لے جکڑ

کہ تھا نفس سے ملک تن میں مدام
کہا کیا تو سو دے کہ سلطانِ روح
تمام اپنے لشکر کو آراستے
یہ سُن کر خبر نفس نے رو دیا

سنی چھپ کے تو یہ حکایت تمام
شہ ملک دل دمہ پر فتوح
کوئی دم میں لیوے گا تجھ کو پکڑ
اسی فکر میں جان کو کھو دیا

کہا بائے تدبیر اب کیا کروں
کہ تا اُس کے صدمہ سے بچتا رہوں
کروں اس طرح میں بھی سامان جنگ
عدم کا میں رستہ بتاؤں اُسے
سنو رہزنی کا ہے میرا شعار
کہ میں چھوڑ رکھتا ہے اس کو جو یوں
مچاؤں فساد ایسا اور شر و شر
تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ
کہ سلطان روح کی بڑی شان ہے
کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر
یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب
ہماری ہو مشکل سب آسان کا
ہو آسان سب تیرے اقبال سے
کروں حرص کی قید میں اس کو بند
وہی بخشی ملک کافی ہے بس
سپیدی کو اُس کی سیاہی کرے
جو تھے ملک تن کے نگہبان چند

کہ تا ہاتھ سے اس کے جینا رہوں
کروں میں بھی اب اس سے لڑنے کا فکر
جسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے دنگ
بھلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں
فساد اور فتنہ مرا کار و بار
جو اس وقت اپنے پر آجاؤں میں
کروں ملک کو اس کے زیر و زبر
یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر وہ خام
نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے
بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح
بجالایا آداب شاہانہ سب
یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے
پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے
امیر ہے تری فوج میں حرص نام
خرابی کو اُس کے وہ وانی ہے بس
شہ نفس نے دیکے خلعت اسے
کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند
لئے ساتھ غصہ کی فوج گراں

ولیکن بمقدور کوشش کروں
عدووں سے اپنے جھگڑنے کا فکر
جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے
میں روز ازل سے ہوں قابض یہاں
غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں
تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں
کیا ہے اگر اس نے سامان جنگ
پڑا میرے اوپر یہ اب سخت کام
جو شیطان سنگہ ہے قدیمی وزیر
کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح
کہا لطف سے تیرے اے نامدار
کہ جس سے تو ایسا دل افگار ہے
ترے پاس لاکر کے اے ارجمند
کرے کام سلطان روح کا تمام
میں بھیجوں اُسے تا تباہی کرے
روانہ کیا ملک کو روح کے
وہ چشم سے آگیا ناگہاں

خبر ہوئی وزیر عقل کو اس معرکہ سے اور بھیجنا امیر قناعت کو مقابلہ حرص سنگھ کے اور حلم کو غصہ کے اور فتح ہوئی اُن کی

وزیر خرد نے سنا یہ جو حال
گیا روح کے پاس با احترام
کہا شہ نے لشکر سے وہ چھانٹ لیں

ہوا فکر کا اُس کے اُس کو خیال
کہاں حال حرص اور غصہ کا سب
کہ جو قتل اُن مفسدوں کو کریں

امیروں کے لشکر کو لے کر تمام
کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب
کہا عقل نے اے شہ نامدار

مقابل میں ان کے پئے کار زار
اگر فوج غصہ کی ہے اُس کے سنگ
کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسد تباہ
امیرِ قناعت کو تو بھیجدو
کرے لشکرِ حلم جا اُس کو تنگ
جو ہونے لگی دونوں جانب سے جنگ
کرے حرص کو دم میں ناپید جو
کرو مستعد ایسی جنگی سپاہ
ہوا حرص و غصہ پہ میدان تنگ

امیرِ قناعت سے اور حلم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہوئے

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر
کہ ان دو سے ہوگا نہ یہ فتنہ رد
ہے تجویز شہوت کی جاوئے سپاہ
کرو اس کے ہمراہ تم بے قصور
کرے عقل کو جا کے زیر و زبر
تو ہو روح کا ملک سارا تباہ
تب دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر
وہ اب جا ہئے بھیجنی فوج سخت
کرے عقل کے ملک کو جا تباہ
لگا بے حیائی کے ہتھیار سب
ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر
کہا لا دو دیکر کے خلعت اسے
کہا نفس سے اُن کی ہووے مدد
کہ جو لے شہ روح سے تاج و تخت
جمع کرکے سب فوج فسق و فجور
چلے شہوتِ سنگھ بہر حرب
جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ
روانہ کریں جنگ کو روح کے

بھیجنا وزیر عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

وزیر ہنر در شہ روح کو
کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیجدو
سپر تیغ شرم و ثقاہت کی لے
کرو اُس کے ہمراہ اسے بے دلیل
غرض آکے میداں میں قائم ہوئے
نہ زمیں آسماں رہ گئے دیکھ دنگ
خبر پہونچی اس حال کی یار جو
ہو فوج صلاحیت اس کی مدد
خبر جا کے اہل شقاوت کی لے
شہِ روح کا حکم پھر اُن کو ہو
لڑائی کو آپس میں برہم ہوئے
کبھی یہ تھے غالب وہ غالب تھے گاہ
کہا خاص اُس بخشیٔ ملک کو
کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد
حیا جنگ اُس کا جو ہے اک وکیل
کریں لشکر نفس کو قتل جو
لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ
لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر کیا لا کے شہوت کو اپنا اسیر

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر لیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی
سیہ کار شیطان مکار کو
کری تو نے سستی جو اے روسیاہ
شہِ روح کو جس سے کرلیں اسیر
جوان میں سے ہوں سخت تر بدرنگ
پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو
عزازیل بولا کہ اس جنگ میں
ہیں ہوں اور ہو لشکرِ بے شمار
ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
لیا نیزۂ مکر بھی اپنے ہاتھ

وہیں جان پر اُس کے آفت پڑی
کہا تجھ پہ لعنت ہوا ے سست کار
ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ
بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب
شہ روح سے وہ کریں جاکے جنگ
ہیں دے کر بہت خلعت و مال و زر
کروں گا نہ ہرگز قصور اب کے میں
تو پھر دیکھنا اس صفِ جنگ کو
کروں قتل یا قید دیکھو تو میں
لی گردن میں تلوارِ غفلت کی ڈال
ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ
چلا مستعد ہو پٹے کارزار

بلایا وزیرِ تنبہ کار کو
کیا تو نے لشکر مرا خوار و زار
کر اب ایسی تدبیر تو اے وزیر
پھر اُن میں سے لے چھانٹ اہلِ حرب
وزیرِ خرد اور شہ روح کو
بٹھاؤں برابر اسے تخت پر
اگر ہو شہِ نفس بھی خود سوار
کروں پانی میں اُس دلِ سنگ کو
یہ سُن کر شہِ نفس خوش ہو کے یار
رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال
وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار

آگاہ ہونا سلطانِ روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیرِ عقل کو مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطانِ روح نے خبر یہ سُنی
لئے خنجر و تیغ و تیر و تفنگ
نکل آوے سب لشکرِ دین و داو
وزیر اس کا شیطان ہے راہزن
کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو
لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام
وزیرِ خرد نے زمین چوم کر

کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی
وزیرِ خرد کو بلا جلد تر
زمینِ جسد سے اکھاڑے فساد
کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر
کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو
مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور
کیا عرض یہ اے شہِ ذوالقدر

اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ
کہا کھول دے سب خزانوں کے در
ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن
جہنم میں داخل کرو سر بسر
جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام
کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور
کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر لیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی
وہیں جان پر اُس کے آفت پڑی
بلایا وزیر تنبہ کار کو
سیہ کار شیطان مکار کو
کہا تجھ پہ لعنت ہوا ہے سست کار
کیا تو نے لشکر مرا خوار و زار
کری تو نے سستی ہوا ہے روسیاہ
ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ
کر اب ایسی تدبیر تو اے وزیر
شہ روح کو جس سے کرلیں اسیر
بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب
پھر اُن ہیں سے لے چھانٹ اہل حرب
جوان ہیں سے ہوں سخت تر بیدرنگ
شہ روح سے وہ کریں جاکے جنگ
وزیر خرد اور شہ روح کو
پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو
ہیں دے کر بہت خلعت و مال و زر
بٹھاؤں برابر اسے تخت پر
عزازیل بولا کہ اس جنگ ہیں
کروں گا نہ ہرگز قصور اب کے میں
اگر ہو شہ نفس بھی خود سوار
ہیں ہوں اور ہو لشکر بے شمار
تو پھر دیکھنا اس صف جنگ کو
کروں پانی ہیں اُس دل سنگ کو
ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں
کروں قتل یا قید دیکھو تو ہیں
یہ سُن کر شہ نفس خوش ہو کے یار
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
لی گردن ہیں تلوار غفلت کی ڈال
رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال
لیا نیزۂ مکر بھی اپنے ہاتھ
ہوئی فوج فسق و فجور اس کے ساتھ
وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار
چلا مستعد ہو پئے کارزار

اگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سُنی
کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی
اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ
لئے خنجر و تیغ و تبر و تفنگ
وزیر خرد کو بلا جلد تر
کہا کھول دے سب خزانوں کے در
نکل آوے سب لشکر دین و داد
زمین جسد سے اکھاڑے فساد
ہے تکلیف ہیں نفس سے ملک تن
وزیر اس کا شیطان ہے راہزن
کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر
جہنم ہیں داخل کرو سر بسر
کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو
کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو
جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام
لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام
مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور
کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور
وزیر خرد نے زمین چوم کر
کیا عرض یہ اے شہ والا قدر
کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے

مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل
کہے وہ جو اُس پر عمل کیجئے
رہو دل سے مصروف اسلام پر
کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمین
بہم ہو کے جا کر لڑو اس قدر
پکڑ لاؤ زندہ مرے رو برو

مدد سے مٹے اُس کی یہ شور و غل
رکھو اس کو شامل لڑائی میں تم
کرو جی فدا اپنا اس کام پر
مٹا کر کے کفر اور بدعات کو
کہ ہو نفس کا کار زیر و زبر
مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ

صلاح اُس کی چل کر کہ اب لیجئے
کہ ہو دشمن شوم تا یاں سے گم
کرو ایسی ہمت کہ ہو زیب دیں
شریعت کی ظاہر کرو بات کو
نہ چاہوں کہ ہو قتل وہ زشت خو
شریعت کی زنجیر میں یوں جکڑ

رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام
میں دوڑاؤں جس طرف چاہوں مدام

آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طول امل سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور نا امید ہونا اُس کا

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا
کوئی دم میں ہو نفس اور تو اسیر
وزیر خرد کو کیا اس کے سنگ
کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر
ہے لشکر میں اس کے وزیرِ خرد
کہ جو کاٹ سر اس کا لا دے مجھے
خرد اپنے قابو میں ہو وے اگر
کروں قید دونوں کو میں بے محن
وہ دیر یکے وعدہ بہت خوب تر
کہ مرنے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور

تو شیطاں کے جا پاس سر کو دھنا
شہِ روح نے یہ کیا اہتمام
کہ تا دشمنوں کا کرے کار تنگ
یہ شیطاں نے سُن کو دلاسا دیا
میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد
نہ دیوان تن سے ہے مطلب مجھے
تو وہ پیر بے کار ہو سربسر
میں بھیجوں ہے طول امل جس کا نام
کرے پیر کا کام زیر و زبر
چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے

کہا جا کے بیٹھا ہے کیا اے وزیر
کہ دیوان تن پیر ہے جس کا نام
شہِ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر
کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہے کیا
مقابل میں اُس کے میں بھیجوں اسے
ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے
وزیر خرد اور دیوان تن
کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام
کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرور
کہ شیطان و نفس اُس کے شر سے بچے

ہوا رخصت اس سے جو طول امل + پڑے پیر کے کام میں تا خلل

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے

اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طولِ امل کے شر سے

جو رخصت ہو طولِ امل سنگھ چلا
تو جاسوس دیں نے سنا بر ملا
ہیں جاسوس دیں مفتیان یقین
خبر دی یہ جاکر کہ اے شاہ دین
کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے
اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے
خبر رکھیو اس کی تم ہر حال میں
عدو کے نہ پھنس جا کہیں جال میں
وزیر اور دیوان تن کو مگر
نہ پہنچاوے صدمہ کوئی حیلہ گر
نہ دیکر کے زہر اُن کو مارے کہیں
پھر اُس وقت لیں ملک کو تیرے چھین
ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر
کہ طولِ امل نام ہے اُس سے ڈر
ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشی
کرے غم الم داں جہاں ہو خوشی
ہے دشمن وزیر اور دیوان کا
نگہبان رہیو تم اُن سے سدا
شہِ روح نے جب یہ قصہ سنا
تو اس بات کی فکر میں وہ لگا
کہ اب کوئی تدبیر کرتی ضرور
کسی طرح یہ فتنہ ہو یاں سے دُور
تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد
بلا کر کہا اُس کو اے خوش نہاد
رکھو تم نگہبانی ہر آن کی
وزیرِ خرد اور دیوان کی
رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم
کرو اس سوا اور نہ کچھ بات تم
کیا حکم ناچار شخص پاسباں
نگہبان رہیں عقل کے ہر زماں
رہے ایک یادِ نزع جنگ خاں
اور ہو دوسرا یادِ مرگ اے جواں
رہے تیرا یادِ تنگیٔ گور
خرد پیر کے ہوں نگہبان بفور
ہے چوتھی رہے یادِ روزِ قیام
یہی چار کافی ہیں در انتظام
نزع موت اور قبر اور روزِ حشر
رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر
یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار
نہ طول امل کا ہوا اُس پر گذار
رہیں جو کہ یہ چار جس کے حضور
رہے اس سے طولِ امل دُور دُور
غرض آیا چھپ کر کے طولِ امل
کہ ناڈالے اندر خرد کے خلل
بہت گرد راہ حسد سے پھرا
کہ تا عقل کو زہر دے بر ملا
جو چاروں طرف تھے نگہبان چار
عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گذار
طرف پیر کے پھر گیا عزم کر
کہ تا لے حسد سے کچھ اس کی خبر
ولیکن جو وہ عقل کے پاس تھا
عدو کا نہ اُس پر بھی قابو چلا
وہی پاسباں چار اُس کو نگاہ
عدووں سے رکھنے تھے شام و پگاہ

ناامید ہو کے پھرنا طولِ امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور بخل سنگھ اور ریا سنگھ اور عجیب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض ناامید ہو کے طولِ امل
گیا پاس شیطان کے بے خلل
کہا گرچہ میں خوب کوشش کری

چھری میری لیکن نہ خون میں بھری
ہیں کیں گرچہ چھپ چھپ کے تدبیر دس
کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ
میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا
تو تدبیر سے اپنی چاہے جو کر
جو یہ بات شیطان سنگھ نے سُنی
یہ دی نفس کو جا صلاح تباہ
جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل
جدھر چاہے دوڑائے ہم کو زبوں
یہ سن کر خبر نفس رونے لگا
بلائے مددگار اپنے تمام
اکٹھے ہوں میداں میں اہل حرب
ریا سنگھ اور عجب خاں پہلواں
ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو
بنو چسپت و کاہل نہ پائے رہو
حسد بخل قائم کیے اک طرف
رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو

کیے سیکڑوں حیلے اور داؤ میں
ولے میراں پر چلا کچھ نہ بس
نہیں مار سکتے انھیں چھپ کے پر
ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا
جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ
گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی
کہ بے رنج اور جان بازی کے اب
مجھے اور تجھے شہ کرے یوں ذلیل
رہے ملک تن میں وہ نت کامراں
غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا
کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں
لڑائی کا سامان ہو جمع سب
غرور اور طمع اور فضولِ کلام
لڑائی میں شیطان کے ساتھ رہو
نکل کر کے شیطاں وزیر عدو
ریا کو کہا کر عمل کو تلف
رہے روح کے جب نہ حسنِ عمل

نہ آیا مرے کوئی پر داؤ میں
نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ
تو میداں میں چل کے اُن کی خبر
نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر
کرو جا کے روح و خرد کو تباہ
حسد سے تھا پردہ وزیر سیاہ
ہماری بھلا جاں بری ہووے کب
گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں
مرا اور ترا کچھ نہ ہوئے نشاں
کیا نفس باغی نے پھر انتظام
لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں
حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خاں
ہوئے جمع میداں میں آ کر تمام
لڑائی کو تیار سارے رہو
ہوا آ کے میدان میں جنگ جو
کہا عجب کو مستعد یاں رہو
تو پھر ملک میں اس کے ڈالو خلل

یہی چارا میر اب کریں جا کے جنگ + خرد پر ہر اک سُو سے برساویں سنگ

آگاہی پانی وزیرِ عقل کی اس واقعہ سے اور بھیجنا امیرِ سخاوت کو مقابلہ میں بخل کے اور نصیحت اولیا کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجاء خدا کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیرِ خرد نے سُنی یہ خبر
کہ پھر مفسدوں نے اٹھایا ہے سر
جمع ہو کے سب دشمنانِ دغل

لگے ڈال نے ملک جاں میں خلل
غرض سوچ کر اس نے بالاہتمام
کیا جمع لشکر کو اپنے تمام
امیروں سے اپنے کئے انتخاب
یہی چار سردار والا جناب
امیر سخا کو کہا اے جواں
بخل سنگھ کی لے تو خبر اس زماں
سخاوت سے ہو تو حبیب خدا
اور ہو بخل سے رنج میں مبتلا
نصیحت کہ ہے خصلتِ اولیا
حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا
نصیحت سے مردوں کی ہو فتحیاب
اور ہو خان و ماں سب حسد سے خراب
ریا سنگھ مردود کے قتل کو
جواں صدق اخلاص تیار ہو
ریا سے تو ہو خوار اور مستمند
کرے صدق و اخلاص درجہ بلند
کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ
کرے جا کے خوف و رجائے آلہ
اگر قہر حق سے تو ڈرتا رہے
تو پھر عجز کا کار کرتا رہے
اگر ہووے خوفِ خدائی تجھے
تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے
سمجھ لے کہ حق سے ہیں یہ کام سب
جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب
خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں
جو دی نیک توفیق تجھ کو یہاں
تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو
عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو
خدا نے دی توفیقِ طاعت تجھے
ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے
نہ کر کارِ حق کو قیاس آپ پر
خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر
غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ
چلے دونوں جانب سے تیر و تفنگ
شجاعت کو اپنی دکھانے لگے
ندی نالے خوں کے بہانے لگے
شجاعانِ دیں جب ہوئے جنگجو
پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو
ہوئی گرمیٔ جنگ یہ کیا کہوں
لگا بہنے ہر طرف دریائے خوں
یہاں تک تو لڑ لڑ کے کشتہ ہوئے
کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتے ہوئے
غرض غالب آیا وزیر خرد
ہوئے دونوں مغلوب بغض و حسد
جو اک لشکر دیں نے حملہ کیا
گئے بھاگ یک لخت بغض و ریا
کیا زور جب لشکر پاک نے
لگی کفر کی فوج سب بھاگنے
کیا جب کہ مردانِ دیں نے ہجوم
گیا بھاگ سب لشکر نفس شوم
لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ
دیا کفر و بدعت کو جڑ سے اکھاڑ
شکست ایسی دشمن نے پائی تمام
نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام
جو دیکھا یہ شیطان ملعون نے حال
لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال

چھپائی گو اُس نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہوا دربدر

خبر ہوئی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہراول طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کلام کو واسطے لڑائی وزیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا
تو سن کر کے حسرت سے سر کو دھنا
کہا لاؤ دستور ہے نور کو

کہ تا دوں سزا خوب اس زور کو
غضب سے کہا شہ نے اے خود پرست
کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست
کیا کار کیا تو نے اے روسیاہ
کیا فوج ساری کو تو نے تباہ
نہ تجھ سے ہوا کام کوئی درست
ہمیشہ رہی تیری تدبیر سست
اگر ہے یہی سستی اے سست رائے
میں جا کر پڑوں روح کے زیر پائے
تجھے چھوڑ اس کی اطاعت کروں
میں اب حکم میں اس کے ہر دم رہوں
شہ روح سے شاہ والا جناب
کہ جس کی اطاعت سے ہے فتحیاب
یہ سن بولا شیطاں وزیر لعیں
میں لڑنے اے شاہ عاجز نہیں
مرے پاس حاضر ہیں سردار اور
بہت ان کو آتے ہیں لڑنیکے طور
شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں
مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں
نہ کھا غم نہ ہو جا کے اس کا مطیع
کروں لا کے اس کو ہی تیرا مطیع
شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے
اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے
کروں لشکرِ عقل و روح کو تمام
ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام
زمین چوم کر الغرض عرض کی
عدو پر مجھے حکم ہو اس گھڑی
کہ لڑ کر کے اے نفس والا حسب
میں دوں عقل اور روح کو جا ادب
غرض پھر آیا بمیدان جنگ
کرے تا کہ در روح پر عرصہ تنگ
ہراول طمع کو بلا کر کہا
سواروں کو اپنے تو جا جلد لا
کہ کر سارے لشکر کے آگے جدال
طمع کا غبار ان کی آنکھوں میں ڈال
طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور
طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور
کیا پیچھے قائم غرور لعیں
کہ دشمن ادھر سے نہ آجا کہیں
طرف داہنے ہو لشکرِ حبِ جاہ
اور ہو حبِ دنیا کی بائیں سپاہ
فضول کلام اب مدد کو رہے
جدھر چاہئے جا ادھر دوڑ کے
جدھر دیکھے لشکر کی ہوتی شکست
اُدھر جلد جاوے وہیں کر کے جست
غرض اس طرح سے کیا بندوبست ؛ شہِ روح کو تا کہ دیوے شکست

بھیجنا وزیر عقل کا امیر توکل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زہد و تقویٰ کو حب دنیا کے اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیرِ خرد سن کے یہ بے ہراس
گیا مصلحت کو شہِ روح کے پاس
کہ جنگِ عظیم آیا ہے پیش اب
عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب
شہِ نفس نے فوج سے چھانٹکر
لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور
کہ جو جو تھے اس کے چھٹے پہلواں
وہ آتے ہیں لیکر کے فوجِ گراں
کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا
کہو جلد تا اب ہے تاخیر کیا
بجا لا کے آداب بولا وزیر
یہ ہے عرض اے شاہ روشن ضمیر
کہ لو لشکرِ خاص سے چھانٹ اب
شجاع اور دلیر اور اہلِ حرب
علیحدہ کرو ان میں جو مرد ہوں

شجاعت کے احکام میں فرد ہوں
نکال اپنے لشکر سے تم پہلواں
مقابل کرو ایک کے اک جواں
کرو مستعد جنگ کو بے دلیل
نہ ہو دفع کرنے میں دشمن کی ڈھیل
کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب
امیروں سے اپنے تو کر انتخاب
کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو
ہراول کو جو سخت مضبوط ہو
امیرِ توکل سپہدار کو
طمع کے مقابل میں آگے کرو
امیر خضوع کو ہو حکم حضور
کرے دفع پیچھے سے فوج غرور
طرف بائیں جا زہد وتقویٰ کی فوج
کہ تا دے مٹا حبِّ دنیا کی کھوج
طرف دہنے جاوئے امیر کبیر
کرے جا کے جو حبِّ جاہ کو اسیر
کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام
کرے جاہ وعزت کو دم میں تمام
فضولِ کلام اس طرف ہے اگر
ہے تدبیر اس کی یہ اس وقت پر
امیر خموشی کو قائم کرو
سخن بیہودہ کو کرے قتل جو
ملے جس جگہ پر فضولِ کلام
سو آ کے میداں میں پھر اژدحام
لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام
جواناں شجاعت دکھانے لگے
امنگ اپنے دل کی مٹانے لگے
لگے کرنے میداں میں جان کو نثار
سمجھتے تھے زخموں کو باغ وبہار
لڑائی تھی مردوں کو سیر چمن
گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن
نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ
قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ
ہوا حملہ جب لشکرِ دین کا
گیا پاؤں اٹھ فوج پر کین کا
گئی بھاگ فوج عدو اس زماں + لبوں پر ہوئی اس کے دشمن کی جان

بھیجنا نفس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا

شہِ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا
وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا
بلا بخشی کبر کو بھیج دیا
سپر تیغ و زر مال بے انتہا
کہا اب تو امداد کرنی ضرور
تو خود جا کہ لشکر میں آیا فتور
ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر
مرے حکم کی اب اطاعت تو کر
تکبر اٹھا جیسے غراتا شیر
کہ فوج خرد کو کرے تا کہ زیر
ادھر لشکرِ روح سے باسپاہ
امیر تواضع ہوا جنگ خواہ
ہوا واقع جب وقت دونوں میں جنگ
تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ
کمند ایک گردن میں ڈال اور جکڑ
تکبر کو لایا تواضع پکڑ
خرد نے جو دیکھا کہ کارِ عدو
ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو
کہا لشکر اسلام یکبارگی
کرے حملہ جس سے ہو آوارگی
کہ تا ہووے آوارہ دشمن تمام
کریں جیسا چاہیں پھر ہم انتظام
غرض کر کے ہر طرف سے اژدحام
مٹانے لگے نفس وشیطاں کا نام

کیا حملہ ہر طرف سے آن کر
تبر خنجر و نیزۂ و ہم سناں
ہوئے قتل سردار لشکر فرار
سیہ بخت و مکار و غدار کو
شہ روح کے لاکے آگے کیا
کریں قتل یا قید میں دیجئے
بدی کی بنا کر کے صورت بھلی
چلا جا طریقِ شریعت پہ تو

برسنے لگے اُن پہ تیر و تبر
برسنے لگا مینھ سا چاروں طرف
عزازیل بھی بھاگا ہو بے قرار
گلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال
کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا
بُرائی کا بدلہ بُرائی ہے یار
دکھادے اگرچہ یہ نفس دنی
یہ مکرِ شیاطین نہ آوے بکار

چھری گرز و شمشیر تیر و کماں
عدو کا لگا ہونے لشکر تلف
پکڑ لائے نفس تبہ کار کو
بنا کر کے اس کا بہت زشت حال
یہ حاضر ہے جو چاہیئے کیجئے
نہ کر ظاہر اور باطن اک تو شمار
نہ کر تو خیال اُن پہ اے نیک خو
ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار

حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھڑانا وزیر عقل کا نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

غرض آیا جب نفس پکڑا ہوا
لگا سجدۂ شکر کرنے ادا
ہوا قید نفس اور لشکر تمام
ہوا ملک میں تن کے فرخندہ فر
وزیرِ خرد کر کے مردوں کا کام
تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا
وجود ایسے مفسد کا اندر جہاں
کرے گا فساد اور فتنہ بپا
وزیرِ خرد نے بجا کر ادب
خدا عفو کے حکم کو بر ملا
کرو اب معاف اس کی تقصیر کو
رہے حکم کے طوق میں روز چند
جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی

شہِ روح کے پاس جکڑا ہوا
خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا
ہے شکر خدا کی فتح ہم کو عام
ہوا شرع کے حکم کا خوب زور
شہِ روح کے یاں ہوا نیک نام
کہ حاضر ہو جلاد تقوی شتاب
فساد اور فتنہ کا ہے گا نشاں
تو پھر دفع کرنا ہوا اس کا محال
کیا عرض اے شاہ والا حسب
نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے
مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو
رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا
نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی

شہِ روح جا کر کے پیش خدا
کہ یہ دشمنِ بد پشیماں ہوا
وزیرِ خرد نفس کو زیر کر
گیا کفر اور فسق کا شر و شور
غرض نفس کو جب کہ آگے کیا
کرے قتل اس بد کو با صد عذاب
رہا زندہ گر یہ تو پھر وقت پا
ہے بہتر کہ دو مار کریاں سے ٹال
ہے قرآں میں فرما دیا جا بجا
نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے
ہو زنجیر شرعی میں یہ پائے بند
سفر کے لئے اپنا خادم بنا
مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے

کہ تا حکم میں تیرے ہر دم رہے
کرے پہلے اس پر عطا شہریار
دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف
زہیر جنگ اور بندگی بیگ کی
ہوا اس میں بہ اتفاق ایک روز
ترے حق میں جو وعدۂ وصل تھا
کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات
رہِ حق میں ہو چست تو اے غبی
نہ ہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر
وزیرِ خرد سے کہ اے خوش ادا
عزازیل نے مجھ کو پرکھو دیا
وہیں اس نے آ مجھ کو گمرہ کیا
ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع
کہ اس صوبہ میں میں رہوں باطرب
جو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام
تو ملکِ جگر میں کروں میں نزول
جو روحِ طبیعی ہو تابع مرے
کروں جا کے واں اپنا میں انتظام
کہا عقل نے نابکار دروغ
رکھے بادشاہی کی بوائے کلاغ
بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے
یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا
کیا سو مصیبت سے قید اس کو لا
پکڑ کر قلعہ پھر بغاوت کرے

جو مارے اسے تیر النقصان ہے
تو پھر پشت پر اس کے ہووے سوار
ریاضت کی زنجیر پاؤں میں کر
ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی
کہا عقل نے نفس سے اے عمو
گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا
تو کر سانحہ ہو کر کے اب شاہ کی
چھڑاؤں تجھے قید سے میں ابھی
شہ روح دے تجھ کو تکلیف سخت
ہوا قید میں روح کے ناگزیر
ہوں روزِ ازل سے میں شہ کا غلام
مرے کام سیدھے کو الٹا کیا
اسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں
ولیکن کروں تجھ کو اپنا شفیع
مجھے ملک سے شاہ کے بافراغ
رہوں شہ کی خدمت میں مثلِ غلام
کہ روحِ طبیعی کا ہے وہ مکان
تو کچھ کام میرا نکلتا رہے
اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ
سخن کو نہیں تیرے ہرگز فروغ
کہا نفس نے اے وزیرِ خرد
جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے
لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر
امیری اسے دی ہے پھر اب بھلا
ہے بہتر کہ رکھیں سدا قید ہم

وہ کر حکم میں تیرے جس سے رہے
غرض اس کی تقصیر کر کے معاف
گلے عجز کا طوق ڈالو مگر
لگا رہنے زنداں میں با درد و سوز
پھر آیا ہے کیوں تو نے جنت سے رو
بس اب توبہ کر اور ہوش کے ساتھ
عبادات و طاعات اللہ کی
وگرنہ ہمیشہ رہے گا تو قید
ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ بخت
تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا
رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام
جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا
مخالف ہوں گر شہ کا کافر ہوں میں
کہ سلطان دے مجھ کو کچھ ملک اب
ملے قلعہ ہے نام جس کا دماغ
اگر یہ شہنشہ نہ رکھے قبول
مجھے حکم رہنے کا ہو دے وہاں
مجھے شاہ ان دو سے دے اک مقام
یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ
مقید ہے تس پر بھی اندر دماغ
تجھے اس سے کیا جو کرے ردّ و کد
وزیرِ خرد نے کیا عرض جا
کدھر ہے تری عقل اب اے وزیر
کہ تا ملک میں جا شرارت کرے
اسے پانی اور دانہ دیں بیش و کم

ضرورت کبھو وقت اس سے لیں خوب کام
سفر اور حضر میں رہے پھر غلام
مددگار ہو میرا طاعت کے وقت

جدھر چاہوں دوڑاؤں میں اُسکو سخت
وہ ملکوت و جبروت اور لات میں
رہے میری خدمت میں بالراس و عین

نہ یہ مکر بھی نفس کا جب چلا
تو ناچار یاد حق کی کرنے لگا
لگا کرنے طاعت صوم و صلوٰۃ

قبولا بدل راہ حج و زکوٰۃ
غرض قیدیوں کی طرح سے سدا
وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا

ولے وقت بے وقت پاکر کے راہ
طرف دوسرے اپنی کرتا نگاہ
کبھی داؤ لگتا تھا اُس کا اگر

تو کرتا شرارت کچھ اس وقت پر
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا

کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد
کہ ہے گا جہاد اکبر اس سے مراد
جو مومن کریں کافروں پر جہاد

کہیں اُس کو شرع میں اصغر جہاد
یہاں سے نبیؐ نے رجعنا[1] کہا
بیاں کر دیا اس کا میں مدعا

ہیں تفصیل اور شرح اس کی تمام
بیاں کی ہے کر غور اے نیک نام
کری عمر تفصیل میں صرف میں

نبیؐ نے کہا اس کو اک حرف میں
کہا میں جو کچھ کر عمل اس پہ تو
کہ تا روزِ محشر میں ہو سرخ رو

یہ جو میں نے تجھ سے بیاں کر دیا
نہاں راز کو اب عیاں کر دیا
کیا کر تو اس پر ہمیشہ عمل

چلا جاوے جنّت میں تا بے خلل
سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ
نہ سو خوابِ غفلت میں بیدار رہ

رہے تیرا دشمن تری گھات میں
تو رہ تو بھی اس کی خرابات میں
کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے

تو رکھا اپنے لشکر کو آراستے
رئیسانِ لشکر کی تو رکھ خبر
کہ تا پاوے دشمن کے اوپر ظفر

کہ جو شاہ لڑنے میں کامل ہے ہوشیار
وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہو یار
نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر

کہ ہے مستعد وہ ترے قتل پر
تو ہشیار ہر لحظہ رہنا ضرور
محاسب ہو اس نفس کا بے قصور

لیا نفس سے کر حساب ہر گھڑی
نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی
امیروں سے تو نفس اور روح کے

خبردار دونوں کے رہ حال سے
جو ان دو سے تجھ کو نہیں کچھ خبر
تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مقر

جو غفلت میں تیر گئی عمر سب
ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب
یہ بس نفس ہو روح پر فتحیاب

ڈراس خوابِ غفلت سے ایجاں شتاب
حساب اس سے ہر آن لیتے رہو
بدی پر سزا اس کی دینے رہو

کرو ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد
رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد
تو کر یاد میں حق کی ہر سانس صرف

مٹا دل سے تو خوابِ غفلت کا حرف
کسی کو جو پیش دشمن سے جنگ
رکھے مستعد فوج کو بیدرنگ

رہے موت ہر دم تری گھات میں
تو مشغول اُس کی ہے ہر بات میں
جو ٹھیرا ہے اے یار مرنا تجھے

اس عالم سے آخر گذرنا تجھے
تو غافل ہے پھر کس لئے اے عزیز
نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ تمیز

[1] حدیث شریف میں ہے رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ۱۲

یہ سب ہو گا معلوم مرنیکے وقت
مجھے اس جہاں سے گذرنیکے وقت
سوا حسرت افسوس کے اے میاں
نہ آوے گا کچھ کام اُس وقت واں
تجھے چار و ناچار مرنا ضرور
سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور
اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا
جہاد اپنے تو نفس سے کر سدا
رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں
تو غافل ہے کیوں اس سے دن رات میں
مخالف ہو ہو یار کی راہ میں
اُسے ڈالدے قہر کے چاہ میں
تو کر قتل نفسِ تباہ کار کو
اور اُس کے تمامی مددگار کو
لڑائی میں رہ اسکی دن رات چست
نہ غافل ہو اک دم نہ اک آن سست
بس اک نکتہ پر ختم کی ہیں کلام
بقول محمدؐ علیہ السلام
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کبھی مکر دنیا پہ مائل نہ ہو
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف
کر اس خار سے ملک کو تن کے صاف
الٰہی بحق نبیؐ پاک ذات
مجھے بھی ہو اس نفسِ بد سے نجات
اُٹھا کر اب امداد دستِ دعا
دعا مانگ حق سے بصد التجا

الٰہی الٰہی آلہ
مری نفس و شیطاں نے ماری ہے راہ
لیا گھیر اب فوج اغیار نے
لعین نفس و شیطان مکار نے
ذرا لشکرِ عشق کو حکم ہو
کرے قتل گر فوج اغیار کو
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے
ہو آباد جاناں کی نت سیر سے
الٰہی میں عاجز ترا بندہ ہوں
ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں
ترے در سے ہے سب کو عجز و نیاز
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا حسن اک شہرہ آفاق ہے
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
شراب محبت کا پیتا ہے جام
نہ کیوں کر ہوں ہم تیری جانب رجوع
ترا مہر وحدت سے سب پر طلوع
سوا تیرے تنلا یہاں کون ہے
عیاں اول آخر یہاں کون ہے
الٰہی الٰہی برائے آلہ
طرف اپنے کوچہ کے دے مجھ کو راہ
الٰہی گنہ سب کے اب بخشدے
چھپے یا کھلے سب کے سب بخشدے
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے
فقیر اور حقیر اور تبہ کار کے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
رہا خواب غفلت میں ہیں بے خلل
نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
سوا تیرے فضل و کرم کے آلہ
کرم سے مرے کام آسان کر
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
شراب محبت کا دے مجھ کو جام
تو راضی ہو جمیں وہ لے مجھ سے کام
مئے عشق سے اپنے اک جام دے
اسی درد سے مجھ کو آرام دے
مرا دل غم عشق سے ریش کر
یہ درد الم بیش سے بیش کر
کرے عشق آ مجھ میں جوش و خروش
کہ دل سے قرار اور جا سر سے ہوش
رہے دل میں یوں آتشِ عشق یار
کہ گرمی سے اس کی نہ پاؤں قرار
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع
کرے مہر رو تیرا اُس میں طلوع
ہو روشن ترے نور سے شمع جاں

کہ دیکھوں ترا نا جمال ہر زماں
میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جدھر
بحقِ نبیؐ اور آلِ رسولؐ
بحقِ علیؓ اور عثمانؓ پاک

مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر
سوا تیرے آوے نہ کوئی نظر
بحقِ ابوبکر صدیقؓ دیں
رہے محو تجھ میں مری جان پاک
ہزاروں درود اور ہزاروں سلام

رہے مجھ کو اپنی نہ اصلا خبر
الٰہی دعا میری ہووے قبول
بحقِ عمرؓ شاہِ والا یقین
پڑھ ان سب پہ امداد تو صبح و شام

خاتمۃ الرسالۃ

بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام
بچے نفس و شیطاں سے وہ بے خلل
غرض جب ہوا یہ رسالہ تمام
کسی مردِ حق نے بصد پُر ضیا
سن و سالِ ہجری خیر الانام

پڑھو اس کو اے دوستو صبح و شام
مرے بھی لئے کیجیو اب دعا
جہادِ اکبر اس کا رکھا میں نے نام
کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور
تھے بارہ سو اڑسٹھ ہوا جب تمام (۱۲۶۸)
الٰہی تو کر رحم شام و سحر

پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل
کہ ہوں نفس و شیطاں کے شر میں پھنسا
یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا
کہ تا خاص اور عام سمجھیں بفور
مؤلف و کاتب و خوانندہ پر

۳

تمت

مثنوی تحفۃ العشاق

حمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد ہے سزاوار احد
ہیں احد میں محو سب محدود حد

حمد اسکو ہے کہ بے شان و نشاں
وحدت اپنی کی ہے کثرت میں عیاں

حمد ہے اسکو کہ در باغ وجود
ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود

حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار
اوّل و آخر نہاں و آشکار

۲ حمد عالم میں کرے ہے جس کی تو
سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو

دو جہاں ہے آئینہ رخسار جاں
ذرہ ذرہ سے ہے حسن اسکا عیاں

گر کرے اوصاف و تعریف صفات
ہیں حقیقت میں وہ سب اوصاف ذات

موج و کف کو بحر سے دوری ہے کب
اصل کو سایہ سے مہجوری ہے کب

حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا
کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے نبار

حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے
مادح و ممدوح وہ خود آپ ہے

ہے یہی توحید و تمجید و ثنا
اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا

ہے یہی تنزیہ توصیف غفور
وصف اوصاف خودی کر اپنی دور

ہے یہی تسبیح و تحلیل تمام
محو کر تو دوسرے کا دل سے نام

جتنی موجودات و مخلوقات ہے
سب اسی کی حمد میں ذرات ہے

آسماں شمس و قمر انجم تمام
عشق میں اس کے ہیں سرگرداں مدام

بیخود و بیہوش و بے آہ و فغاں
کرتی ہے ردرد کے بس دریا رواں

فرش سے تا عرش موجودات سب
مست و لایعقل ہیں اندر عشق رب

حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے
اور سوا اس کے جو ہے نابود ہے

حمد ہے اسکو کہ با چندیں و چوں
سب میں ہے اور سب سے بیچون و چگوں

حمد ہے اسکو کہ با صد زیب و فر
ہر زماں ہر شان میں ہے جلوہ گر

ہے وہ بے علت سزاوار ثنا
علت و معلول ہیں اسمیں فنا

کیونکہ عالم میں نہیں ہے غیر یار
حامد و محمود ہے آپ آشکار

نقش کی گر حمد تونے فاش کی
در حقیقت حمد ہے نقاش کی

ہے صفات ذات اک کب فرق ہے
نور خود خورشید میں بس غرق ہے

یعنی موج اور بحر سایا در اصل
ایک ہمیں رکھتے نہیں آپس میں فصل

حمد کیا اسکی کرے کوئی بشر
عقل اور ادراک کے جلتے ہیں پر

ہے حقیقت میں یہی بس حمد یار
یاد تو اسکی کرے لیل و نہار

ہے یہی تعظیم و حمد کردگار
رو برو اسکے ہو تو بس خوار و زار

ہے یہی تشریف و تکریم خدا
حکم پر اسکے کرے جان کو فدا

قول پیغمبر ہے لا احصی ثنا
کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا

دیکھنا ہے جسکو تو بے گوش و لب
ظاہر و باطن کریں ہیں حمد رب

عشق کی اسکے زمین پیکر شراب
ہے پڑی بدمست و مدہوش و خراب

ہے زمین و آسماں میں جو کہ شے
عشق میں اسکے ہر اک مدہوش ہے

دیکھ لے ذرات عالم کو تمام
ہیں شراب عشق سے بیخود مدام

اصل ہے سودائے عشق ہے اسکی تمام　　سب درخشان جہاں رقصاں مدام
کوہ دشت و بحر و بالا و پست　　سب شراب شوق سے اسکے ہیں مست
کیا ملک کیا انس و جن کیا وحش و طیر　　عشق نیکی ہے ہراک کی جبین سیر
جملہ عالم کیا عقیل و کیا وحوش　　ہیں شراب عشق سے سب دُرد نوش
مست انسان ہے شراب خاص سے　　عشق میں دیتا ہے جاں اخلاص سے
انبیا مسرور جام وصل سے　　اولیا مخمور بادۂ اصل سے
مست جام عشق سے ہیں عاشقاں　　فانی و باقی ہیں اس سے عارفاں
اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست　　اہل ظاہر دُردغ کثرت سے ہیں مست
مومناں مخمور از جام طہور　　کافراں ہیں مست پیکر آب شور
زاہد اسکے جام سے گم کردہ ہوش　　رند اور اوباش اسکے درد نوش
صومع و مسجد کنشت و دیر ہیں　　شہر جنگل جا رشر و خیر ہیں
مومن و ترسا و رند و خرد و خوار　　عاشق اسکے ہیں نہان و آشکار
گر بظاہر ہے ہراک کا یار اور　　پر ہے باطن میں وہی کیجے جو غور
اس کا جویا ہے ہر اپنے طور پر　　ایک سے ہے دوسرا بس بیخبر
ہے جہاں حق سے ہر دل آشنا　　ہر لقب میں کرتا ہے اسکی ثنا
ہے ہراک کا ذکر او تسبیحات اور　　ڈھونڈتا ہے اسکو ہراک اپنے طور
سارے عالم کا وہی معبود ہے　　سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے
ہے ہراک کو مستی دل شوق اور　　رکھتی ہے ہوں جان اسکا ذوق اور
رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے　　بانوا ہراک ہے اس کے خوان سے
ایک ہے اک گھونٹ سے گم کردہ ہوش　　کر گیا ہے دوسرا دریا کو نوش
ایک جرعہ سے ہوا بیہوش ایک　　کر گیا دریائے کو نوش ایک
الغرض ہر اک باندازِ خمار　　بیخود و سرمست ہے جویائے یار
غرق ہیں دریا میں سب جویائے آب　　مست ہیں مستی میں اور مانگیں شراب
غرق ہیں پانی میں اور پیاسے ہیں آہ　　بیخود و سرمست ہیں اور بادہ خواہ
ہیں عجب بیخود تماشا ہے عجیب　　دربدر پھرتے ہیں اور گھر میں حبیب
ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب　　کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب
مظہر ہادی شہ آگاہ ہے　　مظہر اسم مضل گمراہ ہے
کر چہ اک دریا کی ہیں گو موجیں ضرور　　ایک رنگا رنگ ہے ان کا ظہور
ہیں اسی خورشید کے سائے تمام　　بر حجر بر شجر بر در بر دیوار و بام
عارضی ہیں چند مدت کو بیاں　　ہونگے آخر اصل میں اپنے نہاں
چھوڑ سایہ خور کی ہو جانب رواں　　تاکہ ہو سر یقیں تجھ پر عیاں
کر نظر دریا میں موجوں کو گذار　　تاکہ ہو معلوم تجھ کو سرّ یار
جب تلک رکھے نہ دریا میں قدم　　مار اس مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم
یعنی مت بیحال اس میں قال کر　　حال ہو گر تو کشادہ بال کر
دیکھو تو فرق مراتب پر نظر　　تا نہ ہو ایمان میں تیرے ضرر
بس نہ کر امداد تو زیادہ کلام　　تا خرابی میں نہ پڑجا فہم عام
ہوش کر تک ہوش سے بیہوش ہو　　اپنی ہستی سے ذرا خاموش ہو
ہٹ لے ادھر سے اور اٹھا کر ہاتھ تو　　کر طلب اس سے اب اسکی ذات تو

مناجات بجناب الٰہی تعالیٰ شانہ

غرض کر اس سے کہ اے جان جہان　　بے ترے ہرگز نہیں ہے جانمیں جاں
اے مرے معبود اے میرے الہ　　ہے توہی مقصود دل بے اشتباہ
اے مرے مطلوب دل مطلوب جاں　　اپنے ملنے کا بتا کوئی نشاں
اے مرے محبوب اے میرے حبیب　　ہوں غم دوری سے مرنے کے قریب
ہجر سے زیادہ مصیبت کچھ نہیں　　اس سے بہتر ہے کہ مر جاؤں کہیں
جو نہ دے تو جان کو راہ وصال　　جان لے تجھ بن ہے جان مجھ پر وبال
کیونکہ جو جان واصل جاناں نہیں　　جان ہے جاں ایک جانیں جاں نہیں
کب تلک یارب رہوں تجھ سے جدا　　جلوہ گر ہو مجھ کو کر مجھ سے جدا
یا الہی مجھ کو مجھ سے دور کر　　تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر
دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب　　تجھ سے کرتا ہوں و لے تجھ کو طلب

۳

دونوں عالم سے نہ مجھ کو کار ہے
پر توہی تجھ سے مجھے درکار ہے

مناجات دیگر

یا الٰہی تو ہے رحمان و رحیم
صاحب جود و کرم فضل عمیم

یا الٰہی تو ہے خلاق جہاں
مالک دارین شاہ انس و جاں

تو ہے سلطان دو عالم سب فقیر
تو ہے زور آور قوی اور سب حقیر

گرچہ دو عالم سے ہے تو بے نیاز
لیک بیچاروں کا تو ہے چارہ ساز

دستگیر بیکساں ہے تیری ذات
مستغیث عاجزاں ہے تیری ذات

مونس غمخوارگاں ہے تیری ذات
چارۂ بیچارگاں ہے تیری ذات

ہے پناہ بے پناہاں تیری ذات
ہے عفو پر گناہاں تیری ذات

ہے مریض لا دوا کی تو دوا
ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا

آسرا بے آسروں کا ہے توہی
بے سہاروں کا سہارا ہے توہی

ہے مرے ہر درد کی توہی دوا
ہے توہی مرہم مرے ہر زخم کا

ہے انیس وحشت فرقت توہی
ہے رفیق شدت غربت توہی

مرا مونس بیکسی میں ہے توہی
میرا حامی بے بسی میں ہے توہی

رنج و غم میں ہے مرا غمخوار تو
تنگی و سختی میں حامی کار تو

توہی خالق توہی رازق توہی رب
دوسرا تجھ بن ہے میرا کوئی کب

الغرض ہر کام کا میرے کفیل
ظاہر و باطن توہی ہے بے دلیل

لیک صد حسرت بایں لطف و عطا
میں کروں ہر دم تری جرم و خطا

پر کروں کیا آہ تیرے حلم و خیر
کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر

ہے یقیں گر عمر بھر عصیاں ہو اب
پیش خورشید کرم ہوں محو سب

گر تری بخشش کا نکلے آفتاب
ہو شب جرم و خطا روز ثواب

ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات
ظلمت عصیاں ہو نور صالحات

گر ترا دریا رحمت جوش کھا
مثل خس دے سب گناہوں کو بہا

لطف و احساں کیا کروں تیرا رقم
کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم

قطرۂ ناپاک سے مجھ کو بفضل
کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل

گھر میں مومن کے مجھے پیدا کیا
عقل و علم و نور دیں مجھ کو دیا

پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا
اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا

یعنی دار الکفر سے مجھ کو نکال
لایا بیت اللہ میں بے قیل و قال

گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی
پر تری رحمت نے کی غمخوارگی

تھا گناہوں کی نجاست میں بھرا
ظاہر و باطن میں سر سے تا بپا

کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر
کر کے اپنے لطف احساں پر نظر

اپنی رحمت کے پیادے بھیج کر
کھینچ بلوایا مجھے یاں سر بسر

کر دیا اپنے مشرف دار سے
رکھیو مت محروم اب دیدار سے

لایا گر گلشن میں خارستان سے
دور مت کیجو اب اس بستان سے

گرچہ میں نالائق دربار ہوں
پر اسی گلشن سے ہوں گو خار ہوں

ہوں پڑا گرچہ برا ہوں یا بھلا
چھوڑ اس در کو کہاں جاؤں بھلا

منہ مرا اس در کے گر قابل نہیں
پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں

گر نکالا تو نے اے شاہ جہاں
پھر بتا میرا ٹھکانا ہے کہاں

اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں
آستاں تیرا ہو اور میری جبیں

یوں ہوس ہے اب تو اے پروردگار
یہ ترا کوچہ ہو اور میرا غبار

کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے
جو تری خواہش ہے خواہش ہے مجھے

ہے مجھے شاہی گدائی میں تری
ہے نوا سب بینوائی میں تری

خواری و رسوائی و ذلت مری
تیرے کوچہ کی ہے بس عزت مری

عزت و ذلت تمامی سکر و صحو
ہے رضا و نارضا میں تیری محو

تو ہے گر راضی تو ہے عزت مری
تیری ناراضی ہے بس ذلت مری

الغرض پھر پھر کے آخر در بدر
اب تو آ رکھا ہے تیرے در پہ سر

مو بمو سر کو مرے اے سرفراز
گر کیا سجدے سے اپنے سرفراز

یوں ہی آنکھوں کو بھی میری سربسر
جلوۂ دیدار سے روشن تو کر

کر مرے کانوں کو اسراروں کا گھر
سر بسر سر میں ہوائے شوق بھر

چشم کو گر چشمۂ آب زلال / سبز تا ہو گلشن ذوق وصال
پاک ہونے سے مرا کر دے دماغ / بوئے دلبر سے معطر کر دماغ

محو کر بینی کو اندر بوئے یار / جس سے پہنچوں تا بباغ روئے یار
گرمیٔ وحدت سے لب کر لب بلب / محو ہوں جس سے خیال غیر سب

دو جہاں سے کر کے مجھ کو بے نیاز / دولت دیدار سے اپنے نواز
غفلت و سستی و ظلمت کر کے دور / کر عطا چستی و چالاکی و نور

دور کر کبر و ریا عجب و غرور / بخش عجز و مسکنت اخلاص نور
بخش گنج فقر و درویشی مجھے / سکر و مستی محو بے ہوشی مجھے

دے شراب نسبتی کا مجھ کو جام / لوح دل سے محو کر ہستی کا نام
دھو مرے دل سے دوئی کا حرف نام / تا تمیز ما و تو اٹھ جا تمام

اے دعا گو ختم کر کے یہ دعا / سو رجوع اب جانب خیر الورا
کر وسیلہ اسکو اے امداد تو / وصل سے حق کے ہو تا دلشاد تو

گر تو طالب ہے وصول اللہ کا / چل پکڑ دامن رسول اللہ کا
جو کہ اے امداد اللہ کا وصال / بے وسیلہ اسکے چاہے ہے محال

ختم کر کے یہ مناجات نکو / کر وسیلہ ذات پیغمبرؐ کو تو

حامد و محمود ممدوح خدا / احمد مرسل محمد مصطفیٰؐ

نعت شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

زینت تاج رسالت ہے وہ ذات / رونق تخت نبوت ہے وہ ذات
ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال / محرم خلوت سرائے لایزال

بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی / بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی
مہرباں مثل پدر سب پر میاں / روز محشر شافع خورد و کلاں

عزت شاہی و فخر سروری / شان بخشش مسند پیغمبری
بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو / بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو

ہے ایمن فخر افلاک وہ / تاجدار کشور لولاک وہ
روشنیٔ عرش نور لامکاں / شمع بزم عالم کون و مکاں

رونق گلزار محبوبی ہے وہ / عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ
شہ سوار عرصۂ چرخ و سما / باز خوش پرواز معراج و علا

راحت و روح روان کائنات / زندگانی پرور جان حیات
باعث ایجاد عالم ہے تو ہی / موجب بنیاد آدم ہے تو ہی

گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو / یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو
ہے وہ سرمایہ وجود کائنات / دونوں عالم سے ہے مقصود اسکی ذات

ہے وہ بیشک بالیقیں نخل وجود / اول و آخر وہی اصل وجود
ہے یہ سب اسکے لئے اے نیک بخت / واسطے پھل کے ہی ہوتے ہیں درخت

گر ہوا آخر ہیں وہ شاہ جلیل / پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی دلیل
گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہراً / پر حقیقت میں ہے سبکا پیشوا

گرچہ آخر ہے ثمر اول شجر / کب شجر ہوتا نہ ہوتا گر ثمر
جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا / پس ثمر ہی اول و آخر ہوا

کیا کمال میوہ میں نقصان ہے / جو وہ اول سابق بستان ہے
میوہ کو سبقت ہوئی جب باغ پر / ہے وہ اول وہی آخر سر بسر

بس سمجھ لے اس سے تو اے رہنموں / رمز نحن الآخرون السابقون
ہے وہی شاہجہاں سب اسکے طفیل / ہے وہی مقصود کل باقی طفیل

پڑھ تو امداد اسپہ صلوٰۃ و سلام / آل اور اصحاب پر اسکے تمام

در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

چار یار اس کے ہیں چاروں خاص حق / ساری امت پر وہ رکھتے ہیں سبق

ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ / دوست پیغمبرؐ کے اور حق کے ولی
چاروں پیغمبر کے ہیں بر حق وزیر / ملک اسلام انسے ہے رونق پذیر

زیب ایوان شریعت ہیں یہ چار / رونق باغ طریقت ہیں یہ چار
ہیں یہ ملک معرفت کے شہر یار / ہیں حقیقت کے چمن کی یہ بہار

قلعہ دیں کی ہیں یہ دیوار چار / ملت حق کی ہیں یہ انہار چار

ہیں طریق حق کے چاروں رہنموں / ہیں یہ ایوان خلافت کے ستون

ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چہار / جو ہو باہر انسے ہے مردود خوار

بحر وحدت میں ہیں چاروں غوطہ زن / ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن

جو کہ دو سمجھے انہیں احول ہے وہ / دو جہاں میں بے شبہ بیکل ہے وہ

جو کوئی انسے ہو بد اعتقاد / ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد

در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

جو ہیں اہل بیت اور آل رسول / گلشن دیں کے ہیں سب مقبول پھول

ہے ہر اک ان سبکا بیشک و یقین / مغز ملت جان ایماں روح دیں

جسقدر ہو انسے الفت میں کمی / اس قدر ہے دین ملت میں کمی

ایک کا بھی انسے جو بدخواہ ہو / راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو

جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام / ہے ہر اک انجم ہدایت والسلام

اک صحابی سے بھی گر ہو سوء ظن / ہے وہ بیشک لائق گردن زدن

در بیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمی بہ تحفۃ العشاق و مدح عشق و قدح عقل جزوے

بھیجیو ان سب پہ صلوٰت و سلام / ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام

ہو گیا اے دوستو یوں اتفاق / باعث تحریر نظم پر مذاق

رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل / مجمع علماء و صلحا اہل دل

ایکدن پڑھتا تھا میں نفحات انس / لے رہے تھے حق سے سب نفحات انس

جوش پر تھا بحر علم عارفاں / ہو رہے تھے گوہر معنی عیاں

حاضرینکے دلمیں وہاں اے شان حق / کھل رہا تھا گلشن عرفان حق

اولیا کا حال سن مسرور تھے / ماسوائے محو غرق نور تھے

رفتہ رفتہ حضرت تحفہ کا ذکر / آگیا اس عاشق خستہ کا ذکر

سن کے ان کی شان شوکت جاہ عشق / ہمت مردانہ اندر راہ عشق

بول اٹھا ہر اک بصد ذوق سرور / ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور

خاص کر قطب زماں شاہ وفا / آفتاب معرفت بحر صفا

کامل اکمل ولی بے بدل / عاشق ذات خدائے لم یزل

صاحب ارشاد و تلقین سبق / عاشق صادق شہید راہ حق

برگزیدہ دو جہاں مقبول رب / مشرب چشتی و فاروقی نسب

یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ / مجھکو فرمانے لگے کر کے خطاب

نظم کر اس قصہ پر درد کو / گرم کر اک بار ہر دل سرد کو

مثنویاں ہیں مجازی عشق میں / پر بہت کم ہیں حقیقی عشق میں

قصہ تحفہ اگر منظوم ہو / رتبہ عشاق حق معلوم ہو

ریختہ میں نظم کر اسکو تمام / تاکہ سمجھیں اسکو سارے خاص عام

جان لے تا ہر کوئی بے قیل و قال / عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال

دعویٰ جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا / ہوش میں ہوں سنکے رتبہ عشق کا

تا بشن گفتار عشق حق سے گرم / ہو کے بس دل سنگ ہو جوں موم نرم

عاشقان صادق بھی سنکر جاہ عشق / چاق اور چوبند ہوں اندر راہ عشق

جان لیں تا عشق کی سب رسم و راہ / چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ

عاشقاں ستے ہیں سر ہتھیلی پہ دھر / ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر

عشق ہے جہاں اک بلائے جانگداز / ہے ازل سے دوست کش دشمن نواز

عشق کا سب سے الگ ہے رنگ و ڈھنگ / ہے ازل سے عقل میں اور اسمیں جنگ

عقل چاہے ہے کہ ہو عیش و فراغ / عشق ہے چارنج غم سینہ پہ داغ

عقل چاہے ہے عزت جاہ جلال / عشق ذلت خواری درد و ملال

عقل چاہے ہے عیش و ملک و سلطنت / عشق عجز و فقر و فاقہ تمکنت

عقل چاہے ہے عیش و عشرت خرمی / عشق درد و کلفت و رنج و غمی

عقل چاہے ہے کہ ہو شیر و شکر
عشق کہتا ہے کہ کھا خون جگر

عقل چاہے ہے قبا و پیرہن
عشق کرواتا ہے سامان کفن

عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں
عشق لیجا جنگل و کہسار میں

عقل لیجا گلشن و گلزار میں
ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں

عقل میں اور عشق میں رہتی ہے لاگ
عشق جب آیا تو جائے عقل بھاگ

عشق کیا ہے درد و غم کی کان ہے
غیر دلبر کا عدوئے جان ہے

نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق
دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق

درد میں اس کے دوا ہے سر بسر
مرض میں اسکے شفا ہے سر بسر

رنج میں اس کے ہے گنج بیکراں
مرگ ہے اس کی حیات جاوداں

اس کی ویرانی کو آبادی سمجھ
خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ

عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ
خواری و زاری کو حرمت سمجھ

قہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق
اور طبیب درد بیدرماں ہے عشق

عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں
عشق لیجاتا ہے کوئے یار میں

عقل کہتی ہے کہ کر عیش و طرب
عشق کہتا ہے کہ سہ رنج و تعب

عقل چاہے دولت مسرور یاں
عشق چاہے سو بلاؤ خواریاں

عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ
عشق کو انسے ہمیشہ سے ہے جنگ

ہو دے حضرت عشق کا جسدم ظہور
عقل سر سے جائے اور دل سے سرور

کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں
رنج میں راحت کو کرتا ہے عیاں

خاک میں جسکو ملا دیتا ہے عشق
تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق

مارنا اس کا جلا دینا ہے جاں
توڑنا اس کا ملا دینا ہے جاں

عشق کے برعکس ہیں سب کاروبار
نار کو اسکے سمجھ تو سو بہار

کلفت و تکلیف کو راحت تو جان
فقر اور فاقہ کو سو دولت تو مان

عشق کی تعریف ہو کس سے بیاں
ہے ستم میں اسکے سو شفقت جہاں

اول آخر ظاہر و پنہاں ہے عشق
دونوں عالم جسم ہیں اور جاں ہے عشق

رجوع بقصہ

ہے بیان عشق تو بس بے بدل
اب کرو ارشاد حافظ پر عمل

انکے فرمانیکو میں نے بے عذر
رکھ لیا سر پر سعادت جان کر

گرچہ مجکو شعر گوئی میں نہ تھا
دخل کچھ پر حکم کو لایا بجا

لیکے ان کے گوہر ارشاد کو
حفظ دل میں لیا رکھ شاد ہو

پر نہ دینا تھا مجھے فرصت زماں
تا لکھوں اس نظم کو باشوق جاں

ہو گئے پس حضرت حافظ شہید
شام غم ہم کو ہوا اور روز عید

خوش نہ آئی اس جہاں کی رنگ و بو
چل دئے بس جنت الفردوس کو

وہ تو واں جام شہادت پی رہے
زہر غم کھانیکو یاں ہم جی رہے

ناز نعمت میں ہیں وہ مشغول واں
خاک و خوں میں لوٹتے ہیں ہم یہاں

آپ تو جاکر کیا جنت میں گھر
کر دیا سرگشتہ ہم کو در بدر

آپ تو بے رنج و غم مثل عروس
جا کیا تخت شہادت پر جلوس

عیش و عشرت میں ہوئے مشغول یوں
ایک لخت ہم کو گئے بس بھول یوں

دعوۂ حب و قرابت کر گیا
خواجہ ناشانی کا بھی کیا حق نہ تھا

توڑنا موتی کا ہے آسان تر
نے کہ حکم بادشاہ بحر و بر

وقت فرصت دیکھنا تھا یہ کہ جو
حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو

لایا اتنے میں زمانہ اور رنگ
ہو گیا کچھ اور ہی عالم کا ڈھنگ

فرقت جاناں سے بس ہو کے تنگ
جان جانا پہ فدا کی بیدرنگ

ہم بچاروں کو تڑپتا چھوڑ کر
سوئے حق راہی ہوئے منہ موڑ کر

وصل سے حق کے ہوئے وہ بہرہ ور
پیتے ہیں حسرت سے ہم خون جگر

جام کوثر سے ہوئے وہ لب بلب
چاٹتے ہیں پیاس سے ہم اپنے لب

آپ تو راحت کے ساماں لے گئے
مایۂ رنج و الم یاں دے گئے

لے لیا عیش و طرب اور ناز و نعم
رکھ دیا سر پر ہمارے کوہ غم

عیش میں ہم کو دیا بالکل بھلا
حق الفت اور قرابت سب گیا

بیخبر ہم سے اگر رہنا تھا یوں
ساتھ اپنے لے گئے ہم کو نہ کیوں

گرچہ ہم لائق نہ تھے درگاہ کے / کفش برداری میں رہنے شاہ کے
شاہ کو زیبا ہے کب تنہا روی / گو بہت خادم نہوں تھوڑے سہی

در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران طریقت و اظہار غم جدائی ایشاں

آہ واویلا دریغا حسرتا / ساتھ والے چلدیئے میں رہگیا
ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا / مدعا دل کا اسے حاصل ہوا
پہنچا ہر اک منزل مقصود پر / رہگیا میں ہی پڑا بس دور تر
صاف تھے جو چلدیئے صاف اور پاک / مثل تلچھٹ رہگیا میں زیر خاک
جو کہ نوری تھے گئے افلاک پر / رہگیا سایہ کے جو نمیں خاک پر
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا / بوم ویرانہ میں ٹکراتا رہا
گھر کیا قمری نے شاخ سرو پر / جھاڑ میں لٹکی ہے چمگاڈر ادھر
گھر کیا طوطی نے شکرستان میں / زاغ نوحہ گر ہے خارستان میں
ماہئ حق نے تولی دریا کی راہ / موش سوراخ زمیں میں ہے تباہ
شیر حق کا آہوئے عرفاں شکار / سگ ہے بہر استخواں کوچہ میں خار
جا ملا دریا سے آب سیل بار / رہگئے خشکی کے اندر سنگ و خار
نرگس و ریحاں کو جا آہو چرے / اور شتریاں خاربن چرتے رہے
دست شہ پر جا ملا شہباز پر / کھول پر کرگس پڑا مردار پر
مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر / مرغ خاکی لوٹتا ہے خاک پر
پر تھے جن کے سوئے بستاں اڑگئے / مرغ بے پر لقمہ گربہ ہوئے
مرد باہمت ہوئے شہ پر نثار / ہم سے دوں ہیں نفس کے ہاتھوں میں خوار
حیف ہے صد حیف یاران طریق / جا ہوئے دریائے مطلب میں غریق
گوہر مطلوب ہر اک نے لیا / غوطہ خور میں بحر حرماں میں رہا
آہ صد افسوس حسرت آہ آہ / جا کہوں کس سے مصیبت آہ آہ ۸
غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ / حال دل جس سے کروں اظہار آہ
جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے / زیر پائے رنج ہم کو مل گئے
ہوگئے وہ محو نعمت اسقدر / خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر
دور ساغر وصل کے چلتے ہیں واں / آتش فرقت میں جلتے ہیں یاں
آہ واویلا کوئی ہمدم نہیں / جو سنے میری مصیبت کے تئیں
نے مرا ہمدم نہ کوئی غمگسار / غم مرا غمخوار ہے میں غم کا یار
دلکی دلمیں رکھ کے چپ رہتا نہیں / قصہ مرا تحفہ کو اب کہتا ہوں میں
بعد مدت کے اب آئی المراد / حضرت حافظ کی وصیت مجھ کو یاد
حسب ارشاد ان کے ہیں لیکر قلم / قصۂ تحفہ کروں یارو رقم

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ قدس سرہا

عشق کی باتیں سناتا ہوں تمہیں / گمرہی سے راہ پر لاتا ہوں تمہیں
راہ اس رہ سے کوئی بہتر نہ ہو / حق سے ملنے کا سمجھ اسے راہ جو
گر نہ عاشق ہے تو سن عاشق کا ذکر / دور کرکے ماسوا کا اس سے فکر
عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر / گرچہ پتھر سے بھی ہو دل سخت تر
عشق کی باتوں میں ہے وہ نور فن / مردہ دل زندہ ہو اندر گور تن
ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ / خشک مغز ونکا ہو تر جس سے دماغ
ہوش سے بیہوش ہوکر ہوش کر / گوش سے بیگوش ہوکر گوش کر
سب طرف سے بند کرکے کھول کان / جمع کرکے رکھ مری باتوں پہ دھیان
تا مزا دیویں مری باتیں تجھے / عشق کی معلوم ہوں گھاتیں تجھے
تجھ کو بھی آجائے شاید بوئے عشق / کھینچ لیجا تجھکو بوتا کوئے عشق
دے وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے / غرق کردے بحر وحدت میں تجھے
دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق / سننے سے بھی تخم خود بوتا ہے عشق

نہیں بہت عاشق کہ بے دیکھے جمال — سنکے پائی عشق سے بس گوشمال
بلکہ کامل عشق ہے عشق شنید — ناقص و بے اعتبار ہے عشق دید
کیونکہ ہو عشق خبر دل سے حصول — عشق بصورت کا ہے دیدہ سے نزول

در بیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

دید تابع دل کے ہے نے دل تبع — سوجھ اس نکتہ کو کر کے دل جمع
یومنون بالغیب ہے مقبول حق — یومنون بالعین ہے مغرول حق
حسن محبوبانہ عالم سربسر — عکس حسن حق ہے بیشک جلوہ گر
اصل کو کر ترک سایہ دیکھ کر — عاشق ناقص نے دی جاں عکس پہ
دید تھا اسکو نہ دل ہوتا جو دل — چھوڑ سایہ اصل سے جاتا ہے مل
گر ہے دل پر گل سے کم کب دل ہے وہ — عکس پر جو اصل سے مائل ہے وہ
اس سے زیادہ چاہئے تفصیل گر — آئینہ دل صاف کر اور کر نظر
سر کی آنکھیں دل کا پردہ ہے مقر — کھول دل کی آنکھ سر کی بند کر
کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار — سن کہ وصف اسکا کرے ہیں جاں نثار
انبیاء اس واسطے آئے یہاں — تا کریں اوصاف حق تم پر عیاں
تا کہ اوصاف حق عاشق سنے — دل میں پھول اسکی تمنا کے چنے
یعنی ہے وہ ذات بیشک دیقین — خالق و رزاق و رب العالمین
راحم و رحمان رحیم و بردبار — رائیگاں بخشندہ نعمت بیشمار
عالم الاسرار ستار العیوب — غالب و قہار غفار الذنوب
عاشق و معشوق محبوب جہاں — طالب و مطلوب مرغوب جہاں
اول اور آخر وہی اور جزو کل — ظاہر و باطن وہی معبود کل
ہے وہ اول بے بدایت اسکی ذات — ہے وہ آخر بے نہایت اسکی ذات
ہے وہ ظاہر باکمال استتار — ہے وہ باطن بحت وظاہر آشکار
۹ ہے ازل سے تا ابد وہ ایک سا — ہے ہر اک صورت میں وہ جلوہ نما
ہے وہ اک شان اور ہزاروں شان میں — جلوہ گر لاکھوں طرح ہر آن میں ۹
ہے منور باکمال و باجمال — جلوہ گر ہر دم بہر رنگ و مثال
فرد مطلق لا الہ الا ہو — بیچگوں بیکیف روشن چارسو
لا و ہو دونو نفی اثبات میں — نافی غیر اور مثبت ذات میں
کیوں ہے اس سے گمرہ غافل سدا — لا کو کر تو ورد دل سدا
تا کہ بخشد لا و ہو قوت ترا — ے بردتا پردۂ عزت تیرا
حق سے با حرص و ہوا تو کب ملے — ترک جب لا کو کرے تب تو ملے
کیوں تباہ ہوتا ہے اندر آب و گل — ماسوا کو ترک کر اور حق سے مل
حضرت آدمؑ سے تا آخر نبیؐ — وصف حق کرنے چلے آئے سبھی
بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب — اور امام اور اولیا اقطاب سب
وہ صفات و حال و خوبی جناب — جس میں تصنیف ہو گئیں صدہا کتاب
سب ہیں تیری عشق بازی کے مزے — وصل حق کی چارہ سازی کیلئے
تا کہ تو یہ دیکھ سنکر حال و قال — عشق کی راہ میں کرے حاصل کمال
ایک صد افسوس حسرت بے حساب — ہیں پڑے چاروں طرف تجھ پر حجاب
نے تو کر سکتا ہے آنکھوں سے نظر — اور نہ سن سکتا ہے کانوں سے خبر
پھنس گیا دلدل میں تو غفلت کے ہاتھ — مل نہیں سکتا کہ پادے حق کی راہ
مرکب توبہ عصا نہ راہ لے — پھر نکل دلدل سے اپنی راہ لے
کر تو بیدار دل میں اپنے درد عشق — تا تپ غفلت کو کر دے سرد عشق
میل سے غفلت کے کر کانوں کو پاک — بعد ازاں سن یہ حکایت دردناک

شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ

گوش دل سے سن سری سقطی سے نقل — جسکے سننے سے تجھے آوے کچھ عقل
نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سریؔ — ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری
کہتے ہیں اک شب ہوا یہ اضطراب — نے رہا ورد و ظائف اور نہ خواب

مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر　　سب عبادت کا ہوا ویران گھر
نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز　　لذت سجدہ نہ کیفیت نماز
نے رہا ورد و وظائف نے درود　　نے تہجد کی تلاوت کی نمود
گو عبادت سے رہے سب بے نصیب　　لیک کیفیت تھی اک دل میں عجیب
ہجر کی لذت کو عشاق ان رب　　وصل کی لذت سے کم جانے ہیں کب
اضطرابی اور بیتابی کا لطف　　کیا کہوں اس شب کی بیخوابی کا لطف
ذوق بیخوابی کا تو چاہے اگر　　کوئی بیخوابوں میں کر اک شب گزر
چاہیے گر کیفیت سوز و گداز　　خدمت عشاق میں رکھ تو نیاز
اضطرابی بیقراری کا مزا　　جانتا ہے جس نے دل میں ہے رکھا
لوٹنے کی خاک پر آرام کو　　عاشق بیتاب جانے ہیں نہ تو
درد سے نامرد کی نکلے ہے جاں　　مرد کے حق میں حیات جاوداں
۱۰ جو پڑے آتش میں ہو جلکے فنا　　ہے سمندر کی وہی عیش و بقا
خون ہو فرعونیوں کو آب نیل　　قوم موسیٰ پر ہو آب سلسبیل
زخم گرز و تیغ و نشتر آبدار　　ہے شہیدوں کے لئے باغ و بہار
کیونکہ ہے درد بلا مطلوب یار　　اس لئے عاشق کریں غم اختیار
خار میں گل گل ہیں　گرد میں　　غم میں شادی اور شفا ہے درد میں
ہے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب　　گریہ میں خندہ ثواب اندر عذاب
نیستی میں ہستی پستی میں علو　　زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو
بیخودی و نیستی غم کی بہار　　دیکھتے ہیں عاشقان جاں نثار
بے گھری و بے زری و بے پری　　بیخودی و بیخودی و بے بری
نیستی و پستی و مرگ و فنا　　ذلت و رسوائی و رنج و عنا
پوچھ رونے کا مزا یعقوب سے　　کلفت و زحمت کا حظ ایوب سے
سر کے رکھدینے کا نیچے تیغ کے　　پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے
جنگلوں میں ٹھوکریں کھانے کا لطف　　اور پہاڑوں بیچ ٹکرانے کا لطف
زخم کھا کر خاک و خوں میں لوٹکر　　جان دینا بے خطر با ذوق تر
قبض ایسی ان کے دل پر آ گئی　　دھر عرفاں پر گھٹا سی چھا گئی
فوج بیتابی نے کر کے اژدہام　　لوٹ لی پونجی عبادت کی تمام
تھی نہ بیہوشی نہ غفلت زینہار　　لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار
ظاہر اچھوٹا اگر ورد نماز　　تھا مگر یوں میں عجب سوز و گداز
عاشقانِ حق وصال اور ہجر میں　　ایک سا لذت مزا دونوں میں لیں
لطف بیخوابی کا بیخوابوں سے پوچھ　　حظ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھ
لطف بیخوابی کا ہے مطلوب گر　　عاشق بیتاب کے رکھ پاس سر
کرتا ہے روشن دو چشم طالباں　　سرمہ گرد قدوم عاشقاں
لذت درد قلق رنج و بلا　　وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا
جانے کیا بیدرد لذت درد کی　　درد رنج و غم غذا ہے مرد کی
زہر مار اوروں کو ہے گرچہ ممات　　سانپ کے حق میں ہے پر آب حیات
سوزش خور شاخ تر کو دے ثمر　　خشک کو دے آگ میں کر خشک تر
نار ہو گلزار ابراہیم پر　　لیک ہو نمرود پر قہر و شرر
درد و غم ہے زندگی عاشقاں　　مرتے ہیں اس زندگی سے فاسقاں
جانتے ہیں عاشقان بیقرار　　رنج میں گنج اور خزاں میں نوبہار
رنج میں راحت فقیری میں غنا　　مسکنت میں سلطنت و بے غنا
زحمت ہے رحمت میں اور ظلمت میں نور　　ذلت و خواری میں عزت ہے ضرور
موت میں جینا بقا اندر فنا　　عاشق جانباز کو ہے بے عنا
خاکساری رنج و عادت ناسزا　　عاشقوں سے پوچھ ان سبکا مزا
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر　　بے قراری انتظاری درد سر
لذت اور کیفیت ان سبکی ذرا　　عاشقانِ باوفا سے پوچھ جا
سر کے کٹنے کا مزا یحییٰ سے پوچھ　　لطف تن چرنے کا ذکریا سے پوچھ
آہ و زاری کا مزا آدم سے پوچھ　　درد زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ
فرش سے تا عرش بھرنے کا مزا　　پوچھ عیسیٰ اور موسیٰ اور احمد سے جا
پوچھ سبکا شہیدوں سے ذرا　　لذت و کیفیت و ذوق مزا

ہو کے بیجاں جاں فدا کرنیکا لطف ۔ پوچھ جانبازوں سے وہ مرنیکا لطف
روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ ۔ شمع سے جا موم کے جلنے کو پوچھ
ابر سے رونے کو خور کے سوز کو ۔ باغ و اثمار جہاں سے پوچھ تو
گرمئ دل چشم تر ہووے نہ گر ۔ باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر
عشق کی باتوں نے مجکو اے عزیز ۔ کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز
عشق نے انکے کیا مجھ پر اثر ۔ نقل سے ان کی ہوا میں بیخبر
عشق کی باتوں کا سن کر شور غل ۔ خواب غفلت سے گئی بس آنکھ کھل
ہندوے شب کا جو گذرا حد سے جور ۔ ترک خود اس کا ہوا قاتل بزور
اٹھ وضو کر کے بصد عجز و نیاز ۔ کی ادا جوں توں فجر کی میں نماز
چل کہیں موقوف ہو تا یہ ملال ۔ گھر سے نکلا کر کے یہ دل میں خیال
آخرش گھر سے نکل پھرنے لگا ۔ دربدر صحرا بہ صحرا جا بہ جا
گذرا تا بازار میں ہو غم بسر ۔ اور دل مضطر تھا جوں کوزہ میں زر
جو گیا صحرا میں تسکیں کے لئے ۔ اور اٹھے دلسے بگولے آگ کے
گر تسلی کو گیا اندر پہاڑ ۔ اور غم کا آپڑا سر پر پہاڑ
جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب ۔ تھا ترقی پر جلن اور اضطراب
غنچۂ دل کب کھلے عاشق کا یار ۔ بے ہوائے وصل کب یار گلعذار
ہوئے بے گل کے بلبل کو قرار ۔ باغ میں ہووے اگرچہ سو بہار
دیدۂ حیراں نہ ہو کیوں اشکبار ۔ بے نظارہ نرگس بیمار یار
ہو فغاں بیدل کے دلسے دور کب ۔ تا نہ ہو دلبر سے اپنے لب بلب
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار ۔ کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار
مرض مہلک نے جو گھیرا جان کو ۔ دلمیں آیا چل بیمارستان کو
دیکھ کر ہمدرد وہم موضوں کا حال ۔ ہو دل غمگیں مرا شاید بحال
جنس اپنی جنس سے ہو فیضیاب ۔ غیر جنسیت سے ہو اندر عذاب
آدمی ہم جنس ہیں صورت میں ایک ۔ مختلف اوصاف رکھتے ہیں ولیک
ہو گئے اوصاف جو سب رنگ برنگ ۔ اسلئے ہے رات دن آپس میں جنگ

پوچھ لے ہر تخم سے بستان میں جا ۔ خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا
سیم و زر کے خاک میں رلنے کو پوچھ ۔ کیمیا سے مس کے جا جلنے کو پوچھ
گریۂ ابر اور سوز آفتاب ۔ باغ عالم اس سے ہے باآب و تاب
عشق سے دل گرم کر اور دیدہ تر ۔ گلشن جاناں ترا ہو تازہ تر
سربسر بکو اسکی حالت میں چھوڑ ۔ عشق مجھکو لیگیا کس طرف موڑ
ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر ۔ جس طرح ہو آہو پیش شیر نر
یاد آئی ہے مجھے جب انکی بات ۔ یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیکذات
الغرض کی رات اس طرح بسر ۔ ہو گئی جب صبح ظاہر سر بسر
صبح کا جب دم ہوا روشن چراغ ۔ نکلا چل بل گھر سے لے سینہ پہ داغ
چل کہیں ایسی جگہ تا ہووے کم ۔ اضطرابی اور بیتابی و غم
ماہ کی جوں کو بکولا گھر بہ گھر ۔ شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر
گر گیا گلشن میں جوں گل کی کلی ۔ تھی زیادہ اور دل کو بیکلی
سیر دریا کی کہ کم ہو اضطراب ۔ جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب
اور مزار اہل دل پر بھی گیا ۔ پر ہوا ہرگز نہ عقدہ دل کا وا
آتش درد فراق بیدلاں ۔ کب بجھے بے آب وصل دلبراں
کب ہو کم ظلمت زدہ کا اضطراب ۔ جب تلک دیکھے نہ روئے آفتاب
ہووے کب قمری کا کو نہ غم دراز ۔ گلشن و گلزار سے بے سرو ناز
جائے کب عاشق کے دلکا پیچ و تاب ۔ ہو نہ گر زلف صنم کا سایہ یاب
لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو ۔ تا نہ وہ ہم بستر جانا نہ ہو
الغرض تدبیر کیں میں سو ہزار ۔ پر نہ آیا دلکو میرے کچھ قرار
کیونکہ ہوں میں بھی جو بس بیمار دل ۔ دیکھ ہمدردوں کو نکلے کار دل
نقل ہے کھلتا ہے جب آپس میں دل ۔ جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل
ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار ۔ جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار
جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار ۔ فرقے کیوں ہوتے بہتر آشکار
گر کریں اوصاف کو سب اپنے صاف ۔ پھر رہے کا ہیکو ایسا اختلاف

آتش دل میں یہ اپنے ٹھان کے
در پہ جا نکلا بیمارستان کے

جا کے داروغہ سے یوں اس کے کہا
کھول در بیمارخانہ کا ذرا

تا کہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ٹک
ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹک

رجوع بقصہ و کیفیت بیمارخانہ مقولہ سری سقطی رحمہ اللہ

دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی
با ادب اٹھ کر مجھے تسلیم کی

بعد ازاں اسنے دیا جو در کو کھول
کھل گیا گویا در دل بے غلول

دیکھ کر احوال اہل ابتلا
غنچۂ دل میرا کچھ بارے کھلا

دیکھا ہر اک کو ہے کہ زار و نزار
کوئی نالاں ہے کوئی ہے اشکبار

کوئی کو ٹھے اور کراہتا ہے کوئی
صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی

کوئی روتا ہے کوئی کرتا ہے آہ
کوئی کہتا ہے کہ ہوں با حق تباہ

کوئی تڑپے ہے کوئی ہے خواب میں
کوئی حیراں کوئی پیچ و تاب میں

ہے کوئی گل کی طرح سے جامہ چاک
مثل قمری ہے کسی کے سر پہ خاک

ہو رہا بلبل نمط نالاں کوئی
مثل بسمل خاک میں غلطاں کوئی

کوئی رکھتا ہے بصد زار و نزار
زخم دل پر مرہم تصویر یار

کوئی بیکر دار وئے تلخ فراق
زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق

اشک سے دھوتا ہے کوئی ریش دل
کوئی بیتابی سے مارے دل پہ سل

سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی
تابش دل سے رکھے آہوں کی روی

درد سر پہ کوئی بیتابی کا لیپ
کرتا ہے پھرتا ہے بیصبری کا کمیپ

ہو تپ دلرزہ سے کوئی بیقرار
پی رہا ہے شربتِ زار و نزار

کوئی پیچش سے تشکم کی ہو تباہ
گولیاں کھاتا ہے بیتابی کی آہ

ہو کے مرض لادوا سے بے اماں
جاں بلب کوئی ہے کوئی نیم جاں

زندگی سے ناامید ہو کر بہوش
کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش

دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب
ہو گیا موقوف میرا اضطراب

غنچۂ دل کھل گیا دیکھ ایک بار
گلشن بیمار خانہ کی بہار

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبہ عشق او قدس سرہا

تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر
دیکھتا کیا ہوں کہ اک رشک قمر

تازہ و پاکیزہ رو صاحب تمیز
با لباس خوب و زیبا اک کنیز

چہرہ اس کا ہے گو یا شمع حرم
قامت اسکا گلبن باغ حرم

زلف اسکی دام راہ سالکاں
لعل لب اسکا ہے جان تشنگاں

چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز
خال اسکا تخم شوق پاک باز

بیٹھنا اسکا وہ با حسن و وقار
چرخ کو دیتا ہے پھر نیسے قرار

بیٹھی ہے ایکطرف کو جوں نیم مست
دیکھ اسکو ہو گئے غم میرے پست

دیکھ کر کے حسن کی جس کے بہار
نرگس و آئینہ تھے حیران و زار

قید میں بھی تھی یہ اس پر آب و تاب
کوہ کے اندر ہو جیسے لعل و تاب

تھی دو آنکھیں لگی جوں روشن چراغ
ذوق مستی سے کہ تھے اندر دماغ

دیکھ اسکے شعلہ رخ کی آب تاب
کھاتا تھا تار نظر سو پیچ و تاب

بوئے خوش اس سے مرے اندر دماغ
پہنچی اور دل ہو گیا بس باغ باغ

دیکھ یہ الفت بھری صورت مہیب
ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب

اور دو مضبوط تو ہے کہ کڑے
مثل حلقہ ماہ پاؤں میں پڑے

اور بندھے ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں
شاخ طوبیٰ سے ہی لپٹا سانپ جوں

مجھکو جو دیکھا تو اسنے اس گھڑی
دی لگا آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی

دست بر دل نغمہ خوش بر زبان
عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں

روئی اور رو کر کے بھر کر آہ سرد
چند شعر اسنے پڑھے با سوز و درد

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر
پڑتا تھا دل پر مرے جوں تاب خور
تا تپش گرمی دلسے اس کے ہیں
جانا یہ اتنی جو ہے بے صبر و چین

ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ
بے شبہ ہے عاشق جانانہ یہ
پوچھا داروغہ سے یہیں اس گھر کی جا
کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا

کیا خطا اس بیخطا نے کی کہو
قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو
کیوں کیا زنجیر و طوق اس شاہ کو
ابر میں کیسے چھپایا ماہ کو

کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے
ہے بھلی چنگی کہو کیوں بند ہے
بولا داروغہ یہ سنکر اے عزیز
تھی یہ ایک مولیٰ کی شائستہ کنیز

ہو گیا اسکو جنوں تقدیر سے
اسلئے یہ بند ہے زنجیر سے
اسکے مالک نے کیا بند اسلئے
تاکہ شاید عقل و ہوش آجا ئے

جملہ زنداں چونکہ در زنداں شوند
متقی و زاہد و حق خواں شوند
طفل ناداں کو کریں مکتب میں بند
عالم و دانا ہوتا اور ہوشمند

قید آب و گل میں آدم کو کیا
جوہر انسان جب ظاہر ہوا
نطفہ زنداں رحم میں جب ہو بند
شکل انسان تب ہو خوب اور دلپسند

بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ
تب وہ موتی ہوئے باخوبی جاہ
کان میں جب قید ہو دیں زر و سیم
پاویں جب قیمت گراں رونق عظیم

تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں
تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں
نفس سگ زنجیر تقوی میں ہو قید
آہوئے عرفاں کو جب کرتا ہے قید

حرص جو قید قناعت میں ہو بند
ہو غنا قلبی وہی اے ارجمند
طمع کو محو توکل کر شتاب
تا بحب اللہ کا پاوے خطاب

بخل کو اندر سخاوت کے چھپا
تا حبیب اللہ ہو تو برملا
بولنے کو بند چپ رہنے میں کر
ہمکلام حق سے ہو تو تا اے پسر

بند یاد مرگ میں کر طول امل
تا رہے اکدم نہ تو بے نیک عمل
حکم میں حق کے چھپا تو عجب کو
ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو

کر تواضع میں تکبر کو تو بند
تا کرے حق مرتبہ تیرا بلند
کر ریا کو محو تو اخلاص میں
تا ہو حق کے بندگان خاص میں

عشق حق میں بند کر تو حب غیر
تا ہو باغ وصل حق میں تجکو سیر
کر صفات حق میں گم اپنے صفات
ماسوا سے پاوے تو تاکہ نجات

کر خودی کو تو خدا میں محو نیک
تاکہ معلوم ہو نہیں جز ذات ایک
اسلئے درویش فقرا ہوش مند
چلہ عزلت میں ہو دیں آپ بند

تاکہ ہو ان کو بایں قید نکول
گوہر مقصد زر مقصد حصول
اسکے مالک نے بھی اس امید میں
اس کنیزک کو کیا ہے قید میں

بند کر کے تا کریں اسکا علاج
تا صحت پر ہووے یک اسکا مزاج
ہووے شاید عقل و ہوش اسکا بجا
تا نفع لے اس سے وہ بے انتہا

جو یہ داروغہ سے لونڈی نے سنا
روپڑی اکبار اور سر کو دھنا
دردناک اک کھینچکر کے دل سے آہ
بولی میں ہوں اے عزیز و بے گناہ

اے مسلمانوں نہیں مجنوں میں
اپنے دلبر کی ہوں پر مفتون میں
سمجھو تم موسیٰ کا چرواہہ مجھے
جس کے دلسے بیخبر موسیٰ رہے

سنکے اس سے ظاہری بیہودہ قال
ہو گئے غصہ نہ دیکھا دلکا حال
یونہی مجکو بھی دیوانی جان کر
کر دیا قید اور نہ لی دل کی خبر

تمثیلاً بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام

نقل ہے جاتے تھے موسیٰ طور پر
ایک چرواہا پڑا رہ میں نظر

کر رہا تھا یوں بصد زاری و آہ
اے رحیم والے کریم والے الٰہ

ہے کہاں تو جلوہ کر تلا مجھے
تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے
ہے بتا کس جا تو اے جان جہاں
تا کروں قربان تری خدمتمیں جاں

راتدن میں تیری خدمت میں رہوں
ایک دم غمگین تجھے ہونے نہ دوں
خوب سا مل مل کے نہلاؤں تجھے
اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے

تیل ڈالوں سر میں اور کنگھی کروں
چپلیں میں تیرے لئے اچھی سیوں
ڈھونڈ کر ڈھونکی تری ماروں جوئیں
اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں

ہو اگر بیمار تو اسے کردگار
جان و دل سے ہوں ترا میں غمگسار

ہو جو کچھ تکلیف اور زحمت تجھے
کر کے خدمت خوب دوں راحت تجھے

پاؤں دابوں اور چوموں ہاتھ کو
اور کروں سونے کو بستر رات کو

اے مرے رب جاں مری تجھ پر فدا
اور سب اولاد گھر بار مرا

ہے کہاں تو تا تری خدمت کروں
سیئوں کپڑے تیرے اور بخیہ کروں

دیکھ پاؤں میں ترے گھر کو اگر
دودھ گھی لاؤں ترے شام و سحر

روغنی روٹی پکا کر اور کھیر
اور بہت لسی دہی مسکہ پنیر

لاؤں میں تیار کر آگے ترے
روز ہو کھانا ترا گھر سے مرے

اور کا ہرگز نہ کھانے دوں طعام
اپنے ہی گھر سے کھلاؤں میں مدام

رنج و غم ہرگز تجھے ہونے نہ دوں
تیری راحت کے لئے محنت بھروں

تیری خدمت سے نہ ہو فرصت مجھے
میری خدمت سے ہو نت راحت تجھے

اے خدا تجھ پر ہو قرباں میری جاں
اور سب بکریاں اور خانماں

اسطرح بیہودہ کہتا تھا شباں
پوچھا چرواہہ سے موسیٰؑ نے کہ ہاں

کسکو کہتا ہے یہ تو مجھ کو بتا
بولا وہ جس نے مجھے پیدا کیا

اور کئے جس نے زمین و آسماں
عرش و کرسی دوزخ و جنت عیاں

اور کئے جن و بشر اور دو جہاں
ہے اسی سے عرض یہ میری بجاں

بولے موسیٰؑ ہائے تو نے کیا کیا
ہو گیا کافر مسلماں کب رہا

ہے یہ کیا بیہودہ ہذیان کفر و جہل
بند کر منہ کو سمجھ اسکو نہ سہل

اس ترے کہنے سے اے بیہودہ گو
ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو

کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ
کفر نے تیرے کیا دیں کو تباہ

کھانا پینا پھیرنا تیرا ہے کام
اور یہ کب خورشید کو زیبا ہے کام

گر نہ روکا اس سخن سے حلق کو
آگ آ کر پھونکدیگی خلق کو

گر کہے تو جرم کرتے ہیں سبھی
آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی

گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں
ہو گیا کیوں دل سیاہ مردودیاں

۱۴ جو تو جانے ہے کہ حاکم ہے خدا
پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا

دوستی بے عقل کی ہے دشمنی
ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی

کس سے یہ کہتا ہے کیا خالو سے تو
یا کہ باپ اپنے سے یا عمو سے تو

جسم تن حاجات بشری تو قرار
دیتا ہے اندر صفات کردگار

کھانا وہ کھائے جو رکھتا ہو شکم
کپڑا وہ پہنے کہ ہو جس کے جسم

وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما
چپلیں پہنے جو کہ ہو محتاج پا

وہ منزہ ذاتِ حق دانا ہے راز
پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز

بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو
صفت اسکی صفت حق میں مات ہو

اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا
اس طرح کی گفتگوئے ناسزا

نے کہ در حقِ جناب کبریا
بے بدل بے مثل بیچون و چرا

اولیا کو کہنا بے ادبی کی بات
دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو مات

گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ
گرچہ ہیں ایک جنس مرد و زن ہمہ

وہ کریگا قصد تیرے قتل کا
گرچہ ہو خوش خو حلیم و پارسا

فاطمہ ہے عورتوں کے حق میں مدح
مرد کو بولے تو وہ ہو رنج و قدح

باندھو یا ہیں ہمکو آسائش تمام
اور خدا کے حق میں ہیں آلائش تمام

لم یلد لم یولد اسکی ہے سزا
ہے وہ خالق والد و مولود کا

ہے وہ پیدائش کہ آیا جسم جو
جو ہوا پیدا ہے اس عالم سے دُو

کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے
خلق ہے اور خالق اسکو چاہیئے

بولا چرواہہ کہ تم نے یا نبیؑ
سی دیا منہ میرا لب پر مہر کی

اور پشیمانی کی آتش سے بھلا
جان و دل میرا دیا تم نے جلا

کہہ کہ یہ اور بھر کے دل سے ایک آہ
پھاڑ کر کپڑے لیا جنگل کی راہ

بیخود و سرمست با آہ و فغاں
نالہ و زاری ہوا کرتا رواں

عتاب الٰہی بر موسیٰؑ علیہ السلام در مقدمہ چرواہہ

آئی موسیٰؑ کی طرف وحی خدا
میرے بندے کو کیا مجھ سے جدا

میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو
یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو

ہو سکے جبتک نہ لے نام فراق / رکھتا ہوں مکروہ میں لفظ طلاق
ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے میں / ہر کسی کو اصطلاح بخشی ہے میں
ہندیوں کی اصطلاح ہند مدح / سندیونکی اصطلاح سند مدح
معنی دو ہوں اُر ہو وے بات ایک / ہو ترے حق میں بری اور اسکو نیک
حق میں اسکے مدح تیری حق میں ذم / حق ہیں اسکے مدح تیری حق میں سم
حق میں اسکے نور تیرے حق میں نار / حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار
حق میں اسکے نیک تیرے حق میں بد / حق میں اسکے خوب تیرے حق میں رد
پس بری ہے پاک ناپاکی سے ہم / اور اگر انجانی و چالاکی سے ہم
نے کیا میں حکم تا لوں فائدہ / بلکہ سو بخشش کروں بندوں پہ تا
انکے کب تسبیح سے کچھ ہوں میں پاک / بلکہ وہ خود آپ ہوجاتے ہیں پاک
میں نہ کیوں کھولوں زبان کے قفل کو / دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو
دیکھتا ہوں دلکا میں سوز و گداز / لفظ بیجا سے زباں ہو گرچہ باز
ہو زباں یا دل حقیقت یا مجاز / چاہتا ہوں سب سے میں سوز و گداز
دلمیں اپنے عشق کی آتش لگا / سر بسر فکر عبادت کو جلا
مو سیا آداب والے اور ہیں / اور سوز و تاب والے اور ہیں
سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج / کان ویراں پر نہیں عشر و خراج
گر گناہ انسے ہو مت عاصی کہو / جو ہوا پر خوں شہدا اسکو نہ دو
ہے وہ خوں پانیسے افضل بے شبہ / سو ثوابوں سے ہے بہتر یہ گنہ
گم ہو سمت قبلہ جب کعبہ میں ہو / پا برہنہ غم ہے کیا غواص کو
رہبری مت ڈھونڈ سر مستوں سے تو / جامہ چاکوں کو نہ کروا تو رفو

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخدمت شبان یعنی چرواله

ملت عشق از ہمہ دین ہا جدا / عاشقاں را مذہب وملت جدا
یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا / پیچھے چرواله کے دوڑے برملا
اس کے پاؤں کے نشانوں پر چلے / تا وہ سرگشتہ کہیں شاید ملے

١٥

رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا / مژدہ دیگر اس سے موسیٰ نے کہا
ہوگیا ہے تجھ کو اب حکم خدا / کھول تو اپنی زبان کو برملا
اب نہ تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ / جو ترا دل سوختہ چاہے وہ کہہ
کفر ترا دین ہے اور دیں نور جاں / تیری برکت سے ہے عالم میں اماں
اے معاف یفعل اللہ ما یشاء / بے محابہ تو زباں کو کھول جا
بولا اے موسیٰ نہیں میں وہ رہا / ہوگیا کچھ اور حال عالی مرا
مارا کوڑا تو نے گھوڑے کے مرے / اڑ گیا وہ عرش سے اوپر پرے
پا گیا میں گومگو کی بات کو / آفریں تجھ کو ہو تیری بات کو
کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب / شہد وحدت نے کئے ہیں بند لب
حالکو میرے کہاں پہنچے کلام / اس سے چپ رہنا ہے بہتر والسلام

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ قدس سرہا

گرچہ بھید اپنا نہ کہنے دے ہے عشق / لیک کب خاموش رہنے دے ہے عشق
ہو سکے کب بند عاشق کی زباں / گرچہ بھید اس کا نجانیں مردماں
جبکہ سمجھیں انبیا کم راز عشق / کسطرح ہوں عام پھر ہمراز عشق
بے کئے معلوم میرے دل کا بھید / کر دیا مجنوں سمجھ کر مجھ کو قید
ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل پست / لیک ہوں میں اپنے مستانہ کی مست
رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں / سب سے غلغل اس سے پر آگاہ ہوں
عشق سے اسکے ہوں میں مست و خراب / مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب
لیگیا ہے وہ ہی میرا عقل و ہوش / وہ ہی برلاتا ہے اب مجھ سے خروش
ہوں کسی دانا کی میں دیوانی آہ / شمع روئے یار کی پروانی آہ

مست ہوں پر دل مرا ہشیار ہے | جان آسودہ مگر تن خوار ہے
ہوگیا البتہ یہ مجھ سے گناہ | جان کی خاطر کیا تن کو تباہ

ہے گناہ بس یہ کہ میں رکھتی ہوں چاہ | غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ
گر گناہ ہے تو یہ ہو مجھ پر گناہ | اپنے اس محبوب کی رکھتی ہوں چاہ

عشق نے اسکے کیا جو جاں میں گھر | تن بدن سے ہوگئی ہوں بیخبر
شمع رو کا اسکا جب آتا ہے دھیاں | اندر اندر جلتی ہوں پروانہ ساں

آتا ہے جب زلف دلبر کا خیال | نوچتی ہوں اس لئے میں سر کے بال
جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار[۱] | پھوڑتی ہوں سر کو دیواروں سے مار

چہرہ گلگوں کا اسکے کر خیال[۲] | میں طمانچوں سے کروں ہوں منہ کو لال
خنجر ابرو کو اس کے یاد کر | کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر

یاد کر وہ خال روئے گلعذار | داغ دلسے ہوتی ہوں باغ و بہار
چشم میگوں[۳] اسکی جب یاد آگئیں | جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھرا گئیں

نوک مژگاں[۴] کا خیال ہو اسکے جب | سینہ چھن چھن کر مرا چھلنی ہو سب
یار کے شیریں[۵] دہن کو یاد کر | نون چھڑکوں ہوں جگر کے زخم پر

یاد آویں جب در دندان یار | گوہر اشک اسپہ کرتی ہوں نثار
ہو لب شیریں کا اسکے دھیان جب | تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب

یاد کر کے قدو قامت[۶] یار کا | کرتی ہوں شور قیامت کو بپا
یاد کر کے دلبری[۷] کی چال ڈھال | خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال

دور ساغر[۸] یاد کر کے یار کا | زہر کیسے گھونٹ بھر لیتی ہوں آہ
کر لباس و پیرہن کا اسکے دھیاں | کرتی ہوں داماں گریباں دھجیاں

یاد آوے جب سراپائے صنم[۹] | جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم
یار کی ہمبستری کو یاد کر | لوٹتی ہوں جیسے بسمل خاک پر

کر در دندان لب خنداں کو یاد | گاہ روتی ہوں کبھی ہنستی ہوں شاد
جانتی ہے خلق دیوانی مجھے | عقل سے یکلخت بیگانی مجھے

۱۶ کوئی کہتا ہے اسے آسیب ہے | کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے
حال زار من نمی داند کسے | ہستم اندر آتش غم چوں خسے

حال سے میرے کوئی واقف نہیں | ہوں میں اندر آگ کے جیسے رسی
ہے مری ایسی مثال اے مرد نیک | ناک والا ہو کوئی نکٹوں میں ایک

اسکو سب نکو بنا دیں سر بسر | عقل و ہوش اسکا اڑا دیں سر بسر
گرچہ اپنے کام میں عاقل ہوں میں | خلق کے نزدیک پر جاہل ہوں میں

جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد و غم | سنکے ہنس دیتا ہے مجھکو یک قلم
نے مرا غمخوار نے مونس کوئی | کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی

ہر کسے از ظن خود شد یار من | وز درون من نجست اسرار من
اپنی اپنی بوجھ کے سب یار ہیں | کب یہ میرے واقف اسرار ہیں

جنمیں سمجھے ہیں یہ میرا فائدہ | ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ
اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد | ہے وہی حق میں مرے انصاف و داد

درد کا میرے نہیں کرتے علاج | کرتے ہیں وہ جس سے اور بگڑے مزاج
بند کرنا کب ہے وحشت کا علاج | وحشیوں کا ہو فقط صحرا علاج

جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار | کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار
ہے کہیں ایسا کہیں زیر فلک | جائے مرہم زخم پر چھڑکیں نمک

ہے یہ کس حکمت میں درمان بخار | دیں ٹھنڈائی کی جگہ لازو نے حار
تشنگی بجھنیکا کیا یہ بھی ہے راہ | جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ

ہے کوئی آتش بجھانیکا یہ کھیل | ڈالے پانی کی جگہ جلتے پہ تیل
ہے مروت یہ کہیں تم نے سنی | دوستی کی جا کرے جو دشمنی

۱ مراد صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات صوری کہ سالک از کیفیت آں اطلاع می شود ۲ مراد تجلیات کہ در بیخودی و خواب میشوند ۱۲ ۳ مراد صفت بصیری للہ تعالیٰ نظر و عنایت بر طالبان خود ۴ مژگان مراد اشارت الٰہی

باقی صفحہ آئندہ پر

چاہتے ہیں درد عشق اس سے ہو دور / اور ہے میری زندگی اسمیں ضرور

درد جاناں کسطرح چھوڑوں بھلا / زندگی سے کیسے منہ موڑوں بھلا

مایۂ راحت ہے مجکو اس کا غم / مونس وحشت ہے مجھ کو اسکا غم

درد کی میرے دوا ہے اسکا درد / اور تپ ہجراں کی دارو آہ سرد

عشق جان محرم ہے میری جان کا / زخم غم مرہم ہے میری جان کا

عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جان کی / دائمی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی

پو ہے درد عشق سے جو جام دل / ہے تڑپنا لوٹنا آرام دل

گرچہ آنکھوں میں ہے زخم انتظار / دھوتی ہوں اسکو نسے اسکو بار بار

میں نہیں مجنوں ہوں بس ہوشیار / آتا ہے طعنہ جنوں سے مجکو عار

پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں / جاہلوں کے آگے دیوانہ ہوں میں

ہیں مسخر میری عقل و فہم عام / اور جنوں میرا ہے اک ادنی غلام

مانندم در قید زنجیر جنون / بہ کہ باشم اہل عقل و دو فنون

شیخ نے جو نکتۂ تحفہ سنے / عشق کے دل میں دُر تحفہ چنے

درد کی سن گفتگو غش کر گئے / جان و دل اندوہ غم سے بھر گئے

دل جلا سن گفت دل آویز کو / دی اجازت اشک گوہر ریز کو

تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی / دیکھ کر وہ اشک رانی شیخ کی

یوں کہا اے شیخ جاں کھونا ترا / اُسکے صحو و نیر ہے یہ رونا ترا

اسکو پہچانے اگر تو نیک بخت / یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت

اس گھڑی کیا حال ہو تیرا بتا / نور ہے یا عقل ہش تیرا بجا

گر بہ بینی یک نفس حسن و درد / اندر آتش افگنی جان و وجود

اس کے صحو و نیر ہو جب عالم فنا / عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا

جان و دل دیں جب مجازی عشق میں / کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں

اسکے اوپر کہتی ہوں میں ایک مثال / تا کہ ہو معلوم جانبازی کا حال

حکایت بطریق تمثیل

نقل ہے لڑکا تھا اک درویش کے / جو بصورت پاک طینت نیک پے ۱۷

صورت و سیرت میں بس کامل تھا وہ / خوبی عالم تھا جسم اور دل تھا وہ

حسن کا اس کے کروں میں کیا بیاں / تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشاں

پڑھتا تھا اک میر کے مکتب میں وہ / تھا بطرز ذہن و ذکا میں سب میں وہ

میر کا لڑکا جو پڑھتا تھا وہاں / شکل و صورت میں تھا یکتائے زماں

گلبن نو حسن کے گلزار کا / آشیانہ طائر انظار کا

ہو گئی ناگاہ الفت درمیاں / میر کے لڑکے کی اور اسکی بجاں

شیفتہ ایسا ہوا پسر فقیر / ایک دم رہتا نہ بے ابن امیر

ناگہاں اک روز امیر بیتو فاق / آ گیا مکتب میں حسب اتفاق

حال سب لڑکوں کا پوچھا آن کر / آخر اس لڑکے کو مفلس جان کر

حکم اٹھا دینے کا اس کے دیدیا / اور معلم سے یہ مضمون کہہ دیا

یعنی ہو گی آخرش اے اہل بر / صحبت اسکی میرزادے کو مضر

الغرض استاد نے مجبور ہو / جا کہا درویش کے فرزند کو

کہنے سے استاد کے ہو چشم تر / اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر

پھر سنا تھوڑے دنوں کے بعد یوں / ہے وہ لڑکا سخت بیمار و زبوں

تھی نہ اسکو کوئی بیماری شاق / کھا گیا تھا میرزادے کا فراق

آتش فرقت میں اسکے روز و شب / جلتا بھنتا تھا بصد رنج و تعب

عیش دنکو تھا نہ شب سونا تھا وہ / خون دل پیتا تھا اور رونا تھا وہ

کھانے پینے نے دیا اسکو جواب / خواب و راحت نے کیا آرام خواب

صحو گذشتہ سے آگے / بواسطہ وحی یا بواسطہ الہام باشد ۱۲ ۵ دہن مراد صفت متکلمی و اشارت الٰہی است ۱۲ ۶ مراد صفت معبودیۃ و سزاوار پرستش ۱۲
۷ مراد جذبہ او معشوق عاشق را ۱۲ ۸ ہر چیز کہ دراں چیز مشاہدہ انوار غیبی و ادراک معانی می کنند ۱۲ ۹ مراد جامع جمیع اعار وصفات ۱۲ ؛

بھوک زیادہ ہو تو کھا دل کے کباب پیاس غالب ہو تو دے آنکھوں سے شراب
نے کبھی ہنستا نہ کرنا بول چال غم کے کو نہیں پڑا رہتا نڈھال

حالکو اس کے کوئی اگر پوچھتا ہنس کے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا
اندر اندر کھا کے رنج یار سخت رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت

میر کے لڑکے کو جب پہنچی خبر اسکی بیماری کی پھر تو جلد تر
جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو

جا مری جانب سے یوں اکبار کہہ کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ
آ کے خدمتگار نے بعد از سلام میر کے لڑکے کا پہنچایا پیام

یوں جواب اس سوختہ جان نے دیا تیری الفت میں مرا دل پھنس گیا
تیری فرقت میں ہوا بیمار میں اب کوئی دم کا ہوں مہمان یار میں

جان لے القصہ میرا بیگماں جسم تڑپے ہے یہاں اور جاں وہاں
لوٹکر کے میرزادے کا غلام آیا اور بیمار کا لایا پیام

میر کا لڑکا یہ سن کر ناز سے بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے
یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر کہدے اس دلدادہ سے اس طور پر

گر ترا دل مجھ پہ یوں مائل ہے اب بھیجنے میں کون چیز حائل ہے اب
دل ترا رہتا ہے گر مجھ بن اداس بھیجدیتا کیوں نہیں دل میرے پاس

جا کے نوکر نے پیام جاں فزا میر کے لڑکے کا عاشق سے کہا
سن کے عاشق نے پیام دلربا ٹھہر دروازہ پہ نوکر کو کہا

بعد لمحہ بے طلب تو گھر میں آ اور طبق پوشیدہ لیجانا اٹھا
وہ طبق سربستہ لیجا کر ضرور جلد رکھنا میرزادے کے حضور

بعد اک ساعت کے نوکر میر کا حسب فرمودہ پسر اندر گیا
جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا اور زمین پر اک طرف لڑکا پڑا

ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رومال اور زمیں پر ہے پڑا وہ نونہال
وہ طباق اسجا سے جلدی سے اٹھا میر کے لڑکے کے جا آگے دھرا

۱۸ اور کہا سب اس سے جا کر ماجرا میر کے لڑکے نے پھر سنکر ذرا
اس طبق کو دیکھا جو رومال اٹھا دل تڑپتا پایا اس میں برملا

دیکھتے ہی اک لگی سینہ پہ چوٹ ہو گیا اسکا بھی دل بس لوٹ پوٹ
وہ تو دل کو دیکھے راحت پا گیا دلکو اس کے بھی مگر تڑپا گیا

دیکھے دل آرام اس کو ہو گیا جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا
پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر جا کے اس جانباز کی لا تو خبر

سنتے ہی خادم گیا واں جلد تر اور اس جاندادہ کی لایا خبر
یعنی وہ دلدادہ لڑکا مر گیا جانکو جاناں پہ قرباں کر گیا

رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہو گیا سانپ کے کاٹے کے جوں چپ سو گیا
عشق اپنا کام کر کے چل گیا گلبن نو رئے گل میں مل گیا

ہو گیا وہ جاں بحق تسلیم آہ سنکے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ
اپنے کہنے سے پشیماں ہو کے وہ ہو گیا بیہوش بس رو رو کے وہ

فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب چلگیا جب تیر ہٹ سکتا ہے کب
عاشق صادق تھا اور اہل کمال دیدیا دلبر کو جو دل بے ملال

لیکے مسکین نے اشارہ دلربا دیدیا دل کر کے پہلو سے جدا
اک اشارے میں دیا دل بخیل کر گیا اس شعر پر گویا عمل

دلدیا لاکھوں خریدے ہمنے دماغ اک کلی دیکر لیا پھولوں کا باغ
جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال کیوں نہ مٹے جاں عاشقان ذوالجلال

خلق دے مخلوق پر جان بے عنا عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا
عشق مولیٰ کچھ نہیں لیلیٰ سے کم کیوں نہ ہوں مجنوں بن اسیر یکقلم

شمع پر پروانہ ہو جل کر فنا عاشقانِ حق نہ ہو کیونکر فنا
حسن یوسف پر زنانِ مصر مست ہو کے کاٹیں جائے لیموں اپنے دست

حسن یوسف عکس حسن حق ہے یار حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار
عاشقان صورت وہم وخیال کب ہوں مثل عاشقانِ ذوالجلال

گوی شو میگر دید پہلوئے صدف غلط غلطاں وزخم چوگان عشق
عشق حق میں تو جو دے اک جانکو پاوے بدلا دس سے لیکر سات سو

عشقہائے کز پئے رنگے بود / عشق نبود عاقبت ننگے بود
حضرت تحفہ بغم پر سینہ چاک / کہہ چکی جب یہ حکایت دردناک
پھر تھرا کر گر پڑی بے ہوش ہو / آہ بھر کر رہ گئی خاموش ہو
بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش / پھر وہی نعرہ تھا اور جوش و خروش
شیخ نے اسکو پکارا اے کنیز / بولی لبیک اے سری باتمیز
یوں کہا پھر شیخ نے اے باادب / کیا مرا جانتے ہے تو نام و لقب
نام جو لیتی ہے میرا بر ملا / مجھ کو جانے ہے کہاں سے تو بتا
بولی جیسے دوست کو جانا ہے میں / اس سے اس کو خوب پہچانا ہے میں
غم میں اس کے عشق کے کھیلی ہے نرد / آپکو کھو کر کے پایا اس کو فرد
کھل گئے سب دل میں اسرار جہاں / ہے نہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں
شیخ بولے مانا میں عاشق ہے تو / پر بتا ہے کون تیرا ماہرو
کر ذرا روشن ترا ہے کون ماہ / کونسے بت نے تری ماری ہے راہ
کونسے محبوب کی عاشق ہے تو / کونسے مطلوب کی شائق ہے تو
کونسے دلدار پر مائل ہے تو / کسکی تیغ ابرو کی کمال گھائل ہے تو
کون سے ہے شعلہ رو کی سوختہ / ہے تو کس تیر نگہ کی دوختہ
ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب / ہے تو کس چاہ ذقن میں غرق اب
کونسے ہے سرو قد کی پائمال / عشق میں کس ماہ کے ہے تو ہلال
پیچ میں آئی ہے کس کاکل کے تو / ہے شستہ میں پیچ بتا کس نل کے تو
زخم خوردہ ہے تو کس چوگان کی / گیند کی جوں ہے جو غلطاں ہر گھڑی
کونسے شمشاد کی قمری ہے تو / کونسے آزاد کی قیدی ہے تو

بیان کردن بی بی تحفہ معشوق و محبوب خود را کہ محبوب من معبود برحق و قادر مطلق است

کون سے گل کی ہے تو بلبل بتا / کون ہے محبوب تیرا گل بتا
عرض کی تحفہ نے اے قطب زماں / ہے مرا محبوب خلاق جہاں
یعنی جس نے کر دیا ہے بے قصور / حرف دو سے دونوں عالم کا ظہور
عشق سے پر جان جسنے دی مجھے / یاد میں اپنے بہر موکی مجھے
مجھ کو اپنے سے تنہا سا کر دیا / نور عرفاں سے مرا دل بھر دیا

خالق کونین پر عاشق ہوں میں / مالک دارین کی شائق ہوں میں
دلربا جسنے دیا دل اس کو میں / آپ کو چھوڑ آ گئی مل اس کو میں
دل دہندہ ہی کی دلبر وہ ہوں میں / اپنے اسجان بخش کی مردہ ہوں میں
اپنی ہستی بخش پر ہوں میں فنا / میری ہستی میں ہے وہ جلوہ نما
ہوں دہندہ آبرو کی اشک ریز / اپنے عزت بخش کی ہوں خاک بیز
اپنے ہوں افروختہ پر سوختہ / اپنی شادی پر ہوں غم اندوختہ
اپنے اسیر آب سرد گل ہوں میں / گاہ قمری اور گہے بلبل ہوں میں
ہے مرا محبوب دو عالم کا رب / جسکی پاکی بولتی ہے خلق سب
جسکی وحدت کی ہے کثرت جلوہ گاہ / جسکی یکتائی کا شہد اللہ گواہ
ذات برحق بادشاہ بے بدل / فرد مطلق لایزال و لم یزل
ہے وہی معبود برحق میرا دوست / ہے وہی موجود مطلق میرا دوست
ہے مرا محبوب سر کن فکاں / جان عالم جان جاں روح جہاں
ہے مرا محبوب مطلوب و حبیب / جو ہے مجھ سے بھی بہت میرے قریب
ہے مرا معشوق وہ بلا شبہ و شک / عشق میں جسکے ہے سرگرداں فلک
جسکی پی کر کے مئے حیرت زمین / ہے پڑی بدمست بیجان و خبریں
ہے نشہ میں جسکی عبدیت کے چور / آدم و جن و ملک حور و قصور
جسکے جام عشق سے ذرات مست / فرش تا عرش موجودات مست
ہے وہی دلبر مرا وہ ہی حبیب / اور سوا اسکے نہیں کوئی حبیب
ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور / ہے اسی کی پرتوہ کا سب ظہور
حسن محبوبان عالم سر بسر / عکس حسن حق ہے یوں خود سنگ پر

۱۹

جس برانداز وہ ہے یہ خوبی خلق / عکس محبوبی ہے محبوبی خلق
اڑ گیا جب زر ہوئی ظاہر مسی / اسکے عاشق پر جب آتی ہے ہنسی
سایہ اپنے اصل کو جب چلگیا / خاک میں عشق مجازی رل گیا
ہو وے گر عاشق مجازی کو کچھ عقل / ساتھ اس سایہ کے کرتا ہے نقل
سایہ تو جا اصل میں اپنے ملا / عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا
جب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز / تب حقیقی عشق میں کر ترک و ناز
یعنی جب معشوق اسکا مر گیا / بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا
ہو گئی باہر بدن سے روح جب / ہو گیا عشق مجازی سرد سب
چشم و گوش و چہرہ سب موجود ہے / عشق تھا جسپر کہو وہ کیا تھی شے
پرتوہ حسن حقیقی کا وہ تھا / جس پہ یہ عاشق ہوا تھا مبتلا
پرتوہ جب اصل کو اپنے گیا / رہ گیا عاشق بچارہ دیکھتا
کھلگئی جب آنکھ تب فریاد کی / عشق ناقص میں عمر برباد کی
اصل اور سایہ میں سمجھا کچھ نہ فرق / چھوڑ دریا کو ہوا قطرہ میں غرق
دیکھ کر کے عکس خود دیوار پر / غش کیا اور کی نہ سورج پر نظر
آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب / اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب
جب خیال ماسوا باطل ہوا / عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا
عشق برمردہ نباشد پائدار / عشق را برحی و بر قیوم دار
عشق زندہ در روان و در بصر / میشود ہر دم زغنچہ تازہ تر
عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار / زندہ اور قائم کا کر عشق اختیار
عشق زندہ کا ہو ہر دم تازہ تر / دل میں اور آنکھوں میں باصد کروفر
ماسوا حق کے جو کچھ موجود ہے / شکل ہستی ہے و لے نابود ہے
بند کر آنکھوں کو کر دل سے نظر / ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر
غیر ہی کب ہے وہ ہے موجود یار / اول و آخر نہان و آشکار
ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک / دو نظر آتے ہیں احول کو ولیک
۲۰ احولی کو دور کر کے کر نظر / ہے وہی خورشید ہر جا جلوہ گر
ہیں اسی دریا کی سب موجیں ضرور / گرچہ رنگا رنگ ہے ان کا ظہور
شمع گر لاکھوں تجھے آویں نظر / ایک ہی جب نور ہر جاوے نظر
ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک / عقل اس کثرت سے حیراں ہے ولیک
آئینوں کو دیکھ کر کے رنگ رنگ / عقل جزوی اس تکثر سے ہے دنگ
پوچھے آئینوں کی کثرت سے تو گر / حق کے اسماء و صفات ہیں جلوہ گر
دس عدد ہوں یا ہزار ہوں یا کہ ہو / ہر اک ان کا ایک سے خالی نہ ہو
وہ نہیں جسمیں نہیں وہ جسمیں ہو / وہ بھی ہے ناچیز اے اعداد جو
یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے ہیں نہ تو / ہے وہی نور منزہ چار سو
ذرہ کہ دو نہ بڑھ اور دو نجان / جان اسمیں آپکو محو نہان
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں میں / ہے یہی بہتر کہ چپ رہتا ہوں میں
ہے ہمائے وحدت اب پرواز پر / آوے کب دام سخن میں اے پدر
قطرہ میں دریا سماوے کس طرح / ذرہ میں خورشید آوے کسطرح
باد اندر مشک آسکتی ہے کب / آگ پنبہ میں سما سکتی ہے کب
کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ / نور میں ظلمت کو ہو کسطرح راہ
شیخ سری یہ سخن تحفہ سے سن / رہ گئے حیران و ششدر بے سخن

رجوع بقصہ

سنکے اس سے بیدل میٹھے کلام / قند وحدت سے ہوئے شیریں کام
کرکے اس سے گوہر معنی بگوش / شربت توحید کو بس کرکے نوش
یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا / روئی اور رکھ ہاتھ یہ دلبر کہا
جاہلوں نے کرکے باہم مشورہ / بند مجھ آزاد کو بس کر دیا
بعد ازاں اک دھر کو گر پڑی / شیخ نے جانا گئی مر اس گھڑی
ہوش جب آیا تو پھر اس نے پڑھے / چند شعر اپنے مناسب حال کے
دیکھ اس کی حالت مضطر کو شیخ / اور سن کر قصہ بے سر کو شیخ
صاحب بیمارخانہ سے کہا / بہر حق کر اس دلبہ کو رہا

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ
آہ ودے بحر لئے وحدت کو تو چھوڑ

کر تو آزاد دو عالم کو آزاد
دو جہاں میں تاکرے حق تجھکو شاد

پھر کہا یوں شیخ نے اے خستہ جاں
اب چلی جا تیرا دل چاہے جہاں

قید میں ظاہر کی میں کیا قید ہوں
قید باطن کی دلسے پابند ہوں

طوق زنجیر اور یہ زنداں میرے اب
اک اشارہ میں فنا ہوتے ہیں سب

قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو
تا ترے بر لادے حق امید کو

سنکے اسنے طوق اور زنجیر توڑ
انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ

عرض کیا تحفہ نے اے والا گہر
میرے جانیکا ٹھکانا ہے کدھر

شیر معنی ہو نہیں آزاد دو کون
بند کرسکتا ہے اب مجھ کو کون

کیا نہیں تم نے سنا اے خوشخصال
قید میں منصور کی قوت کا حال

حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ

قید میں جسدم کیا منصور کو
فانی حق غرق بحر نور کو

ساتھ اس کے تھے تین سو اور چند
اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند

یوں کہا سب نے یہ گر ممکن ہے جو
کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو

ہاں اگر چاہو تو دو ہیں تمکو چھوڑ
اک اشارے میں تمہارے بند توڑ

قیدیوں نے آپکو دیکھا جو خاص
بند اور زنجیر سے بالکل خلاص

اور ہیں درباں دروں پہ مستعد
پہرے اور چوکی کے اوپر مستعد

شیخ کے کرتے ہی زنداں پر نظر
ہو گئے پھٹکر کے دیوار دمیں در

بولے سب تم کیوں نہیں چلتے ہو گھر
یوں کہا جانا ہے مجھ کو دار پر

بعد اس کے حکم سے دل دار کے
ٹکڑے ٹکڑے ہونگے جسم زار کے

میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند
کردیا ہے بند میں بندہ کے بند

اس کی مرضی پر ہونگی دلسے بند
ہو جدا میرا یہاں گر بند بند

شیخ سری نے کہا ہنسکر کے یوں
ہے عجب تو نکتہ داں اے ذوفنوں

بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ
تم اگر چاہو تو دو نہیں سبکو چھوڑ

یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس
قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہراس

پھر اشارہ جو کیا انگشت سے
بند و دست و پا سے انکے گر پڑے

عرض کی سب نے کہ اے شیخ بلند
کس طرح جائیں در زنداں ہے بند

یوں کہا منصور نے پھر کیا ہے ڈر
کہہ کے یہ ادر کی سوئے زنداں نظر

پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل
اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل

ہے مرے سینہ میں اک سر نہاں
دار پر جاکر کروں گا میں عیاں

اس طرح میں بھی ہوں حکم حقیں بند
امر تلخ اسکا ہے مجھ پر مثل قند

اس مرے محبوب نے کردی مجھے
اپنے اک بندے کی میں بندی مجھے

گر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی
ورنہ صابر ہوں نہ میں گھبراؤنگی

اس سخن سے ہوگیا اب آشکار
میں ہوں مجنوں اور تو ہے ہوشیار

شیخ اور تحفہ بہم آپس میں باز
کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز

ملاقات شدن شیخ سری سقطی از تاجر مالک تحفہ

تاجر دل خستہ سینہ سوختہ
پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ

آگیا باہر سے اندر ناگہاں
جانب زنداں بندی بے اماں

آکے داروغہ نے یوں اس سے کہا
ہے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا

شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا
فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا

بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر
رکھدیا پھر شیخ کے پاؤں میں سر

ہے ادب مجھ سے گدا کا بے شمار
شاہ معنی کو کیا ہے دخوار

ابلہان تعظیم مسجد می کنند
در جفائے اہل دل جد می کنند

پاس اس کے بیٹھے ہیں حضرت سری
سنکے یہ خوش ہوگیا وہ اس گھڑی

بولا برکت سے دعا کی ان کی اب
مشکلیں آسان ہونگی میری سب

شیخ بولا ہوش کر اے باتمیز
مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنیز

لائق تعظیم پر تو ہو ستم
اور ہو نالائق معظم محترم

کب سے مسجد حجر درون اولیا
کیونکہ ہے واں جلوہ فرما کبیا

۲۱

کیا نظر بندی ہے اے دانائے راز / باز کو پشہ کہیں پشہ کو باز
ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار / خار کو جانتے ہیں گل اور گل کو خار
چاہ کو جانتے ہیں رہ اور رہ کو چاہ / شاہ کو مسکیں کہیں مسکیں کو شاہ
نیک کو جانیں ہیں بد اور بد کو نیک / ایک کو سمجھیں ہیں سو اور سو کو ایک
غم کو شادی جانیں اور شادی کو غم / نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم
خوار کو سلطان سلطاں کو ذلیل / دانا کو نادان اور ناداں کو عقیل
سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل / اہل کو نااہل نااہلوں کو اہل
عاقلوں کو جانتے مجنون ہیں / اور جو ہیں مجنوں انہیں عاقل کہیں
خلق جسکو جانتی سردار ہے / پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے
اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار و ذلیل / ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل
اس کنیزک کو کہ ہے سلطان جان / کس لئے رکھا ہے خوار و مستعان
کیوں کیا اس گلبدن کو خوار و زار / کیوں کیا اس آئینہ کو پر غبار
جان کو اپنی ستاتا ہے کوئی / خاک میں زر کو ملاتا ہے کوئی
کیوں اس آزاد دو عالم کو کیا / قید میں اسکا سبب مجھ کو بتا
کر بیاں اس کی حقیقت مجھ سے تو / اول اور آخر سے یکسر مو بمو
حال کیا رکھتی تھی اور کیدھر رجوع / یہ جنوں اسکو ہوا کیونکر شروع
ہوگئی ہے کب کب سے یہ زحمت اسے / کتنی مدت سے ہے یہ حالت اسے
اشک سے لعل و گہر کرکے نثار / شیخ سے کی عرض تاجر نے کہ یار

بیان نمودن تاجر حال تحفہ را رحمہا اللہ

سنیئے مجھ سے قصۂ تحفہ بہ ہوش / عشق کے کیجئے در تحفہ بگوش
سنیئے ساتھ اس کے کہا نیکو مری / اس بلائے ناگہانی کو مری
کان دیجئے تا مرے دلکا دھواں / نکلے راہ گوش سے کچھ تو اس آں
ایکدن پھرتا تھا میں بغداد میں / آگیا اک کوچۂ بیداد میں
خلق کا دیکھا وہاں اک اژدہام / گر رہی تھی قند پر جیسے ہوام
ایک سے پوچھا میں کیوں ہے یہ ہجوم / ہے کہا اک فتنۂ تحفہ کی دھوم
بکتا ہے اک شاہد خورشید فام / جنتی تحفہ ہے تحفہ اس کا نام
دیکھ اس کو شمع رو و گلبدن / سب گئے ہیں بلبل و پروانہ بن
وصف اس گلرو کا جب مجھ پر کھلا / دل میں پھول اسکی تمنا کا کھلا
جلوہ آں ماہرخ از راہ گوش / برد از تاجر روان و عقل و ہوش
الغرض میں بھی عزیمت کو بڑھا / بہر تسخیر پری آگے بڑھا
دیکھا رخ اسکا تو پایا جلوہ گر / کان سے بہتر ملی مجھ کو نظر
نور کا پتلا عجب دیکھا عیاں / جسکی ہے تعریف میں قاصر زباں
ہیں خریدار اسکے صدہا پیش پا / قیمت اس کی کرتے جاتے ہیں سوا
سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا / اس کی قیمت دونگا میں سب سے سوا
یاں تلک لایا کہ جو اندر شمار / آئے درہم اسکی قیمت بیس ہزار
لے لیا میں مول آخر کو بجاں / فتنۂ دوران آشوب زماں
آیا خوش ہو کرکے پھر میں جلد تر / خانہ ویراں گر کو لیکر اپنے گھر
خوبی و حرفت کا تھا بس اسکے غل / خاطر عالم رہی تھی اسپہ ڈھل
سر سے پا رکھتی تھی زیبائی بنا / پر عیاں چہرے سے سودائی بنا
شوق کی پیکر کے اکدن بنگ کو / تھی لگی گانے بجانے چنگ کو
تھا زباں پر یہ کہ ہے فریاد رس / کون تجھ بن بیکس و بیکس کا کس

اظہار شدن عشق تحفہ و زور شور او

چارۂ بیچاری کا بیکس کا رفیق / مایۂ بے مایہ کا بیکس کا شفیق
دستگیر ناتواں عاجز نواز / مستغیث عاجزان چارہ ساز
دلدہندہ بیدلاں عاشق نواز / مرہم زخم دلان پاک باز
مرے دلبر مرے جانکے حبیب / ہے مرے نزدیک دور و نکے قریب
پردۂ دل میں مرے لی تو نے جا / خلق کے در پر مجھے دی تو نے جا
پر ہے تیرے عشق سے سب تن مرا / خلق کے ہاتھوں میں ہے دامن مرا

بندگی تیری ہے میری زندگی / غیر کا کر دفع بندہ بندگی
دوجہاں کا دل سے میرے غم گیا / تخم الفت تیرا دل میں جم گیا
بیکسوں کا تو ہے کس بیکس ہوں میں / دستگیری کر کہ بس بیبس ہوں میں
کہہ کے یہ پھر بے تحاشا رو پڑی / کھولدی مژگاں سے مرجاں کی لڑی
ماسوا کی آرزوئیں توڑ دیں / آرزوئیں دل سے اپنے چھوڑ دیں
بول اٹھا ہر ایک کسی سودا سے آ / سر میں اس زیبا کے سودا پڑ گیا
عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر / پار دل کے ہو گیا سینہ کو چیر
پر ہوا روشن نہ وہ ہے کون ماہ / کونسے بت نے ہے مارا اس کو آہ
گذرا اس حالت میں اسکو ایکسال / کھانا اور پینا تھا اس پر سب وبال
انس رکھتی تھی غم بے ڈھب سے یہ / بھاگتی تھی مثل وحشی سب سے یہ
آہ نالہ سے اسے الفت کمال / اپنے بیگانے سے تھی وحشت کمال
گاہ سر رہتی تھی دیواروں سے پھوڑ / گاہ جا جنگل میں دروازں کو توڑ
نوچتی تھی گاہ اپنے سر کے بال / گہہ طمانچوں سے کرے تھی منہ کو لال
ہے قسم تیرے جمال پاک کی / دام غم میں تیرے جیسے میں پھنسی
ہر رگ و پے میں سمایا ہے تو ہی / غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی
ہاتھ سے اس کے تو کر مجھ کو خلاص / کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص
بعد ازاں اٹھ کر کے توڑا ساز کو / اور کیا رونا شروع اور ہائے ہو
جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا / تاجر اور ساتھ اسکے سب چھوٹا بڑا
تیر عشق پھینکا کسی خوش ماہ نے / زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے
لیک کی ہر چند سب نے باہنر / جستجو اسباب کی ادھر ادھر
ماری تیغ عشق کس معشوق نے / زخم دل کھایا جو اس معشوق نے
عیش دنکو تھا نہ سو نا رات کو / لب یہ خنداں نے زباں سے گفتگو
تھی گریباں سے عداوت ہاتھ کو / تار دامن میں نہ چھوڑے بات کو
شور افغاں کی کبھی تھی دھوم دھام / گاہ خاموشی سے رکھتی تھی کلام
رات بھر ہنستی تھی یا روتی تھی یہ / مجکو سونے دے نہ خود سوتی تھی یہ
کام تھا گریہ ہے اسکو روز و شب / جان میری اس سے آئی ہے بلب

۲۳

مقید کردن تحفہ را در بیمارستان وبیان زور شور او در غلبۂ عشق الٰہی نو

گرچہ تدبیریں کریں میں سو ہزار / ایکسے بھی پر کیا اس پر نہ کار
کر کے بس آہن دلی سب نے بذوق / کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق
اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی فغاں / عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں
جیسے اب تک وہ ہی دیوانی ہے یہ / عقل و حس اپنے سے بیگانی ہے یہ
کھانا پینا ترک اس کا ہو گیا / خواب اور آرام اس کا سو گیا
نقل غم اس کا ہے رونا ہے شراب / لوٹنا جگنا ہے بیہوشی ہے خواب
ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا / عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا
ہو ہے روشن جس جگہ شمع بلا / اپنے دے پروانہ جان کو جلا
ہے محبت اس کو وحدت سے سدا / دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا
جبکہ بگڑا اور بھی اس کا مزاج / بند کرنا ٹھیرا آخر کو علاج
چشم سے جاری تھا اسکے خونکا نال / پڑھ رہی تھی شعر اپنے حسب حال
جس کا سب مضمون سوز و درد تھا / گریہ و افغان و آہ سرد تھا
دشمنی ہے خویش داری سے اسے / ہمدمی ہے آہ و زاری سے اسے
کھا کباب دل لگی ہے بھوک اگر / جب پیاسی ہو پیئے خون جگر
راحت اور آرام اس پر شاق ہے / اور تڑپنے لوٹنے میں طاق ہے
گر ہنسے تھوڑا بہت روتی ہے یہ / رنج و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ
غش ہے اپنی بیخودی مستی پہ یہ / مرتی ہے نت نیستی ہستی پہ یہ
اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے / شور و غل میں شہرۂ آفاق ہے

اسکی آنکھوں کو ہے نت رونے سے عشق
اشک کو میل خودی دھونے سے عشق

اور جو پوچھو سب مری پونجی ہے یہ
گنج دولت کی مرے کنجی ہے یہ

رکھتا تھا امید تالوں میں بفور
ہم مثل قیمت کے اس پر سود اور

رکھتی ہے ظاہر جو یہ حسن وجمال
اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال

شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر
جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر

فن موسیقی میں رکھتی ہے کمال
قال سے اسکی ہو عالم اہل حال

ذوق میں آکر کے یہ گاتی ہے جب
مست ہوتے ہیں در و دیوار سب

واسطے نغمہ کے جب کھولے زباں
جا کے آتی ہے تن مردہ میں جاں

ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ
صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ

جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو
ہوتی ہے برپا قیامت چار سو

اسکی اس حالت نے اے والاخطاب
کردیا ہے عیش میرا سب خراب

باہمہ حال اسکو میں سوز دو نار
ہے خریدا دیکے درہم بیس ہزار

کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر
جس سے اسکو چاہتا ہے ہر بشر

جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے دھوم
شوق کا خلقت کی ہے اس پر ہجوم

یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ
دل کو اک نغمہ میں لیجاتی ہے یہ

جو کوئی آواز کو اس کی سنے
ذوق سے دو دو پہر سر کو دھنے

لحن داودی اسے حق نے دیا
اور دم عیسیٰ اسے حق نے دیا

بلبل روح اسکا سن آواز چنگ
جائے گلزار ارم کو بیدرنگ

مرغ دل پرآں ہو جب کھولے زباں
ہو صدا سے اسکی حیران کل جہاں

اور سوا اسکے ہیں جو اس میں کمال
اس سے واقف ہے خدائے لایزال

پرسیدن شیخ سری سقطی از تحفہ مطربہ حقیقت حال او

سنکے سری نے کہا تحفہ سے یوں
سچ ہے کیا تاجر بیاں کرتا ہے جوں

حال دل کچھ تو بھی کہہ اپنا بیاں
دست بر دل دیدہ تر کھولی زباں

روئی اور ہنسکر کہا اے شیخ دیں
سچ کہا تاجر نے گرچہ سچ نہیں

کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی
حال سے میرے نہ واقف ہر کوئی

یعنی دوست نے مرے دل سے کلام
تھی زباں محبوب اپنی اسمقام

لے لباس کو حبّہ الفت کو میں
پر نہ چھوڑا اس در دولت کو میں

سب گناہوں کو مرے کرکے معاف
کی عطا جنت مجھے بے اختلاف

فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں
صبر باغ وصل میں مشغول ہیں

پھر کئی اشعار عربی کے پڑھے
جنکے معنی میں نے ہندی میں لکھے

بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول
کرلیا حق نے مجھے پاک اور قبول

جو کہا مانا میں رغبت سے اسے
ہوگئی حاضر پکارا جب مجھے

ایک جنت کیا جو اس کا ہو رہا
ہوگیا وہ وارث ہر دوسرا

لطف حق نے کرلیا مجھ سے پسند
زہر ناقص تلخ و تیرہ مثل قند

ذکر عطا بی انتہائے الٰہی در عبادت بندگان خود

زند نا مرغوب ناچیز وحقیر
فضل سے لکھی اسے نعمت کثیر

ہے یہ فضل ولطف اسکی ذات میں
پونچھ لیکر دے ہے موتی ہاتھ میں

سنگریزہ لیکے دے لعل وگہر
لے ہے مشت خاک دے ہے سیم وزر

نے گل پژمردہ دے گلشن تجھے
بدلے اک دن کے دے خرمن تجھے

لیکے تجھ سے کوزۂ آب خراب
جام کوثر دے ہے با مشک وگلاب

سجدۂ سر جو نہیں جز خاک و خوں
بدلے اسکے دے ہے قرب بیچگوں

چشم نم لے دے ہے یم رحمت تجھے
آہ دل لیدے دم وصلت مجھے

لیکے شاخ خشک دے بستان تر
بدلے اک دینار کے دے کان زر

لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور
لے ہے گندہ پیر دے حور وقصور

ہیں جو اعمال جوارح خاک باد
لیکے دے نعمائے جنت نامراد

دست تا بال و پر دے اور زباں
دل کے بدلے جان جان کون جان

لطف احساں کا ہو اس کے کب بیاں
بخشدے ادنیٰ کو اک ملک جہاں

تخت پر بخشش کے جو ہو جلوہ گر
بندۂ عاجز کو بخشے تاج سر

پشہ کو شہباز کے دے بال و پر
روبہ مسکیں کو طاقت شیر نر

ذرہ کو خورشید کر دیتا ہے وہ
قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ

وہ ہوا اس کا جواب اسکا ہوا
وہ ہوا اسکا تو سب اُسکا ہوا

ہوش کر اے یار بہر وصل جاں
مزرعہ دنیا ہے کچھ بولے یہاں

چند ایام اندر عمر مستعار
کر کے طاعت لے حیات پائندا

وہ حیات جاوداں بے انتہا
گرد جس کے نیستی ہرگز نہ جا

پیش عقبیٰ دنیا اک ساعت ہے بس
ایک ساعت وہ بھی بیراحت ہے بس

ہے کہاں افسوس تیری ہوش و عقل
سانس تیری رائیگاں کرتی ہے نقل

مت کر ان انفاس خوش کو خوار و زار
غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہوشیار

تین دن کے عیش پر مت ہو تو شاد
آخر ہو مثل عقیمہ نامراد

خوش تو سب چھوڑ کر مر جائے گا
جز ندامت کے نہ لیکر جائے گا

تو حیاتِ جاوداں چاہے اگر
پہلے مرنیسے جاگا ورنہ مر

آفریں جاں کو جو اسکی رہ میں جا
مرحبا سر کو جو ہو اس پر فدا

مرنا اس رہ میں ہے رشک زندگی
ہے یہ مرنا زندگی پائندگی

عہد و پیمان ازل کو یاد کر
ذکر حق سے ملک دل آباد کر

غفلت و نسیاں سے رہ تو دور تر
پاس کر انفاس کا اے بیخبر

پاسبان ذکر کا رکھ زور و شور
تا نہ آجائے کہیں غفلت کا چور

ایک دم نسیاں اگر تجھ کو ہوا
عمر کی دولت سے لیجا گا چورا

ایکدم غافل نہ رہ کر ذکر حق
تا نہ آئے غیر ذکر و فکر حق

غیر حق کو دل سے اپنے دور کر
نور کے جلوہ سے دل معمور کر

ذکر کر مذکور تا ہووے عیاں
نی کہ ہو جس ذکر سے جاری زباں

ذکر تن طاعت ہے ذکر دل حضور
ذکر سری نور ہستی سے نفور

۲۵ ہے مشاہدہ حق کا ذکر روح یہاں
رویت اور دیدار ہو اُس دن وہاں

ذکر لفظی عارضی ہے اے عزیز
ذکر روحی جوہری ہے اے عزیز

جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر
اس گھڑی ہو سر بسر تو کان ذکر

ذاکر اور مذکور ہو جا ایک بار
غیر حق کی کب رہی باقی شمار

ہو ترے دلمیں جہاں جان عیاں
جسکے اک دریا کا قطرہ یہ جہاں

یہ جہاں نم ہے وہ یم بے انتہا
نم کو ہے اس یم سے بس نشو و نما

پیش خورشید کرم اے جان غم
ہیں یہ دونوں ماہ خور ذرہ سے کم

الغرض برق تجلی نہاں
پھونک کر دے تجھے بس بےنشاں

بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں
ہو ترے ہر جز دے جو کچھ عیاں

جب کرے عشق احد دل سے ظہور
میم احمد درمیاں سے ہووے دور

دل سے جسدم عشق کا شعلہ اٹھا
جز احد کے کون اے احمد رہا

بند کر امداد اب آگے زباں
قصۂ تحفہ کو کر ہم سے بیاں

رجوع بقصہ و خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھ کر کے حال و قال
پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال

خاطر نادر میں اپنے باکمال
بو یا ایک اسکی تمنا کا نہال

اور کہا دلمیں کہ لڑکوں سے گہر
مول لینا ہے بہت آسان تر

دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر
اور ہے تاجر طفل ناداں بیخبر

حقہ پر لعل سربستہ ہے یہ
لے تو اسکو کھول دے زر کی گرہ

گرچہ تیرے پاس اک درہم نہیں
لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں

شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا
بیچ میں تحفہ کو دو [illegible] سکی بہا

بیچتا ہے تو اگر لے تا ہوں میں
جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں میں

جسقدر زر چاہئے تجھ کو سو لے / لیک تحفہ سیمبر کو مجھ کو دے
عرض کی سنکر کے تاجر نے کہ آہ / ہوگیا ہوں فقر سے میں تو تباہ
میں تو لشکر ہوگیا اس پر فقیر / کب ہے تم پاس اسقدر دولت کثیر
تم ہو خود مسکیں کہاں تم پاس زر / جو خریدوگے اسے لے بہر در
جوکہ نقد و جنس میرے پاس تھا / سب کا سب میں اسکی قیمت میں دیا
ہوگیا محتاج سب کچھ صرف کر / نے کنیزک ہاتھ میں ہے اب نہ زر
بے رہا نہ وہ میں بیکس رہ گیا / مثل عاشق بیدل و بیدل رہا
آہ صد افسوس اب میں کیا کروں / کس سے جا اپنی مصیبت کو کہوں
شیخ نے اس سے کہا ٹک صبر کر / لاتا ہوں میں اسکی قیمت بےخطر
بعد ازاں اٹھکر کے با آہ و بکا / روتے روتے شیخ اپنے گھر گیا
گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس ایک دانگ / جز دعا و گریہ و افغان و بانگ

مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ رحمہا اللہ

جاکے بس حیران تنہا بیٹھ کر / رات بھر روئے بصد سوز جگر
عرض کرتے تھے کہ اے پروردگار / حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار
پاس میرے کچھ نہیں پر اے جواد / ہے ترے فضل و کرم پر اعتماد
کردے اس دم اپنی رحمت کی نظر / مجھ غریب و مفلس و نادار پر
کھول گنجینہ کرم کے اپنے در / اور عطا کر تحفہ کی قیمت مجھ کو کر
سرخرو کر مجھ کو تاجر کے حضور / وعدہ کر آیا ہوں میں اس پر ضرور
ہو مرا یا رب تو اب حاجت برار / کر نہ مجھ کو سامنے تاجر کے خوار
بحر حق ہو بحر رحمت موجزن / کر مجھے رسوا نہ اندر مرد و زن
شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر / آگیا دریا کرم کا جوش پر
لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر / ناگہاں ٹھوکا کسی نے آکے در
کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر / با لباس فاخرہ روئے منیر
ہے کھڑا در پہ با آداب تمام / اور شمع روشن لئے ہمرہ غلام
اور کئی ہمراہ خادم با ادب / تھیلیئں پر زر لئے ہاتھوں میں سب
کون ہے پوچھا دیا اسنے جواب / ہوں میں احمد بن مثنی اے جناب
شیخ نے اس سے کہا اسوقت تو / کیسلئے آیا کہا اے نیک خو
مجکو اس رات اے ولی باخدا / خواب میں یوں پہنچی ہاتف کی ندا
یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں / جاکے سری کی نظر کر اس زماں
دیکے سری کو کر اسکا جی خوشی / جان تو اس کی خوشی میری خوشی
آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں میں / ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں میں
شیخ نے سن مژدۂ راحت فزا / سجدۂ شکر حق کی نعمت کا کیا
صبح ہوتے ہی ادا کر کے نماز / باہر آئے شیخ با شوق دراز
میر کو لے ساتھ اپنے با شرف / لیگئے تشریف تحفہ کی طرف
ہاتھ احمد کا پکڑ اک آن میں / لیگئے اسکو بیمارستان میں
دیکھا جو صاحب بیمارستان کو / بیٹھا ہے آنکھیں لگائے چار سو
شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا / عرض کی آؤ کہ اب مجھ پر کھلا
یہ کہ درگاہ خدا میں بے گماں / قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں
غیب سے کل آئی مجھ کو یوں ندا / بے شبہ تحفہ ہے مقبول خدا
چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو رب / فضل رب کا اسپہ ہے ہر روز و شب
ہے خدا کا قرب اسکی جان میں / نور عظمت اسکو ہے ہر آن میں
شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی / اور یہ کی اس سے مناجات اسگھڑی
یعنی خوش بیٹھی تھی میں اے کبریا / تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا
حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا / وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا
خلق میں مشہور کر کے اے خدا / کردیا مجھ کو بلا میں مبتلا
بند محکم میں ہے جو ہے مشتہر / ہے یہ بند آہن سے بھی بس سخت تر
خلق میں جو ہوگیا مشہور تر / کھل گئے سو آفتوں کے اسپہ در
غیرت و رشک و حسد غصہ و خشم / بغض و حرص و دشمنی کینہ و خشم

۲۶

ہر طرف سے اس کے اوپر کر ہجوم
مرکز عزلت ہو گمنامی کی راہ
شب قدر سے قدر کم ہو نیکی پوچھ
آگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں
شیخ نے پھر پیش کی ہمیان زر
قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا
رو کے تاجر نے کہی آخر یہ بات
جانسے میری طرف مائل ہے یہ
اب اگر دنیا کی دولت دو تمام
اور جو کچھ ہے سیم و زر اسکے سوا
حق کی مرضی پر لٹا تاجر نے گھر
اور کہا گویا کہ رب العالمین
مجھ سے راضی ہوتا اگر پروردگار
پاس میرے مال و زر جتنا ہے اب
الغرض دولت لٹا کر میر ے
پڑ گیا تحفہ کی برکت کا اثر
عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا
عشق کے دریا میں خود تھی غوطہ زن
کر لیا اپنا سا سبکو یک بیک
پکڑے خربوزہ سے خربوزہ تو رنگ
تو بھی ہو کامل کا بھائی ہمنشیں
ہو وے اُن مرغابیوں کے ساتھ ساتھ
گرچہ ہو تو سنگ و آہن سے تبر
رات اندھیری اور رہ میں گھاٹیاں
خدمت کامل کو کر تو اختیار

آن کر برسے ہے جیسے ابر جھوم
آفتِ شہرت سے جب پکڑے پناہ
عظمت عزلت کو اسم اعظم سے پوچھ
آنسوؤں کی سیل چہرہ پر رواں
عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر
اس سے اسکو کب کروں دلسے جدا
خواب میں حق نے کہا مجکو یہ رات
ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہے یہ
کب قبولوں اسکو میں اے نیکنام
وہ بھی میں نے سب فقیروں کو دیا
باندھ لی مولیٰ کے رستہ پر کمر
خویش مرے اعمال سے ہرگز نہیں
مال میرا ہوتا تحفہ پر نثار
خالصاً للہ دیا میں سب کا سب
رکھا بار فقر سر پر میر نے

گر نوان آفات سے چاہے پناہ
جیسے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار
قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو
شیخ بولے غم نہ کر آیا ہوں میں
میں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو اب
پھر بڑھائے اور درہم چند بار
یعنی ہے مقبول حق تحفہ ضرور
ہوگیا جب ظاہر اس کا مرتبہ
خالصاً للہ اب میں بالیقیں
کر دیا سب کچھ رہ حق میں نثار
میر نے جو حال تاجر کا سنا
جو رہا محروم اس حرکت سے میں
شیخ سے پھر میر بولا بھر کے آہ
چھوڑ کر کے حشمت و جاہ و سریر
دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر

دامن عزلت پکڑا اور امن چاہ
کیا قدر جانے وہ گمنامی کی یار
بیٹھ کر خلوت میں گم کر آپ کو
جس کا تو طالب ہے وہ لایا ہوں میں
قیمت اسکی دیسکیگا کوئی کب
بڑھتے بڑھتے پہنچے تا چالیس ہزار
پاس میر سے خویش بیگانہ سے دور
کر سکے کون اسکی اب بیع و شرا
کر دیا آزاد تحفہ کے تئیں
تا کروں حاصل رضائے کردگار
ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا
جل گیا سر تا قدم حسرت سے میں
تم رہو اسباب کے میرے گواہ ۲۷
راہ میں حق کی میں ہوتا ہوں فقیر
باندھ لی مولیٰ کی مرضی پر کمر
کر دیا یکلخت سب کو راہ پر
گھر دئے ہمسایوں کے سب ہی جلا
پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ زن
صحبت کامل نہ دے کیوں کر ثمر
سنگ و آہن جس سے ہو وے لعل و زر
پھر شکار معرفت کا کر شکار
صحبت نوری سے دیکھے سو بہار
تا خدا تیرا ہو یار اور غمگسار
رکھ ستاروں پر نگاہ تا ہو پناہ
زخم خور چوں گوی شو چوگاں مباش

بیان تاثیر صحبت کاملان و تحریص صحبت و خدمت ایشاں

جو گرے کان نمک میں ہو نمک
زنگ عارف کیوں نہ دے پھر تجکو رنگ
تا وصال حق ہے ہو تو ہم قریں
تا کہ ہو حاصل تجھے آب حیات
صحبت کامل سے ہو لعل و گہر
بے شمع جانا بلا کی ہے میاں
دین و دنیا کے ہوں نا سب درست کار

جوہر کا ہو سنگ و شجر میں جب اثر
ہوئی بس اکسیر کامل کی نظر
ہو نوان شیر انکے قدموں پر نثار
خاک سے کم ہے جو ہو خاکی کا یار
ڈھونڈ حق کے یار کو اے مرد کار
بحر مقصد بیکراں اور دور راہ
تا نوانی بندہ شو سلطاں مباش

خاک پائے کاملاں ہوائے بسر بہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر
درد کی برکت نے تحفہ کی غرض کھو دیا ان سب کا روحانی مرض
اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر ہو گئے اکسیر سے جوں مثل زر

آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گریختن او از خلق

تحفہ بند بندگی سے جب چھٹی شیر غراں کی طرح وانسے اٹھی
جسم سے پوشاک پھر کر کے جدی تن پہ اک کملی پرانی ڈال لی
سب لباس فاخرہ تن سے نکال ٹاٹ کا ٹکڑا لیا اک سر پہ ڈال
جائے اطلس کر لیا تن پر پلاس ترک دل سے کر دیا راحت کا پاس
عقل کی چادر کو کرکے چاک چاک عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ خاک
پیرہن عریانی کا اک کرتہ لیا مفلسی و فقر کا توشہ لیا
اشک کے دانوں کی لی تسبیح بنا اور عصائے آہ ہاتھوں میں لیا
باندھی بیتابی کے پٹکے سے کمر اور مصلی عجز کا مونڈھے پہ دھر
درد و رنج و غم کو کرا اپنا رفیق پکڑا شہر نامرادی کا طریق
اور کیا آنکھوں سے جاری بحر خوں شیخ سرتی نے کہا پھر اس سے یوں
وقت ہنسنے کا ہے نے رونے کا اب کر دیا آزاد حق نے تجھ کو جب
آہ بھر کر عرض کی تحفہ نے یوں واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں
اس سے اسیر روتی یا ہنستی ہوں نہیں واسطے اسکے ہی جاں کھوتی ہوں میں
بھاگتی ہوں اس سے میں اسکی طرف اور رونا اس سے ہے اس پر صرف
چاہتی ہوں اس سے اسکو خاص تر دل سے مائل ہوں میں اسپر سر بسر
جبتلک اس تک نہیں پہنچونگی میں جان کو اپنی یونہی کھوونگی میں
جبتلک ہوگا نہ دلبر کا وصال پائے فرقت میں رہونگی پائمال
ماہی بے آب کو کب ہو قرار ہو نہ جبتلک بحر تک اس کا گزار
۲۸
ہو قرار و صبر کب بلبل کو آہ جبتلک دیکھے نہ روئے گل کو آہ
تا نہ دیکھونگی لب دندان یار میں رہونگی خون دل سے اشکبار
تا نہ دیکھوں شعلہ رخسار ماہ میں رہونگی غم سے جل جل کر تباہ
اسکے سودائی محبت میں تباہ جان اور تن کو کروں گی میں فدا
تا نجاؤنگی میں اس گلگوں سے مل غنچہ ساں پر خوں رہے گا میرا دل
گرچہ ہے دلبر مرا ہر لحظہ پاس لیک مستسقی کی کب بجھتی ہے پیاس
گرچہ ہے ہر دم نیا جلوہ وصال پر ترقی پر ہے عاشق کا خیال
اے برادر بینہایت درگہی است ہر چہ بر وے میرسی بروے مایست
کہہ کے یہ اور اٹھ کے بازاری وآہ چھوڑ کر سبکو لیا جنگل کا راہ
وانسے دامن جھاڑ کر وہ چاک جیب ہو گئی مثل پری اکدم میں غیب
شیخ اور تاجر وغیرہ بعد ازیں باہر آئے دیکھا تحفہ کے تئیں
ڈھونڈا ہر چند سب نے اسکو جابجا پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا
چھوٹتے ہے جیسے قفس سے جانور اڑ گئی جھٹ ہوتے ہی گھر سے بدر
ملگیا خشکی سے ناگہ حسب خواہ ماہی بے آب کو دریا کا راہ
روح صالح تن سے جوں فرقت کرے ٹھہرتی ہے کب وہ جنت سے ورے
بلبل بیکس جو تھی پنجرہ میں واہ کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کا راہ

رفتن شیخ و تاجر و امیر احمد بن مثنی به بیت الله و انتقال کردن امیر در راه مکه و ملاقات شدن شیخ از تحفه و انتقال نمودن تحفه و تاجر

دام میں قید آہوئے وحشی جو تھا بند کھلتے ہی ہوا مثل ہوا
اب نشاں اسکا کہاں پانے ہو تم وہ ہوا صحرائے لق و دق میں گم
جب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا کر دیا پھر عزم بیت اللہ کا

شیخ و تاجر میر تینوں ہو بہم
منفق ہو کر کیا قصد حرم

مر گیا ان میں سے رستہ میں امیر
حسرت و درد و الم کا کھا کے تیر

میر تو ان سے گیا مر راہ میں
شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں

اک صدا پر درد آئی کان میں
جس سے جوشش انکی پڑا آجانمیں

اے مرے معبود اے محبوب دل
اے مرے مقصود اے مطلوب دل

رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو
دے ہے آگاہی تو جان آگاہ کو

پیاس تیرے شوق کی رکھتا ہے جو
تیرے آب وصل بن کب سیر ہو

جو کہ غم سے تیرے ہے پر اضطرار
بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار

جاکے دیکھا اکطرف اک خستہ تن
سر بسجدہ خاک میں ہے نعرہ زن

سر اٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو
اور کہا اے شیخ سری خوش تو ہو

سن کے بولی لا الہ الا ھو
جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو

تم گئے کیا بھول اے سری مجھے
میں ہوں تحفہ مول لیتے تھے جسے

شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر
مثل تنکہ ہو گئی ہے سوکھ کر

ہو گئی ہے زہد سے جیسے خیال
ہے گل پژمردہ کانٹے کی مثال

ہو گیا قامت الف سے اسکا نوں
مار مردہ کی طرح کا کل نگوں

شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر
نخل تنہائی سے پائے کیا ثمر

تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا
کر بیاں کچھ لطف وصف کبریا

عرض کی تحفہ نے اے والا قدر
شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر

میں وہ پایا خاک میں عزلت کی رل
خاک سے پاتا ہے جوں ہر تخم پھل

سیم و زر کے جوں مجھے لے نکتہ سنج
ملگیا کان نہاں سے ایک گنج

لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ
دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ

دفع درد و غم مرا سب کر دیا
عشق سے اپنے مرا دل بھر دیا

شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر
دے تھا جو قیمت میں تیرے زر کثیر

یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت
ہیگا ہمسایہ مرا اندر بہشت

حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ
آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا

جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو
چل دئے پھر تینوں بیت اللہ کو

دولت دنیا بھی کر کے سبغناہ
جاں بھی جان آفریں پر کی نثار

ایکدن با شوق دل اور سینہ صاف
کر رہے تھے کعبہ کا طواف

تھا یہ اک مضمون اس نالہ کیساتھ
یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات

ہے چراغ شب سیہ روزوں کا تو
شادی دل ہے شب اندوزں کا تو

درد ہے تیرا شفا بیمار کی
زخم تیرا ہے دوا دل زار کی

عاشق حق نت ہے دنیا میں مریض
آہ و درد اسکی دوا ہے بے نقیض

سنکے اس سے شیخ مضمون دعا
مثل سیل اشک اس جانب چلا

سنکے اسدم شیخ کی آواز پا
چونک اٹھی یکبارگی وہ پارسا

شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا
جسکے نالہ سے مرا دل خوں ہوا

رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا
آشنا کے بعد ہو نا آشنا

میں ہوں تحفہ جسکو کی تمنے رہا
پائی پردہ سے تیرے میں سو نوا

ہے پڑی اک غار میں وہ خاک تن
خاک میں غلطاں ہے اسکا تن بدن

۲۹

سرو سمیں قد ہوا اس کا خلال
بدر تن گھٹ کر ہوا مثل ہلال

قطرۂ خوں تھے ہزاروں چشم پر
ہو لبوں پر آہ و نالہ پر شرر

کیا ہوا حاصل تجھے کہہ بعد ازاں
خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں

جب سے چھوڑا دوستوں اور شہر کو
تو نے کیا دیکھے کرم حق کے کہو

اسم اعظم سے تمہیں ہوگا عیاں
کیا ملی عظمت اسے ہو کر نہاں

قدر و قیمت پائی میں چھپنے میں یوں
لعل و گوہر کوہ کے کونے میں جوں

خلق سے جسدم ہوئی ہوں میں نہاں
جو نہاں تھا ہو گیا مجھ پر عیاں

تخت پر اپنی محبت کے بٹھا
تاج الفت کا مرے سر پر دھرا

قربت حق سے ملے انس مجھے
غیر اسکے سب ہے وحشت مجھے

تھا مرے ہمراہ عرب کی راہ میں
مر گیا غم سے وہ تیری چاہ میں

حق تعالیٰ کی مرا الفت میں وہ
ہمقریں ہیگا مرا جنت میں وہ

شیخ بولے وہ کریم بے ریا
خط آزادی تجھے جس نے دیا

تاجر دل خستہ الفت میں تری ۔ چار چشم ہے شوق زیارت میں تری
ہے طواف اندر تری امید پر ۔ لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر

سنکے تحفہ نے دعا اک دل میں کر ۔ مرگئی رکھ کر در کعبہ پہ سر
دم میں بھر کر سانس ٹھنڈا مرگئی ۔ عشق کے سب کام پورے کرگئی

جان مت دی جان اپنے رائیگاں ۔ جان جاناں پر فدا کی اسنے جاں
عمر طاعت میں گزاری یار کی ۔ مردوار آخر کو جاں بھی وار کی

چھوڑ کراے دل یہ رویہ شانگی ۔ سیکھ لے اس زن سے تو مردانگی
غم تو اپنا کر نہیں گر تجھ کو غم ۔ جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم

آگیا تاجر بھی ناگہ اس گھڑی ۔ دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی
بیدلی سے وہ بھی گر کر خاک پر ۔ مرگیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر

جان دی بیساختہ مثل پتنگ ۔ ساتھ اس شمع کے جلکر بیدرنگ
دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں ۔ انا للہ الیہ راجعون

بعد ازاں تجہیز اور تکفین کر ۔ خاک میں دونوں کو سونپا سربسر
شیخ نے دونوں کا کر گور و کفن ۔ بعد راہی ہوئے سوئے وطن

رحمت حق ہو جیو شام و سحر ۔ ان شہیدوں کی روان پاک پر
رحمت حق ہو سدا ان پر نثار ۔ دے جگہ ہم کو بھی رب انکے جوار

بارہ سو تھے اور اکاسی سال ہجر ۔ ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر
ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام ۔ تحفۃ العشاق رکھا اسکا نام

تمت بالخیر

از جناب عالم لوذعی و فاضل یلمعی جناب مولانا مولوی اشرفعلی صاحب مدرس اول بدست آمد

آہ کہ وہ یار مرا یار نہیں ۔ آہ وہ دلبر مرا دلدار نہیں ۔ آہ مجھے جس نے لیا پھیر دیا ۔ آہ مرا کوئی خریدار نہیں

آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے وہیں ۔ آہ کوئی مجھ سا بھی بس خوار نہیں ۔ آہ جسے دل دیا بس رنج لیا ۔ آہ کوئی یار وفادار نہیں

آہ سنے کون مرا درد و غم ۔ آہ بجز غم کوئی غمخوار نہیں ۔ آہ کہوں کس سے میں احوال دل ۔ آہ کوئی محرم اسرار نہیں

آہ مصیبت مری پھر کون سنے ۔ آہ مرا یار ہی جب یار نہیں ۔ آہ اسے امداد نہ کر آہ آہ ۔ آہ ہی سر قابل اظہار نہیں

غذائے روح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی | کُن سے پیدا جسنے موجودات کی
قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہاں | ہو گئے دو حرف سے کُن کے عیاں
ہے منزّہ وہ تو از کون و مکاں | اُسکے پر اوصافِ قدرت ہیں عیاں
ہے تو ہی پروردگار دو جہاں | ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جاں
ہم سے طاعت کب تری آوے بجا | ہاں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا

اُس وجود پاک کی ہو حمد کب | جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب
حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا | کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
یا الٰہی تو ہے بیچون و چگوں | راہ اپنی کا مرا ہو رہنموں
خوانِ الوان عام ہے سب پر ترا | شکرِ احساں پر کروں تیرا سدا
تجھکو جو لائق ہے اطاعت اے خدا | ہو وے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نامِ پیغمبر سے اے امداد آ | کر نو اب کام و زباں شیریں ذرا
کس سے ہو وے نعتِ ختم المرسلین | جز بذاتِ پاک رب العالمیں
ذاتِ پاک احمدؐ ہے والشمس والضحےٰ | جسکے یہ ذرّے ہیں سارے اولیا
سرورِ عالم محمدؐ شاہ دیں | پیشوائے اوّلین و آخریں
ذاتِ پاک اُنکی نہ پیدا ہوتی گر | ہوتے کب ارض و سما جن و بشر

نام پاک اُنکا ہے احمد مجتبےٰ | ہیں وہ مقبولِ جنابِ کبریا
ذاتِ احمدؐ ہے وہ بحرِ بیکراں | جسکا اِک قطرہ ہے یہ کون و مکان
ہے سزاوارِ اُسکو تاجِ سروری | زیب اُسے ہے خلعتِ پیغمبری
حکم اُن کا ہے جہاں میں سربسر | وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر
آسپہ پڑھ امداد تو لاکھوں صلوٰۃ | تجھکو ہو جسکی شفاعت سے نجات

آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام | پڑھ تو انپر سو درود اور سو سلام

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحابؓ رضی اللہ عنہم

شہسوارانِ جہاں مردانِ دیں | چار یار مصطفےٰ اہلِ یقیں
تیسرے عثمانؓ با علم و حیا | چوتھے ہیں حضرت علیؓ شیر خدا
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا | ہے ان ہی چاروں سے دیں کو ارتقا
تو بھی جان و دل سے اے امداد اب | رہ فدا انپر سدا ہر روز و شب

اوّلاً بوبکر صدیقؓ اہلِ دیں | دوسرے عادل عمرؓ والا یقیں
اور سب اصحاب اُنکے ذی علوم | ہیں ہدایت کے فلک پر وے نجوم
اُن سے راضی ہے خدائے دوسرا | اور خوش ہیں انسے حضرت مصطفےٰ
جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا | ہے وہ مردودِ جنابِ کبریا

اس داستان میں تبرکاً حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والاولیاء حضرت مولانا و اولانا قطب میاں ہود و آب نور الاسلام حضرت خداوند میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ

نام سے مرشد کے اے امداد آ ۔ دے زبانِ دل کو اب کچھ ذائقا
ماہیِ دریائے توحیدِ خدا ۔ مظہرِ حق مصدرِ سرِّ خدا
شاہِ دیں سرخیل جملہ اولیا ۔ تاج بخشِ اصفیا دا تقیا
رہنمائے زبدۂ اربابِ علم ۔ رہبرِ ہر قدوۂ اصحابِ علم
اخترِ چرخِ ہدیٰ ماہِ عطا ۔ بحرِ علمِ معرفت نجم الہدیٰ
یعنے پیر اور مرشد او مولیٰ مرے ۔ حضرت نور محمدؐ نیک پے
ہیں وہ بیشک مظہرِ انوارِ حق ۔ سر سے پا تک مصدرِ انوارِ حق
سارے عالم پر ہے اُس کا پرتوا ۔ کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما
خاص جلوے کی چمک جس پر پڑی ۔ چرخِ غیبی کا ہوا ماہِ جلی
پرتوا اُس نور کا جس پر پڑا ۔ ہو گیا ذرّے سے خورشید ضیا
آگے اُنکے ذرّوں کے ذرّہ مثال ۔ ہے وہ خورشیدِ فلک بے قیل و قال
اِن میں اُن میں فرق ہے بس بیشمار ۔ اِن سے حاصل کارِ خیر اور اُن سے یار
دیکھ لے ہے چشمِ دل کی کھول کر ۔ ہر جگہ نورِ محمدؐ جلوہ گر
عکس سے اُس نور کے تا اے پسر ۔ روئے جاناں پر پڑے تیری نظر
گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال ۔ فیضِ باطن ہے دلے اُنکا بحال
اب تو بے شک وہ سراسر نور ہے ۔ نور ہے سایہ سے بالکل دُور ہے
جب ہوا بیدار وہ نورِ معرفت ۔ شبلیِ دوراں ادہم کی صفت
بارہ سو انسٹھ میں کر کے انتقال [۱۲۵۹] ۔ اِس جہاں سے جا ملے باذوالجلال
مولد و مرقد شریف اُن کا پسر ۔ خلق میں روشن ہے جوں شمس و قمر
شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہدیٰ ۔ مسکن و ماوا ہے اُس جا آپ کا
متصل اُس شہر کے اے نیک نام ۔ ہے عجب دلچسپ درگاہِ امام
پاس اُس مرقد کے قبلہ رخ بنی ۔ ہے زیارت گاہ میرے پیر کی
اعتقادِ دل سے جو جاوے وہاں ۔ اُس پہ سب اسرارِ باطن ہوں عیاں
کرتے ہی زیارت مزارِ پاک کی ۔ ہو ویں ظاہر اُس پہ اسرارِ خفی

سرورِ عالم شہِ دنیا و دین ۔ عاشق و معشوق رب العالمیں
واقفِ اسرارِ حق دانائے راز ۔ بے نیازِ عالم سے حق سے بانیاز
پیشوا و شاہ شاہانِ جہاں ۔ مقتدائے جانِ جانانِ جہاں
حامیِ دین متبعِ خیر الامم ۔ دافعِ بدعات و کینِ کفر و ظلم
قبلۂ اربابِ اصحابِ یقیں ۔ کعبۂ عباد و زہادِ اہلِ دیں
حضرت نور محمدؐ اولیا ۔ پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما
دیکھ ٹک جلوہ ذرا اُس نور کا ۔ جس سے ہیں پُر نور بہ ہر دوسرا
جسکے سر پر خاص سایہ اُس کا ہو ۔ ملکِ غیبی کا ہوا سلطان وہ
چشمِ رحمت سے نظر جس پر کرے ۔ قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے
پرتوؤں کا اُسکے کیا ہووے بیاں ۔ ہے ہر اک انمیں سے خورشیدِ جہاں
کیونکہ ہیں یہ سب کے سب خورشیدِ جاں ۔ اور وہ ہے آفتابِ آسماں
روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار ۔ نور سے اُنکے ہو حاصل روئے یار
چاہیئے تجھکو اگر وصلِ خدا ۔ سایۂ نورِ محمدؐ میں تو آ
الغرض جو راہِ حق مطلوب ہے ۔ جا قدم لے دوڑ میرے پیر کے
بلکہ سو چند اس سے ہے نور و ضیا ۔ کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا
سالِ تاریخ اور تولد اور وفات ۔ اُنکی دونوں مجھ سے سُن اے نیکذات
ہجرتِ نبوی کا اے فرخندہ فال ۔ بارہ سو پر تھا زیادہ ایک سال [۱۲۰۱]
جسکو ہووے شوق دیدارِ خدا ۔ اُنکے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
گر نہ آوے تجھکو کوری سے نظر ۔ پوچھ لے مجھ سے تو اب اے بے خبر
مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار ۔ اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
سید محمود ہے نام شریف ۔ ہے مکاں وہ بس عجیب و بس لطیف
اُس جگہ ہے مرقدِ پاک جناب ۔ سر جھکاتے ہیں جہاں سب شیخ و شاب
دیکھتے ہی اُس کے مجھ کو ہے یقیں ۔ اُسکو ہو دیدارِ رب العالمیں
کیوں پھرے ہے جا بجا سر مارتا ۔ سایۂ نورِ محمدؐ میں تو آ

جو نہ ہو قدرت تجھے اُس نور تک
اُسکے خلفا سے تو جا دامن سے لگ

ہیں مُرید اور طالب اُنکے بیشمار
جنکی برکت ہے جہاں میں آشکار

اُن کا رتبہ کب تجھے آوے نظر
ہو رہا ہے تو تو بالکل بے بصر

طالبِ صادق ہے جو تو اے میاں
دُوں پتا خانہ کا مَیں اُنکے نشاں

ہیں خلیفہ آپکے چند اک وہاں
نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں

صحبت اُنکی جان پارس اے فنا
جنکے ملنے سے ہو مس خالصِ طلا

دیکھتے ہی اُنکے دم ہیں اے اخی
ستّو برس کا بُت پرست ہووے ولی

ہیں خلیفہ اُنکے گرچہ بے شمار
لیک اُنمیں ہیں ۲ دو اعلیٰ باوقار

نیّرِ بُرجِ کرم ماہِ عطا
گوہرِ دُرجِ نعم بحرِ سخا

عالم و زاہد ولی اہلِ مقام
متقی و پارساؤ نیک نام

دوسرے شیخ محمد مولوی
علم و زہد اُن کا ہے عالم پر جلی

وصف ان کا ہو سکے کس سے ادا
بحرِ عرفاں کے ہیں دونوں آشنا

دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں ۲ دو
بے حجاب ہو دیکھ ان سے یار کو

ملکِ غیبی کے ہیں ۲ دو شمس و قمر
نور سے دیکھ اُنکے رُوئے سیمبر

اسپہ بھی پھر تو اگر اندھا رہے
قعرِ گمراہی میں بیشک جا پڑے

ہیں بہت اُنکے خلیفہ اور مُرید
پا سکے ہے اُنکو کب تو اے سعید

لیک اُن کا مرتبہ دیکھے ہے وہ
چشمِ بینا دلِ مصفا جسکے ہو

الغرض گر تجھ کو اب منظور ہے
دُوں پتا بعضونکا ان میں سے تجھے

راہِ حق تجھکو اگر مطلوب ہے
قصبۂ تھانہ بھون کی راہ لے

فیض اُنکا عام ہے اک خلق پر
چھوڑ گھر اور جلد لے جا اُنکا در

ہے نگہ میں اسقدر اُن کی اثر
سنگریزے جس سے ہوں رشکِ قمر

اس طرح کے چھوڑ کر مردانِ مرد
چھانتا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد

اُن میں سے دو شخص ہیں اہلِ ہُدا
ماہِ برجِ معرفت شمس الضحیٰ

صاحبِ ارشاد و تلقین و ہُدا
عاشقِ حق نائبِ خیر الوریٰ

یعنے ہیں حافظ محمد ضامن اب
فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب

بحر ہے مواج دونوں علم کا
ظاہری و باطنی با اہتدا

مجمع البحرین ہیں عرفان کے
جن سے باغِ دو جہاں سر سبز ہے

دیکھنے کو مصحفِ رخسارِ جہاں
چشمۂ عینک ہیں دونوں یکساں

شمع ۲ دو ہاتھوں میں دیدی ہیں ترے
راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے

مناجات بجناب باری تعالےٰ

اُن کی برکت سے مجھے بھی یا خدا
اپنے کوچہ کا ذرا راستہ بتا

میں بھی تو اُس نور کا سایہ ہوں آہ
دُور مجکو ڈال کر مت کر تباہ

نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا بُرا
تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا

اپنی رحمت سے بلا یا دُور کر
پر نہ چھوڑوں گا کبھی میں تیرا در

دیکے عزت پھر مجھے مت کر تو خوار
اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار

تجھ سے ہی شرمندگی بس ہے مجھے
پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے

ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے
اب جو آیا ہوں تو مجکو بخشدے

آہ و زاری سے اٹھا دستِ دُعا
مانگتا ہوں تجھ سے تجھکو اے خدا

نے گدائی تاجداری چاہئے
پر ترے کوچہ کی خواری چاہئے

ساتھ کا میرے ہر اک واصل ہوا
کوئے فرقت میں رہا میں ہی پڑا

گرچہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا
کفش بردار ہوں مگر اُس نور کا

مت اٹھا ذلت سے اس در سے کہیں
دوسرا در مجکو اب ملتا نہیں

مجھ سے ہیں بندے ترے بے انتہا
پر نہ مجھکو تجھ سوا ہے دوسرا

مت مسلط مجھ پہ کر شیطان و نفس
ہاتھ سے تیرے ہو جو ہو اور بس

شامتِ اعمال سے اپنے مگر
ایک مدت تک رہا ہوں دور تر

کیا کروں میں عذر تقصیرات کا
تیرے آگے عجز و زاری کے سوا

تجھکو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں
اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں

کر مجھے یوں اپنی الفت سے تو مست
جن سے ہو دیں سب خیال غیر پست

دی مجھے اب ہوش یارب اسقدر | تجھپہ دیوانہ رہوں آٹھوں پہر
غیر تیرے جو ہو دل سے دُور ہو | تیری الفت سے یہ دل معمور ہو
دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی | ایک دم آرام نا پاؤں کبھی
دَرد وغم کو اسقدر یارب عطا | جو کہ دیکھے مجھ کو دے آنسو بہا
کر عنایت بیخودی اَب مجھ کو دو | آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو
خاک راہِ دردمنداں کو مجھے | جان بریاں چشم گریاں کر مجھے
تاکہ کر دوں غرق اس میں غیر کو | ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو
داغ دل سے کر مجھے باغ و بہار | تاکہ آوے سیر کو وہ گلعذار
زنگ غیر آئینہ دل سے دُور کر | تاکہ دیکھوں اُسمیں رُوئے سیمبر
جام وحدت سے مجھے یوں مست کر | حرف غیریت کا ہو دل سے بدر
دے رہائی مجھکو یارب آپ سے | آپکو میں اپنے پاؤں آپ سے
ہر رگ و پے میں سماوے مثل جاں | دُور ہو حرفِ دوئی از درمیاں

ذکر ہووے نورا ہوئے سدا | فکر ہووے نوری ہووے سدا
فکر باطل دل سے میرے دور ہو | مظہر انوار سے پرنُور ہو
شغل ہووے دَرد وغم کے جام سے | ایکدن بیٹھوں نہ میں آرام سے
سینہ بریاں چشم گریاں جان بلب | عشق میں کھینچوں سدا رنج وتعب
دَرد الفت دے وہ اب دل کو مرے | دَرد میرے کو دوا ہو دَرد سے
دے وہ گریہ کو مرے شور اے غفور | جس سے ہو جا چشم طوفاں کا تنور
کر عطا ایسی طپش دل کو مرے | ماسوا جاناں کے سب کو پھونکدے
خانۂ دل کو مرے ویران کر | گنج الفت اسمیں بھر دے سربسر
دامِ الفت میں پھنسا کر جلد تر | دو جہاں کی قید سے آزاد کر
دوست سے کر پُر مرا یوں لحم و پوست | پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست
ہر جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے | غیر کی اُسمیں نہ گنجائش رہے
ماؤ من کا مرض دل سے دور ہو | تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا و ہادینا و مرشدنا قطب میاں دو آب نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی نور محمدؒ قدس سرہٗ کا کہ اوپر مجھ ناکارہ بیچارہ بدراہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

۵

جلوۂ نور محمدؐ نے اَب آ | دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا
دیکھکر اُس شعلۂ رُو کی بہار | ہر بُنِ مُو سے مرے نکلے شرار
دیکھتے ہی لالۂ رُخ کی پھبن | داغِ دل سے ہو گیا باغ و چمن
تھی شبِ معراج نے وہ زلف تھی | جو تجلی اُس نے پائی نور کی
ایک چشمہ بھی جو اُس سے کھول دوں | غرق اُس میں دونوں عالم کو کروں
گر دکھاؤں اُسکا دُرِ شاہوار | دو جہانکو اُسپہ کر ڈالوں نثار
یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو | ہُو ہی ہو باقی رہے خُود ہو ہی ہُو
اس جگہ خاموش رہنا چاہیئے | سرِّ باطن مت زباں پر لایئے
لطف و احسان اُسکا لکھ سکتا ہے کب | سرِ قلم کا بھی قلم اِس جا ہے اَب
خوش زمانہ تھا کہ اِس ہجران میں | مجھپہ جو جو گذرے تھا اُس آن میں

خود دکھا برق تجلی کا جلال | خرمن تن میں مرے دی آگ ڈال
اُن شراروں کو اجازت دُوں اگر | خاک کر دیں ماسوا کو پھونک کر
پھنسکر اُسکی زلف میں امداد میں | دونوں عالم سے ہوا آزاد میں
بحرِ عرفاں لطف سے اس نور کے | موجزن امداد کے سینہ میں ہے
اک حباب اُس بحر کا ہے یہ سما | اک ذرہ ہے یہ خور اُس نور کا
جو دکھاؤں اُس تجلی کی چمک | پھونکدے ماہی سے لیکر ماہ تک
بل نہ حرف ہو رہے پھر جان تو | ہُو ہی ہو باقی رہے خود ہُو ہی ہو
رکھ قدم امداد اِس جا تھام تھام | غور فہم عام پر کر والسلام
دیکھ یاں مت مار دم امداد اب | بندہ ہو کر حق سے کر حق کو طلب
پھرتا تھا صحرا بہ صحرا کو بہ کو | اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو

ذوق شوق محبت الٰہی کا بیان

اے خدائے مالکِ ہر دو سرا | درد فرقت سے مرا دل ہے بھرا
تیری دوری سے بہت بیتاب ہوں | رنگ پر خوں ماہی بے آب ہوں
بیقراری ہے بہت اے کبریا | ڈھونڈھتے تجکو کہاں جاؤں بتا
تو ہی بتلا آپ اپنی مجھ کو راہ | جس سے پہنچوں تجھ تلک اے بادشاہ
بن بلائے تیرے اے شاہِ جہاں | تجھ تلک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں
واسطے اپنے ذرا صورت دکھا | تاکہ جی قیدِ دوئی سے چھوٹ جا
اس دوئی نے کر دیا دور اسقدر | آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر
بحرِ وحدت سے مجھے لاکر یہاں | ڈالا یوں کثرت میں اے جانِ جہاں
دور کر کے مجھ سے کثرت کے حجاب | جلوۂ وحدت دکھا جلدی شتاب
تاکہ قیدِ ما و من سے چھوٹ کر | اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر
پھر میں اپنا اس کو کر کے راہبر | تجھ تلک پہنچوں کہیں اے باخبر
وہ بھی تو اک وقت تھا اے کبریا | جز وجودِ پاک کے کوئی نہ تھا
بحرِ وحدت میں یہ جان تھی غوطہ زن | کچھ دوئی کا تھا نہ واں رنج و محن
ملک میں ہستی کے اے امداد آ | گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا
قیدِ ہستی میں پھنسا تو اس قدر | اصل کی اپنی نہیں تجھکو خبر
عہد و پیماں جو کئے تھے تو نے واں | کچھ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہاں
عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا | جس لئے پیدا کیا تھا تجھکو یار
وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار | ۲ راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان وحلوا کا کہ تصنیف بہاؤالدین عالی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا

سن تو اے شکنندۂ راہِ قدیم | اور اے گم کردہ راہِ مستقیم
گوش جاں سے سن تو بلبل سے ذرا | یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا
ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی | پوچھ باتیں اس سے اس دلدار کی
آفریں اے بلبلِ بستانِ جاں | کہہ مرے دلدار کی تو داستاں
آفریں اے بلبلِ دستان سے | آفریں اے قاصدِ بستانِ حے
قاصدا جلدی خبر مجھ کو سنا | کہتا ہے حق میں مرے کیا دلربا
مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا | اور رہا بھی ہے کچھ سوئے وفا
یا ہمیشہ ہجر پر مسرور ہے | سچ بتا جو کچھ اُسے منظور ہے
آفریں اے پیکِ فرخ فالِ من | آفریں اے مایۂ اقبالِ من
آفریں اے بلبلِ خوش خواں تجھے | ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے
ہیں نوائیں کیا تری آتش بھری | آگ جس سے یوں مرے دل میں لگی
سوزِ دل سے میری با آہ و فغاں | ہر بنِ مو سے نکلتا ہے دھواں
آفریں اے ہدہدِ شہرِ سبا | آفریں اے قاصدانِ دلربا
آفریں اے طوطیِ شکر شکن | تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن
کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حالِ صنم | لیگیا تحقیق دل سے رنج و غم
بند کے یاروں کی دے مجھ کو خبر | تاکہ ہو دیں مست سب دیوار و در
پھر سنا بہرِ خدا اے نامہ بر | زمزم و خیف و منا سے کچھ خبر
ہے دل و جاں دونوں غم میں مبتلا | تاکہ چھوٹیں سنکے حالِ دلربا
مسکن و مادی سے پھر میرے گزرا | دے خبر بہرِ خدا بہرِ خدا
پھر کہوں کچھ یار بے پروا سے | کس لئے مجھ سے وہ اب ناراض ہے
کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب | عہد و پیماں توڑ کے کیوں یکلخت سب
کہہ ذرا بہرِ خدا اک حرف تو | از زبان آں نگارِ تند خو
جس سے ہو تسکین کچھ دل کو مرے | وہ بیاں کر مجھ سے ہوں قرباں ترے
ایکدن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم | مثلِ بو و گل تھے آپس میں بہم
ایکدن وہ تھا کہ ہم سے دلربا | گاہ خوش ہوتا تھا اور گاہے خفا
خوش وہ دوراں تھا کہ گاہے از کرم | مارتے راہِ وفا میں تھے قدم

آخرش اک شب بصد رنج والم | میں کردں تھا گوشہ میں یادِ صنم
جاں بلبوں پر حسرتِ گفتار سے | دل بھرا نومیدیٔ دیدار سے
فتنۂ ایام و آشوبِ زماں | خانہ سوزِ صد چو من بسمل دہاں
ناگہاں در سے مرے وہ بے حجاب | لب گزاں ڈالے ہوئے رخ پے نقاب
بے محابا پاس میرے آن کر | پوچھنے مجھ سے لگا وہ با خبر
آتشِ فرقت میں تیری دل کا حال | کیا ہے کچھ تو منہ سے تو اپنے نکال
بیٹھ کر اک دم سرِ بالین پر | اٹھ گیا بے ساختہ وہ با خبر
میں نے تب اُس سے کہا اے خوش ادا | پھر میں کب دیکھوں گا تجھ کو یہ بتا

سر بزانوئے غم سے اُس کے بیٹھ کر | کھینچتا تھا دل سے آہ پُر شرر
وہ قیامت قامتِ پیماں شکن | آفتِ دوراں بلائے مرد و زن
دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہرِ منیر | خود بخود ہوتا ہے یاں رونق پذیر
زلف مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے | اور نگہ سے کار عالم کا کئے
یہ کہ اے شیدا دلِ محزوں مرے | دے بلاکش عاشقِ مفتوں مرے
میں کہا اُس سے قسم اللہ کی | جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
ساتھ اپنے لیگیا وہ خود پرست | عقل و دیں میرا وہ سارا ایک لخت
یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو | خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سُوْرُ المُؤمنین شفاءٌ یعنے جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساری قیل و قال میں | پھنس رہی غفلت سے اس جنجال میں
اے ندیم اب کفشِ پا سے دُور کر | بہرِ مولیٰ ہے وہ آتش جلوہ گر
اور بلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب | غیرِ حق ہو جس سے جلکر سب کباب
دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر | مست ہوں پینے سے جسکے اس قدر
وہ پلا مجھ کو تو اب بہرِ خدا | تاکہ فارغ ہوں زقیدِ ماسوا
اُٹھ توجہ کر ذرا بہرِ خدا | کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا
تنگ ہے افسوس وقتِ عمر اب | حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب
علم رسمی دُور کر مجھ سے اخی | عمر علمِ رسم میں گذری مری
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تبر | کچھ نہیں حاصل ہے اس سے جز خطر
علم کا بر تن زنی مارے بود | علم کاں بر دل زنی یارے بود
علم سے کرلے صفائی دل کی یار | ہے وہی پھر تیرا یار و غمگسار
عاشقی کا علم حق ہے اور درست | اور سوا اسکے ہیں سارے علم سست
ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر | ہے خدا کی مار اُس پر بیشتر

اے ندیم اب بہرِ حق اٹھ تو سہی | کچھ نہیں طاقت ہے اب مجکو رہی
دے مجھے اب وہ شرابِ شعلہ زن | جس سے جلکر خاک ہو تن اور بدن
وہ شراب اب مجکو دے تو اے لبیب | راہ بر ہو جو کہ در راہِ حبیب
جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر | کچھ نہ آوے غیر دلبر کے نظر
اور مئے خمر الحنا ہے لاؤ تم | چھوڑ پیالوں کو لگا دو منہ سے خُم
خوف مت کر اب تو اے صاحب شعور | کیونکہ ہے اللہ تو ربِّ غفور
آہ صد افسوس یہ عمرِ عزیز | کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تمیز
علمِ رسمی سارا قیل و قال ہے | اُس سے کچھ حاصل نہ خط او رخال ہے
طبع کو افسردگی بخشے مدام | مولوی کا یاد رکھ پھر یہ کلام
خرچ تو نے علم تن پر کیا | ہو گیا حق میں وہ تیرے اژدہا
علمِ حق ہے جانِ علم و عاشقی | ما بقی ہے مکرِ ابلیسِ شقی
جسکے دل میں ہو نہ الفت یار کی | ہے بلاشک وہ تو قابل نار کی
جسکے دلمیں ہو نہ مہر گلرخاں | کہنہ انبہ ہے وہ پُر از استخواں

راز باطن اس سے کب تجھ پر ہو باز | گو ترے شاگرد ہوں سو فخر راز[1]
جو کوئی قربان نہ ہووے یار پر | اسکے لائق ہے جدا ہو تن سے سر
جس کسی کے ہو نہ دل میں مہر یار | اُسپہ لائق ہے کہ ہو یالال کا بار
علم دیں ہے فقہ و تفسیر و حدیث | جو سوا اُس کے پڑھے ہو وہ خبیث
سُن تو اس ہنفتے ہیں اے مردِ خدا | اَب پڑھے گا علم تبلا کون سا
یہ علوم اور یہ خیالاتِ صُوَر | فضلۂ شیطان ہے یہ سنگ پر
دل کو علمِ عشق سے خالی اگر | دیکھتا ہے بے حیا ٹک غور کر
حیف ہے رکھتا ہے جو تو اے دغل | سنگِ استنجا دیوا اندر بغل
چند خوانی حکمتِ یونانیاں | حکمتِ ایمانیاں را ہم بخواں
علمِ معقولات بے بنیاد ہے | مغز کو خالی کرے گا تا بکے
دل کو روشن کر بانوار جلی | کیوں بنا ہے کاسہ لیسِ بوعلی
ان کو جو پڑھتا ہے تو اے زشت خو | خوک اور کتوں کا جھوٹا کھاتا تو
۸ سور ارسطالیس سورِ بوعلی | کب شفا حضرت نے فرمایا اخی
کھالیا ہے زہر اگر تو نے ذرا | جا کے کھا تریاق تا ہووے شفا
کب تلک افسوس زاری بیشمار | شرم کر حق اور نبیؐ سے اتنو بار
کب تلک اس فکر باطل میں بھلا | تو رہے گا مبتلا اے بے حیا
سُن دف و نے سے وہ گِل مردِ عرب | کہتا تھا کیا خوب از رُوئے طرب
تھا عرب میں ایک مردِ خوش ادا | عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذالقا
اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے | یعنے اس مضمون کو جی جان سے
کچھ کیا حاصل نہ تم نے زینہار | جز خیال اور وسوسہ اے نابکار
حق حقی ولق بقی میں یہ عمر عزیز | تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز
ذکر میں اور فکر میں غیروں کے آہ | جان اور تن کو کیا ناحق تباہ
ہے تمہارا ذکر در غیر الحبیب | کچھ نہیں عقبیٰ میں اب تمکو نصیب
ساقیا یک جرعہ از جام قدیم | دے تو اب امداد کو بہر کرم

علم رسمی گو تو کیسا ہی پڑھے | راز باطن اُس سے کب تجھ پر کھلے
جو نہ ہووے مبتلائے ماہ رُو | نام اُسکا لوح انسانی سے دھو
الغرض اس علم رسمی میں اخی | کھو چکا تو عمر اپنے کام کی
عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر | سات دن باقی ہیں اسمیں تنک مکر
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم | ہندسہ یا رمل یا اعداد رسوم
جو ہو دل خالی ز عشقِ دلبراں | سنگِ استنجا شیطاں اُسکو جاں
سنگِ استنجاء شیطاں ہے وہ دل | دل نہیں پر ہے سرشتِ آب و گل
لوح دل سے فضلۂ شیطان دھو | اے مدرس درسِ عشق ہم بگو
پڑھ چکا تو حکمتِ یونانیاں | حکمتِ ایمانیوں کو بھی تو جاں
بحث نحو و صرف میں کی عمر صرف | اتنو فضلِ عشق سے پڑھ یک دو حرف
فخر رازی اور ارسطو بوعلی | ہیں یہ باطل اور اُن کے علم بھی
سرورِ عالم شہِ ہر دو سرا | کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا
جھوٹے میں مومن کے ہوتی ہے شفا | کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بلا
سینہ اپنا جا کے تو صد چاک کر | دل کو تو آلودگی سے پاک کر
کب تلک بیہودگی سے گفتگو | تو کریگا اب بتا اے زشت خو
فکر اس کی کر جو تیرا یار ہو | درد و غم کا تیرے حامی کار ہو
گوش جاں سے سُن ذرا اے نیکخو | قول اک مردِ عرب کا مجھ سے تو
ایک دن فرحت سے وہ بے رنج غم | دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم
ہو وَلے تم قوم اے مردانِ کالم | مدرسہ میں رہ کے یوں لیل و نہار
جو کہ کرنا تھا کیا تم نے نہ کام | عمر باتوں میں گئی ناحق تمام
پر کبھی تم نے نہ ذکر اُسکا کیا | جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا
چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا | لے لیا ہے آہ رستہ نار کا
لوح دل سے دھو اُسے اے نکتہ دات | علم جو دیوے نہ عقبیٰ میں نجات
تا کرے شق پردۂ پندار کو | یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو

[1] مراد از اں امام حجۃ الاسلام فخر الدین رازی مستند تا آنکہ در دل تو محبت گلرخاں نخواہد بود سر باطن منکشف نخواہد شد اگرچہ مثل فخر الدین رازی ہزار تلمیذ تو بود ۱۲

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلائق سے ہے

جسکو دے توفیق رب العالمین ہودہ قیل وقال سے عزلت گزیں
تجکو خلوت میں ہے عزت اے فنا اختلاطِ خلق سے ڈھونڈے ہے کیا

جو ملے گوشہ سے عزت برملا خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہے کیا
دامنِ عزت سے پا مت کر بدر کیوں پھرے ہے چوں گدایاں دربدر

گوشۂ خلوت میں تو بیٹھا اگر پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر
جو تو دیو نفس سے پاوے اماں جا پڑی کیطرح سے ہو جا نہاں

جس طرح پریاں ہو رہتی ہیں چھپی دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی
اس طرح جب دور ہو تو خلق سے نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچے

کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پہ در تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر
ہو وے حاصل کب تجھے راہِ خدا جب تلک چھوڑے نہ دنیا کا مزا

جو تو چاہے عزتِ دنیا و دیں خلوتے از مردمِ دنیا گزیں
جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا ہو گیا وہ دو جہاں کا پیشوا

جب ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر ہو گئی وہ رشکِ صد خورشید و بدر
چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فنا اسلئے مقبول ہے پیشِ خدا

ہے نہاں جو اسمِ اعظم اسلئے سارے ناموں کا وہی سردار ہے
ہو تو گر عالم سے پنہاں اے ولی لیل قدر اور اسمِ اعظم ہے تو ہی

بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد اور جمیع ما سوا اللہ سے فرد
گنج مقصد ہے یہ خلوت اے پسر لیک علم اور زہد ہو ویں جمع گر

علم بن مت بیٹھ گوشے میں فنا اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا
اور برا ہے علم بھی بے زہد کے تو سمجھ اس کو ذرا اے نیک پے

اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف غور سے سن اسکو اے مرد شریف

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دنیا دار کی

۹

تھا کسی جا ایک مرد خوشخصال عالم وفاضل ولی صاحب کمال
عالم و زاہد سخی اہلِ کرم متقی و پارسا و محتشم

رکھتا تھا گھر میں وہ اپنا اک پسر صورتِ ظاہر میں مانند قمر
گرچہ ظاہر میں تھا از بس خوبرو لیک باطن میں تھا بد اور زشت خو

ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ پسر رنج تھا اس بات سے اُس شیخ پر
الفتِ پدری سے پڑا ہے نیک پے علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے

اپنی کم بختی سے لیکن وہ پسر بھاگتا تھا پڑھنے سے ایدھر اُدھر
کرتا تھا صحبت بدوں کی اختیار نیک باتوں سے اُسے آتی تھی عار

کہتا تھا جس بات سے اسکا پدر کرتا تھا برعکس اُس کے وہ پسر
آخرش اک روز تنگ ہو کر کہا باپ نے اُس کے کہ سن اے بیحیا

جو کہ تجکو لکھنا اور پڑھنا نہیں دور ہو جا پاس سے میرے کہیں
میں نہیں دیکھا ہے تجھ سا ناخلف گاو خر بھی تجھ پہ رکھتے ہیں شرف

ایسے نالائق سے کیا امید ہے دین و دنیا میں نہ کام آوے مرے
دور ہو گھر سے نکل اے بیحیا نوکری کر جا کہیں اور کھا کھلا

بے حیائی سے یہ بولا وہ پسر ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر
عرض کی اُسنے کہ حضرت خوب ہے جلد مجھ کو آج رخصت کیجئے

ایک گھوڑا خوب سا لے دیجئے اور خرچِ راہ کچھ دیدیجئے
تا کہ جبتک میں کہیں نوکر نہ ہوں قوتِ بسری اُس سے میں اپنی کروں

سنکے اُسکے باپ نے پھر جلد تر کر دیا تیار اسبابِ سفر
ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا اور خرچِ راہ بھی کچھ دے دیا

اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا ساتھ اُسکے کر دیئے اور یوں کہا
جا ترا حافظ خدا اے بدگہر پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر

ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا پھر نہ منہ اسطرف کو اُسنے کیا
شہر شہر و در بدر پھرنے لگا نوکری کی جستجو کرنے لگا

رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجواں ۔ اک شہر کے بیچ پہنچا ناگہاں
کہتے ہیں اُس شہر میں تھا اک امیر ۔ صاحبِ حشمت امیرِ بے نظیر
اُس امیرِ نیک کی اے خوش ادا ۔ نوکری کا تھا قلم جاری سدا
دیتے تھا عرضی نوکری کی اُسکو جو ۔ اُسکو نوکر اپنا کر لیتا تھا وہ
عرض کی اُس نے جوں ہی جاکر کہا ۔ نام اُس کا جھٹ سواروں میں لکھا
ایک مدّت تک سواروں میں رہا ۔ ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا
پھر جو کی قسمت نے اُسکی یاوری ۔ فوج ساری کا ہوا افسر بہی
چند عرصہ میں ہوا وہ نوجواں ۔ صاحبِ حشمت امیرِ کامراں
عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا ۔ بے غم و بے رنج و بے محنت سدا
ایک مدت تک رہا اس رتبے پر ۔ جب تلک چاہا خدا نے وہ پسر
اُس بسر کی جس گھڑی اے نیکنام ۔ عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام
کی قضا نے جو نظر نوعِ دگر ۔ دم کے دم میں ہوگیا زیر و زبر
نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ ۔ نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ
نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ ۔ دم کے دم میں ہوگیا بالکل تباہ
پھرتا تھا صحرا بہ صحرا در بدر ۔ فقر و فاقے سے وے خستہ جگر
پھرتے پھرتے الغرض باسوز و درد ۔ اک شہر کے بیچ جا نکلا وہ مرد
دن کو تو اُس شہر میں پھرتا رہا ۔ رات کو جا ایک مسجد میں پڑا
تا مسافر جان کر اُس شخص کو ۔ دے کھلا کھانا کوئی مردِ نکو
الغرض کی رات مسجد میں بسر ۔ ہوگئی اتنے میں صبح جلوہ گر
صبح ہوتے ہی وہ مردِ بے نوا ۔ باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا
سوچنے دلمیں لگا اپنے جواں ۔ یا الٰہی اب تنہا جاؤں کہاں
تھا اسی حالت میں وہ مردِ گدا ۔ دیکھتا کیا ہے کہ اک خلقِ خدا
پہن کر پوشاک اور گھر سے نکل ۔ جاتی ہے جنگل کو دوڑی بے خلل
اپنے اپنے گھر سے ہر اک مرد و زن ۔ جانبِ صحرا رواں ہے بے محن
اس جواں کے دلمیں یہ آیا خیال ۔ دیکھ تو تو بھی ذرا چلکے حال
ہو رہا ہے آج صحرا میں یہ کیا ۔ بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا
کہہ کے یہ اور اُٹھ کے وہ مردِ خدا ۔ ساتھ اُن لوگوں کے آخر ہوگیا
عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا ۔ اسمیں اک درویش رہتا تھا سدا
غار کے اندر ہی اندر وہ گدا ۔ رات دن کرتا عبادت کو ادا
حق تعالٰی اُسکو قدرت سے مدام ۔ بھیجدیتا تھا اُسی جا پر طعام
اسلئے اُس غار سے باہر اخی ۔ وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی
اُس کا بعد اک سال کے معمول تھا ۔ غار سے باہر نکل کر بیٹھتا
تھا معیّن ایک دن ہر سال میں ۔ باہر اُس دن آتا تھا ہر حال میں
کوہ کی چوٹی پہ جاکر بیٹھتا ۔ آپ کو دکھلاتا سب کو دیکھتا
خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے ۔ جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے
منزلوں سے آتی تھی خلقِ خدا ۔ اُسکی زیارت کیلئے اُس دن سدا
تھا وہ دن عالم میں گویا روزِ عید ۔ واں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید
اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے واں ۔ لائق اپنے ہر کبیر و ہر جواں
الغرض اُس دن اُسی معمول پر ۔ جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر
یہ جواں بھی تھا وہیں حیراں کھڑا ۔ دیکھئے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا
اتنے میں اک شور خلقت سے اُٹھا ۔ آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا
دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر ۔ دُور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر
اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے ۔ بس دُعائے خیر سب چھوٹے بڑے
اپنے اپنے مدّعا کے واسطے ۔ لوگ اُس سے ہی دُعا کرواتے تھے
اور درویش بھی با التجا ۔ اُن کے حق میں مانگتا حق سے دُعا
الغرض اُس دن صبح سے تا بشام ۔ تھا رہا اُس کوہ کے گرد اژدحام
شام کے ہوتے ہی وہ پیرِ ہدا ۔ اُٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا
خلق ساری اپنے گھر گئی ۔ رہ گیا واں وہ جوانِ اجنبی
سوچنے جی میں لگا اپنے جواں ۔ میں بھلا اے دل تنہا جاؤں کہاں
آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا ۔ تو کریگا شہر میں جاکر کے کیا

گر بسر جیوں تو یہاں بِن رات کو
صبح کو پھر دیکھیے جو ہو سو ہو

کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھکر زیر سر
پڑ رہا جنگل میں تنہا خاک پر

جب گئی تھوڑی سی رات اسے تئیں
دلمیں اُسکے یہ خیال آیا وہیں

کیوں پڑا تنہا یہاں اے پُر خلل
اُٹھ کے اُس درویش کی خدمت میں چل

گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار
کر تو درویشوں کی خدمت اختیار

صحبتِ درویش سے مسرور رہ
اور ساری خلق سے بس دور رہ

حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت ست
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت ست

دوست درویشوں کا ہووے جنتی
دشمن اُنکا ہے بلاشک دوزخی

چلکے اُس درویش کی خدمتمیں اب
سیکھ کچھ راہِ خدا اے بے ادب

واسطے دنیا کے کیوں اے بیخبر
ٹھوکریں کھاتا پھرے ہے دربدر

کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے
آخر اک دن یار مرجانا تجھے

آخرت کے کار سے غافل نہ ہو
دولتِ دنیا پہ تو مائل نہ ہو

دلمیں اپنے پختہ کرکے یہ خیال
غار کی جانب چلا گھوڑے کی چال

اعتقادِ دل سے وہ اے نیک پے
جا کے قدموں پر پڑا درویش کے

دیکھکر درویش بولا اے جواں
کیا ترا مطلب ہے کہ مجھسے بیاں

عرض کی اُس نے کہ اے پیر ہُدا
ہے مجھے مطلوب اب راہ خدا

اور مجھ کو چاہیئے ہے کچھ نہیں
راہِ حق بتلائیے میرے تئیں

یہ کہا درویش نے اے نوجواں
گر یہی منظور ہے تو رہ یہاں

میری خدمت میں رہا کر تو سدا
تا ترا مقصود بر لاوے خدا

بے کئے خدمت کوئی پاتا نہیں
خدمتی محروم اب جاتا نہیں

ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد
ہر کہ خود را دید اُو محروم شد

جس نے خدمت کی ہوا مخدوم وہ
کی خودی جس نے رہا محروم وہ

جو تجھے خدمت پسند آئی تری
ایکدم میں تجھکو کردونگا ولی

جہل سے اپنی وہ درویشِ غبی
آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی

جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے
جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے

جہل سے دلمیں نخوت اور غرور
رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور

جہل تن میں اک بلائے جان ہے
آدمی جاہل بھی کچھ انسان ہے

ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور
جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور

تو بھی اے امداد اگر ہے ہوشیار
صحبتِ جاہل نہ کرنا اختیار

تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ
جاہلوں کی ہووے صحبت مثلِ آگ

ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بند
آخرت میں اُسکا ہو انجام بد

جبتلک زندہ ہے جاہل خوار ہے
عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے

جہل سے اپنے گدا نے آہ آہ
غیر کو ناحق کیا یارو تباہ

جہل کا اُسکی کروں میں گر بیاں
قہقہہ مارے ہر اک پیر و جواں

الغرض پھر وہ جواں باصد خوشی
پڑ رہا خدمت میں اُس درویش کی

پاس اُس درویش کے رہنے لگا
اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا

جو کہ فرماتا تھا پیر اُسکے تئیں
جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا وہیں

ایک مدت جب گئی اُس کو گذر
پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور

ایک دن درویش نے اس کو اخی
سامنے اپنے بٹھایا باخوشی

ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا
اُس جواں سے وہ فقیر بینوا

اُس جواں نے خوش جو پایا پیر کو
عرض کی اُسنے کہ اے فرخندہ خو

ہو جو گستاخی مری اسدم معاف
عرض خدمت میں کروں میں صاف صاف

یہ کہا درویش نے اے نوجواں
جو ترا دل چاہے ہے کہ مجھ سے بیاں

عرض کی اُسنے کہ یہ جو آپ کی
آنکھ پر ہے موم کی ٹکیا لگی

اِس کو تم وقتِ وضو اور غسل کے
دور کیوں کرتے نہیں ہو آنکھ سے

دوسرے یہ ناک میں بتی جو ہے
اِسکے رکھنے کا سبب بتلائیے

دونوں باتوں کا مجھے دیجے جواب
تا کہ ہو موقوف دلکا پیچ و تاب

یہ کہا درویش نے اے یار غار
جب کہ کی میں نے فقیری اختیار

یہ کیا تھا عہد میں نے اُس گھڑی
جب تلک باقی ہے میرے جی میں جی

میں کرونگا نفس کے برعکس کار
گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار

اِس سبب سے رات دن میں برملا
برخلافِ نفس کرتا ہوں سدا

ناک کی بتی کا سُن مجھ سے سبب
نفس نے اکبار کی خوشبو طلب

یوں کہا اک روز مجھ سے نفس نے عطر مجموعہ کا مجھ کو چاہیئے
تاکہ آوے نفس قابو میں تمام ایسے ایسے اسلیئے کرتا ہوں کام
بند مَیں نے آنکھ کو یوں کر لیا حق کی نعمت میں نہ ہوا اسراف تا
اسلیئے کافی ہے مجھ کو ایک بھی گرچہ مَیں نے بند کر لی دوسری
اس قدر ٹپکیا جمائی موم کی حشر تک ہرگز نہ اُترے گی کبھی
عالم و فاضل ہے پر میرا پدر اُس سے مَیں اکثر سُنی ہے یہ خبر
اس جنابت سے نہ ہو گا پاک وہ گو کرے سَو بار تن کو شست و شُو
اور تیرا عضو سارا اے عزیز خشک رہتا ہے سدا کرنے تمیز
دوسرے یہ ناک میں تیرے اڑی ایک بتی گوہ کی جو حد سے سڑی
اسکے اوپر آپ کو اب اے فقیر کہتا ہے تو صاف پاک اور بےنظیر
اس طرح کے زہد و تقوی اسے نرے یہ تیرا خادم بہت حیران ہے
زانوں میں رکھکے سر اپنا فقیر مارے خفت کے ہوا ایسا حقیر
ایک عرصہ تک تامل میں رہا پھر یہ اپنے دلسے اُسنے یوں کہا
اُٹھ یہاں سے کرکے توبہ جلد تر اس جنابت کو بدن سے دُور کر
الغرض نہا دھوکے اٹھ کر بانیاز کی ادا اُس وقت جو اُسنے نماز
وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی پہلے اُس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی
علم دیں جا کر کے پڑھ تو شہر سے پھر سکھایا کر یہاں آکر مجھے
اُس جواں نے سنتے ہی جھٹ برملا جو کہا تھا پیر نے وہ ہی لیا
ہو گیا درویش پھر تو بےخلل عالم و زاہد و تقی بے بدل
ہونا علم اور زہد آپس میں بہم رکھ سکے کب رہ میں عزلت کے قدم
زہد وہ ہے جو اکھاڑے بیخ سے ماسوا دلبر کے دلمیں جو ہے شے
یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے اور دلمیں خوف و ڈر ظاہر کرے
اِنَّمَا یَخۡشٰی ہے اُنکی شان میں کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں[1]
خَشۡیَۃُ اللّٰہ کو نشانِ علم جان اِنَّمَا یَخۡشٰی اقرآن میں پڑھ جواں
یعنے فرماتے ہیں یہ حضرت نبیؐ جانتا ہوں میں جو تم جانو کبھی

مَیں نے بدلے عطر کے لی ہے پسر گوہ کی بتی ناک میں اُسدن سے دھر
اور سُن تو دوسرا مجھ سے یہ اب آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب
کیونکہ دو سے دیکھتے ہیں جسقدر ایک سے بھی اُتنا آتا ہے نظر
بند کی ہے آنکھ مَیں نے اس قدر تا کھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر
سُنکے یہ باتیں جواں نے یوں کہا گرچہ مَیں جاہل ہوں اے مردِ خدا
غسل کرنے سے جنابت کے کبھی خشک رہ جائے اگر اک بال بھی
کیونکہ دھونا فرض ہے گا جسم سب گر رہا کچھ خشک پاک ہوتا ہے کب
یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے خشک رہتی ہے بہ نیچے موم کے
کس طرح تیری نماز ہووے درست جب تلک غسل و وضو ہووے نہ چست
ایسے عملوں سے خدا دیوے پناہ دین و دُنیا جو کرے دونوں تباہ
سُنکے یہ باتیں جواں سے وہ گدا دلمیں کر انصاف اور چپ رہ گیا
شیر کے آگے ہوں جوں روباہ پیر اُس جواں کے سامنے اُسدم فقیر
کرکے تو انصاف اے دل اب ذرا اس جواں کو اپنا تو مرشد بنا
غسل کامل اور وضو کو چست کر باندھ پھر حق کی عبادت میں کمر
وہ مزہ اور حظ اُسے حاصل ہوا جسکی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا
ہوکے نادم پہلی باتوں سے بُلا اُس جواں کو پاس اپنے یوں کہا
شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے اسلیئے پڑھنے کو کہتا ہوں تجھے
سیکھنے سے علم کے اے بہرہ ور ہو گیا درویش راہِ راست پر
ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا جب ہوا مقبول درگاہِ خدا
علم ہے جو راہ دکھلادے تجھے دھو دیئے زنگ گمرہی دلسے ترے
جو جو ہے دلمیں سوا حق کے بھرا زہد وہ شے ہے کرے سب کو فنا
ڈرتے ہیں حق سے وہ مردانِ خدا علمِ حق جن کو کیا حق نے عطا
یعنے مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وے عالم و عامل ہیں جو بندے مرے
دل کو علم خوف سے آباد کر جا حدیثِ لَوۡ عَلِمۡتُمۡ یاد کر
ذکر کیا ہنسنے کا بلکہ برملا روتے روتے غم سے دو نالے بہا

[1] یہ اشارہ ہے طرف آیۃ اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا یعنے خدا کے بندوں میں علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲-

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا
تاکہ دردِ یار جا دل میں سما درد سے ہو درد اُسکے کی دوا

درد و غم سے کر کے پُر اک جام لا جلد دے امداد کے منہ سے لگا
علم کا ان بھر زاغ و باغ بود ہمچو مرد و زور اچراغ بود

اِس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امراء کی اور دُور رہتے ہیں فقراء سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر نے ز باغ و زاغ و اسپ و گاؤ خر
علم کی عزت بلاشک فقر ہے فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے
فقر و فاقہ عالموں کا تاج ہے مومنوں کا فقر ہی معراج ہے
علم کا نقصاں ہے حضرت مولوی حشمت و مال و منالِ دنیوی
اور کب تک مرغ و ماہی سے اخی نوکری گا زیب و زینت خوان کی
اسقدر مال و منال اے با ادب جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
اُس میں بس اتنا تکلف ہو ضرور جو کی روٹی اور کچھ دالِ مسور
اور نیز اسقدر مال و منال جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال
نان و حلوا و قند و شکر قورما ہو میسر بے شبہہ کیونکر بھلا
علم دیں سے یوں کرو جھنڈا کھڑا اور کھانا پھر نہ ہو اِس طرح کا
آخرش تجھ کو کرے دیں سے بری یہ تن آرائی و یہ تن پروری
ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہہ ناک خاک کھا اور ڈال تو دانتوں پہ خاک
تجھ کو مال و جاہ پر مفتوں کرے نورِ عرفاں دل سے وہ بیروں کرے
ایسا لقمہ دیں کو یوں کھاوے سُن اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھن
یعنے اک دانہ اگر ہو شبہہ ناک اُسکو لیکر حضرت ابراہیمؑ پاک
تخم اُسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے اور گاؤ چرخ سے بو نا کرے
اور اُسکے کاٹنے کے واسطے آہن نو سے اگر داتی بنے
اور گوندھیں اُسکو حوریں جنتی باخوشی کوثر کے پانی سے اخی
اور جلاویں لا کے حضرت جبرائیلؑ لکڑیاں طوبیٰ کی جھٹ بے قال و قیل
اور پکاویں حضرت مریمؑ اُسے نوحؑ کے تنور میں اے نیک پے
گرچہ اُس پر ایسے ایسے ہوں عمل پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل

فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبیؐ فقر سے ہو زیب و زینت علم کی
فقر و فاقے سے ہے عزت علم کی حشمت دنیا ہے ذلت علم کی
مولوی کو بے گماں لاریب ہے اُسکو اسباب جہاں سے زیب ہے
قاقم و خز کب تلک یوں پہن کر ہو گا تو آراستہ اے نامور
آپ کر انصاف اے صاحب کمال ہو میسر کب تجھے یہ از حلال
تو مشقت گر کرے ہو ہو نڈھال آوے کب کچھ ہاتھ میں مالِ حلال
موٹا جھوٹا کپڑا تن ڈھکنے کو ہو اِس سے زیادہ ہو نہ پھر تجھکو کبھو
مال و ملک و دولت و باغ و بہار مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
جسکے اوپر آپ کو کہتے ہو وا عالم و فاضل ہیں ہم با اتقا
ہاتھ میں کچھ مال لایا شبہہ ناک تاکہ ہو تو نرم پوش اور خوش خوراک
مال و ملک و دولت و باغ و چمن سب یہ گردن میں پڑینگے طوق بن
اور یہ لقمہ آخرش اے نیک نام زہر قاتل ہو ترے حق میں تمام
تو تو اس لقمے کو کھاوے بے شبہہ دین اور ایماں ترا کھاتا ہے یہ
تو برائی اور خباثت بدرگی شبہہ کے لقمے کو سُن مجھ سے اخی
سیکڑوں تعظیم اور عزت سے جا بو دیں کعبے کے حرم میں برملا
اور سیچیں آب زمزم سے اُسے حضرت ابراہیمؑ آ کر پے بہ پے
اور بلیں حضرت خیر النساؑ حجر اسود سے بنا کر آسیا
اور خمیر اُسکے یہ پڑھتے بے عدد فاتحہ یا قل ہو اللہ احد
اور پھونکیں آگ اُسکی دمبدم حضرت عیسیٰؑ نبی محترم
اور اگرچہ تو پڑھے اے ہوشیار اُسکے ہر لقمے پہ بسم اللہ ہزار
باوجود ایسی کراماتوں کے یار وہ خباثت اُسکی ہو پھر آشکار

۱۳

آخرش خاصیت اُس کی جب کھلے
وہ ہی لقمہ زہر ہو تجھ کو لگے

راہِ جنت کی چھُڑا کر بے خلاف
راہ دوزخ کی بتادو تجھ کو صاف

ورنہ ہو گا دین تیرا سب تباہ
کر علاج اسکا ذرا مہرِ اِلٰہ

اس ہوائے حرص سے تو در گذر
کر قناعت پیشہ مت پھر دربدر

ہو نہ گر کمخاب و مخمل گلبدن
اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن

ہوں نہ یہ کھانے اگر با قند و مشک
تجھ کو کافی ہے پیاز و نانِ خشک

اور نہ ہووے گر پیالہ زرِ ناب
کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب

اور نہ ہو دیں اسپ گر زرّیں لجام
پا پیادہ چل سکے ہے چند گام

جو نہ ہووے دُور باش از پیش و پس
دُور باشِ نفرتِ خلق از تو بس

اس سے بہتر ہے کہے تجھ کو ضرور
سارا عالم ہر طرف سے دُور دُور

ہو نہ گر دالان کوٹھا کوٹھری
رہنے کو کافی ہے خس کی جھونپڑی

مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو
رکھ کے پتھر سر کے نیچے یار سو

اس جہاں میں ہے تو چند اِک روز کو
بُن کے پھل سے کر بسر اوقات کو

جس کا جا ہے تو جہاں میں ہو عوض
تجھ کو حاصل اُس کا بدلہ ہو غرض

عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار
اسکو ہاتھوں سے نہ کھوئے ہوشیار

راہِ طاعت میں تجھے بیجاں کرے
خانۂ دیں کو ترے ویراں کرے

دردِ دیں کا ہے تجھے اپنے اگر
جلد اُسکا کر علاج اے بے خبر

کر کے محنت اور مشقت باکمال
جا کے پیدا کر تو کچھ قُوتِ حلال

جو نہ ہووے جامہ اطلس تجھے
تن کے ڈھکنے کو ہے کملی بس تجھے

نان و حلوا قورمہ زردا پلاؤ
اور بریانی متنجن نان پاؤ

سونے چاندی کے نہ ہوں برتن اگر
مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر

اور سنہرے آبخورے گر نہ ہوں
پی سکے ہے یار پانی چلوؤں

گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو
چل سکے ہے پا پیادہ یار تو

یعنی گر ہو دیں نہ تیرے باوقار
آگے اور پیچھے نقیب اور چوبدار

اور نہ ہوں گر خانہائے زرنگار
کر سکے ہے زندگی در کنجِ غار

اور نہ ہو دیں فرش گر ابریشمیں
بوریے کہنہ پہ ہو گوشہ نشیں

واسطے داڑھی کے گر کنگھی نہ ہو
انگلیوں سے کنگھی کر سکتا ہے تو

الغرض جس چیز کا جا ہے یہاں
ہو سکے ہے اُسکا بدلہ بیگماں

اور جہاں میں بے عوض ہے جان تو
قدر اپنی عمر کی پہچان تو

ساقیا مہرِ خدا وہ جام دے
چھوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے

تا کرے امداد جا کر بے محن
یار کے کوچے میں قرباں جان و تن

بیان چیزوں مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالیٰ کے
اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً انصاف اور اخلاص کے ساتھ

خرچ جاں اپنی کرو اے عاشقو
دوستی میں اپنی گر تم راست ہو

ٹھوکریں کھاتا ہے سب کی وہ سدا
جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا

دو جہاں سے اُس نے بازی جیت لی
یار کے قدموں پہ جس نے جان دی

کر جوانی میں نثارِ دوست جاں
جا عَوَانٌ بَیْنَ ذٰلِکَ پڑھ جواں

کر جوانی میں تو قرباں آپ کو
یار کے قدموں پہ جو کچھ ہو سو ہو

سب ہوئے برباد ایّامِ شباب
مہرِ دیں کچھ بھی نہ کی تو نے شتاب

گذرا سِن پنجاہ سے اور اک سجود
نے کیا تا کام آوے اے جہود

جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے
تن کو جانے ہے کہ سنگِ راہ ہے

گیند دولت کا وہ آخر لے گیا
جان دی جس نے پپائے دلربا

گر حیات اور عیش خوش چاہے ہے یار
گاؤ نفس اپنے کو تو اوّل تو مار

یعنی بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو
اُسکی قربانی نہ ہووے جان تو

جو ہوا بوڑھا گراں جانی نہ کر
بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر

دن جوانی کے ہوئے آخر تمام
کچھ کیا حق کیلئے تو نے نہ کام

ساٹھ سے بھی عمر زیادہ ہوگئی
کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی

عمر تیری کام کی گذری نہ آہ | ایک بھی سجدہ نہ تونے کر لیا
تاکہ کام آتا وہ تیرے یوم دیں | وہ کیا ہرگز نہ تونے اے لعیں

اب بھی نوائے عندلیب کہنہ سال | کر شروع آہ وفغاں بے حیز بنال
جو کیا نالہ نہ در فصل بہار | کرا دا اُس کو خزاں میں زینہار

اب بھی تو بہر خدا اے بے خبر | اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر
عجز سے رو کر خدا کے روبرو | توبہ واستغفار کر ہر لحظہ تو

جو جوانی میں کیا تونے نہ کام | کرا دا اُس کو بڑھاپے میں تمام
تاکہ تو جانے زیاں کا سُود یار | تھے گنہ تو نقد اور توبہ اُدھار

غرق دریائے گناہی تابکے | وز معاصی روسیاہی تابکے
غرق دریا میں گناہوں کے بھلا | تو رہے گا کب تلک مجھ کو بتا

اور بدیوں سے تو اپنی روسیا | کب تلک رکھیگا اے حال تباہ
گوش جاں سے پنبۂ غفلت نکال | حبذا امجد کا تو سُن پھر مجھ سے حال

حضرت آدمؑ کہ دادا سب کے تھے | اور خلیفہ تھے خدا کے جا نلے
اور فرشتوں نے اُنہیں سجدہ کیا | دی خدا نے رہنے کو جنت میں جا

اک گنہ کرتے ہی سُن اُن کو کہا | مذنبی مذنب نکل اب یاں سے جا
تو طمع رکھتا ہے باچندیں گناہ | داخل جنت ہو تو اے روسیاہ

اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال | حق نے جنت سے دیا پھر دور ڈال
جو کرے صدہا گنہ شام و سحر | کس طرح جنت میں ہو اُسکا گذر

حد سے گذرا انتظار اب ساقیا | کر مدد یہ وقت ہے امداد کا
عمر گذری ہجر میں جلتے ہوئے | اب تو مت محروم رکھ دیدار سے

اس داستان میں بیان ہے مُراد قول نبی صلعم کی حُبُّ الوطن مِنَ الایمان کہ کیا غرض ہے اس سے

قید میں عصیاں کی جو قید ہیں | سر غیبی سے وہ ناامید ہیں
جو گناہونکے پڑے ہیں جال میں | یار کے دیدار سے محروم ہیں

تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی | قید میں ہیں نفس اور شیطان کی
لذت تن میں پڑے ہیں جو کہ بد | اُنکی گردن میں ہے حبلٌ من مسد

بند تن کو توڑ زنداں سے نکل | یار کے کوچہ کو اٹھکر جلد چل
اٹھ توجہ کر سوئے ملک نعیم | یاد کر اوطان اور عہد قدیم

اٹھا کہیں بہر خدا ٹک سوچ تو | یار کے کوچے کو اور اس عہد کو
یار کی تجھ کو محبت ہے اگر | راہ لے کوچے کی اُس کے جلد تر

ظاہر اور باطن میں علم اے نیک تن | کہتے ہیں ایماں سے ہے حب وطن
یہ وطن ہند و عراق و شام کے | وہ وطن ہے اور جسکا نام لے

یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخی | کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ
دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا | ہو خطا سے کب تجھے ایماں عطا

ترک دنیا کو کرے ہے یار جو | دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ
چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار | اُس وطن کو نفس پر ہو کر سوار

نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن | جنکو رغبت ہے سُوئے اصلی وطن
ہیں سعادتمند جو سب چھوڑ کر | رکھتے ہیں وہ راہ اصلی پر نظر

اس وطن میں ہے تجھے جاں اک سفر | جیوں مسافر چاہیئے کرنا گذر
دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار | کر لیا تونے وطن ہی اختیار

شہر تن میں اسقدر تو آپھنسا | اس وطن کو کر دیا دل سے جُدا
اس وطن میں ہے جو یہ خود بیوطن | تو پڑا اب تک رہیگا خستہ تن

موڑ منہ اور تن سے جانکو شاد کر | اپنا تو اصلی وطن آباد کر
چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا | کوئی ویرانے میں رہتا ہے پڑا

ہے یہ دنیا خانہ سو ویران یار | اسکو ناداں ہی کرے ہے اختیار
ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر | اُلوؤں اور جغدونکے رہنے کا گھر

ہے یہ جنت واسطے کفار کے | ظالم و فساق و بداطوار کے
اور مومن کو ہے زنداں یہ جہاں | عیش اور آرام زنداں میں کہاں

۱۵

فکر کر ایسی کوئی اے بے خبر　تاکہ تو اس قید سے ہووے بدر
آشیانہ ہے ترا عرشِ بریں　تو پڑا ہے قید میں اندر زمیں
چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار　اس نجاست پر ہے تو مفتون یار
کیوں خراب آباد میں ہے تو پڑا　دیکھ چل گلزار کی آب و ہوا
کب تلک اے شاہبازِ پرفتوح　تو رہیگا دور از اقلیم روح
حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر　ایسے ویرانے میں کھولے بال و پر
کب تلک اے ہدہدِ شہر سبا　تو رہیگا اس سفر میں بستہ پا
کرکے کوشش بند پا سے دور کر　اور اڑا تو آپ کو پھر عرش پر
کیوں پڑا خالی کنوئیں میں سر کے بل　گر تو یوسف ہے کنوئیں میں سے نکل
تا عزیزِ مصرِ ربانی ہو تو　جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو
اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھ کر　ہوگیا مفتون تو اے خیرہ سر
ایک دانے کیلئے اے زشت خو　جال میں تو نے پھنسایا آپ کو
واسطے تصویر بیجاں کے میاں　آپ کو رسوا کیا اندر جہاں
بھر رہے ہے دل میں خیالاتِ جہاں　ذکر و فکرِ حق بھلا اس میں کہاں
لوح دلسے سب خیالاتونکو دھو　جان سے اک یار پر مفتون ہو
یار ہرجائی نہ بن اے نیوفا　خالصاً اک دلربا سے دل لگا
جب نہ تجھکو ہو پسند ہرجائی یار　کیوں نہ ہو بیزار اس سے کردگار
ایک سو ہو کر یہ سن مجھسے مثال　تاکہ ہو معلوم تجھکو سب یہ حال

حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی نو

تھی اک عورت خوبصورت نازنیں　سیم تن نازک بدن اور مہ جبیں
زلف و رخسار و لب اسکے رشک حور　جسکی الفت میں دل اک عالم کا چور
ایک دن با ناز با صد کر و فر　ایک کوچے میں ہوا اسکا گذر
اتفاقاً سوختہ دل اک جواں　دیکھ اسکو ہوگیا عاشق بجاں
اس پری کا دیکھ کر حسن و جمال　ہوگیا وہ مثل تصویرِ خیال
اڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار　ہوگیا کل محو اندر روئے یار
اسکو یوں مجنوں و شیدا دیکھ کر　عشق کا اسکے ہوا زن پر اثر
یوں کہا زن نے اسے اے سادہ رو　حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو
کیوں کھڑا ہے کسکا تجھکو دھیان ہے　کسلیئے آئینہ ساں حیران ہے
جا یہاں سے دیکھ اپنا کام کر　کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ سر
اس جواں نے یوں کہا جانِ جہاں　چھوڑ تجھکو اب بھلا جاؤں کہاں
عشق تیرا لیگیا اے میر بیجاں　ہوش و عقل و صبر اور تاب و تواں
عشق نے تیرے مجھے بیخود کیا　کام مجھکو کچھ نہیں اب تجھ سوا
یہ کہا زن نے اسے اے بیخبر　ہے مری ہمشیرہ مجھ سے خوب تر
حسن میں بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار　جسپہ ہیں شمس و قمر دونوں نثار
دیکھ اسے مڑکر ذرا اے سادہ رو　آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہ رو
سنکے یہ اور چھوڑ کر اسکو وہ خام　ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام
جب لگا جانے تو زن نے دوڑ کر　دھول اک سر پر لگائی جلد تر
اک طمانچہ اسکے منھ پر مار کر　یہ لگی کہنے اسے اے خیرہ سر
میری صورت پر اگر عاشق ہے تو　اپنے اس دعوے میں جو صادق ہے تو
غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا　ہے یہ دعویٰ عشق کا اے بیحیا
کرتا ہے دعویٰ تو میرے عشق کا　غیر کو کیوں دلمیں پھر دیتا ہے جا
کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقاں　غیر پر مائل ہو ظاہر یا نہاں
جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر　ہے حقیقت میں وہ مشرک سر بسر
اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو　کعبے میں چاہے بنانا دیر کو
رکھتا ہے دلپر تو داغِ حبِ غیر　اور چاہے ہے کوچۂ دلبر کی سیر
غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال　چشم دلسے دیکھ پھر حق کا جمال
دوسرا ہے کون یاں حق کے سوا　کسلیئے احول بنا ہے بے حیا
جو سوا حق کے ہے دے سکو جلا　ایک دلبر سے تو دل اپنا لگا
جز وجودِ مطلق اور ہستی پاک　دھیان میں تیرے جو آوے ہے سب خاک

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں ہے یہ اک نور منزہ اے جواں
اوّل و آخر نہان و آشکار ایک ہے خورشید اور ذرہ ہزار

ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر ایک صورت جان لے اے بیخبر
ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال اس تکثر سے ہے حیران عقل حال

ہے کہاں سے کثرت آئینہ جاں ہیں سب اسماء و صفات اے نکتہ داں
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں اب قند وحدت سے ہوئے ہیں بند لب

اس شکر نے بند لبوں کو کر لیا گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا
ساقیا اس دشت وحشت سے چھڑا یار کے کوچے کا دے رستہ بتا

جامِ وحدت دیجئے ساقی جلد تر ماسوا کی قید سے آزاد کر
تا کہ میں سب چھوڑ کر کے بند تن بحر دردِ عشق میں ہوں غوطہ زن

اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن سب اور ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ بڑی راحتیں اور چین ہے اوپر عاشق آزاد کے

ہیں طریقِ عشق میں صدہا بلا اے دلِ غمگین غم میں مبتلا
عشق کے رستے میں لاکھوں ہیں الم آفت و درد و بلا و رنج و غم

محنت و خواری و ذلت اور حذر انتظاری بیقراری دردِ سر
کھانا اور پینا نہ سونا ہے وہاں ہاں مگر اک نالہ و آہ و فغاں

نے عزیز و نے قریب و نے شفیق نے کوئی غمخوار اُنکا نے رفیق
ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

لیک عاشق ماہرانِ عشق ہیں ہیں وہ خوش ہر دم بلا و رنج میں
عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں بادشاہ باطن میں ظاہر خوار ہیں

جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام بود سے اپنے ہیں بےخود لاکلام
تو بھی اے امداد اپنے سے نکل ہو کے بیخود کوچۂ دلبر کو چل

خار و خس کو غیریت کی آگ دے بافراغ دل تو تنہا راہ لے
سُن نہ ہونے میں ترے کب ہے برا مت ہو تو اُس میں تجھے ہے فائدا

ڈھونڈ مت اندر خودی کے بہتری بہتری ہے بیخودی میں اے اخی
راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے جسم و جاں کو پہنچے غم گر پے بہ پے

رنج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی جبکہ حاصل ہووے مقصود دلی
بکریوں کا دیکھ گلہ جس طرح بھیڑیا ہوتا ہے خوش اور بافرح

بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار بھیڑیے کی آنکھ میں باغ و بہار
ہے اسی صورت سے حالِ عاشقاں سو بلا و درد و غم میں بے گماں

انکو حاصل یاں جمالِ یار ہے گرچہ تن اُن کا مثالِ خار ہے
عشق کی راہ میں ہو کب آسودگی سربسر ہے درد و غم آلودگی

عیش و عشرت جبتلک چھوٹے نہ تو غیر حق سے اور منہ موڑے نہ تو
ہو نہ جب تک تجھپہ آسائش حرام رکھ سکے کب عشق کے رستے میں گام

کب بھلا حاصل تجھے ہو راہِ عشق مبتلا ہے تو تو اندر جور و فسق
غیر ناکامی کے اس جا کام نے عشق کی رہ ہے رہِ حمّام نے

توشہ ہے اس راہ میں تقوی اترا نان و حلوا طاق میں رکھ اے فتا
نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال باغ و زراع و حشمت و اقبال حال

نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند و زن تیری گردن میں پڑے جو طوق بن
نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ جسکی خاطر ہے یہ ساری صلح و جنگ

نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
نان و حلوا کیا ہے یہ طولِ امل اور فریبِ نفس و علم بے عمل

نان و حلوا کیا ہے سُن اے بدقماش یہ سعی تیری ہے از بہرِ معاش
واسطے دنیائے دُوں کے ہوشیار زیرِ منت ہوگا کس کس کے تو یار

بے بقا کیواسطے اے خود پسند ہوگا کس کس کا تو یاں احسانمند
عیش اور آرام تیرا اے جواں لیگیا یک لخت یہ حلوا و نان

تجھکو یہ صبر و توکل سے چھڑا دربدر رسوا پھرانا ہے سدا
دھو دیا لوحِ توکل سے سبھی نام تیرا جان اے مردِ غبی

۱۷

گوشۂ صبر و توکل چھوڑ کر ۔ کیوں پھرے سر مارتا ابدھر ادُھر
کان میں تیرے پڑا بھی ہے لئیم ۔ حرفِ الرزقُ علی ربٍّ کریم
یعنے ہے رزاق وہ پروردگار ۔ رزق سب کو دیتا ہے لیل و نہار
رزق دیتا ہے تجھے شام و سحر ۔ پھرتا ہے پھر کس لئے تو دربدر
جا قناعت پیشہ کر اے بیخبر ۔ صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر
گھر کے کتے ہی کو جا مرشد بنا ۔ تاکہ دے تجھ کو دکھا راہِ ہُدا

اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دُنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آزمانہ اللہ تعالیٰ کا اُس کو امتحاناً اور نصیحت لینی اُسکو ایک کتے سے

کوہ لبناں میں تھا ایک عابد مقیم ۔ غار میں جس طرح اصحاب الرقیم
چھوڑ کر ظاہر کی ساری چق و بق ۔ غار میں بیٹھا کرے تھا یادِ حق
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار ۔ رات کو کرتا عبادت بیشمار
قدرتِ حق سے اُسے اک وقت پر ۔ نان و حلوا پہنچتا اے نامور
آدھا اُس سے رات کو کھاتا تھا وہ ۔ اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
الغرض وہ رات دن مردِ خدا ۔ یاد میں اللہ کی مشغول تھا
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا ۔ فکر کھانے پینے کا اُسکو نہ تھا
نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خُدا ۔ بے مشقت اور بے محنت سدا
آخرش اک روز بہرِ امتحاں ۔ ہو گیا موقوف وہ حلوا و نان
انتظاری کی نہ آیا پر طعام ۔ وہ ہوا زار و نحیف اے نیک نام
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر ۔ سیکڑوں آنے لگے دلمیں خطر
بھول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ ۔ فکر کھانے میں رہا وہ ساری رات
اور نہ کی اُس نے عبادت کچھ ادا ۔ اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا ۱۸
الغرض کی رات تو جیوں توں بسر ۔ ہو گیا اتنے میں ہنگام سحر
آخرش اُٹھکر وہ باصد اضطراب ۔ غار سے باہر نکل آیا شتاب
کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بے خطر ۔ اور لگا پھر دیکھنے ایدھر اُدھر
جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر ۔ دُور سے قریہ اُسے آیا نظر
کوہ سے نیچے اُتر کر وہ اخی ۔ گاؤں کے اندر گیا باصد خوشی
سُن تو اُس قریہ میں رہتے تھے تمام ۔ گبر اور قومِ نصاریٰ لا کلام
عابد اُس کافر کے در پر ہو کھڑا ۔ یہ کہا کچھ دو مجھے بہرِ خدا
گبر نے ۲ دو روٹی اس عابد کو دی ۔ لیکے اُس کو وہ چلا باصد خوشی
اور کیا عابد نے پھر قصدِ مکاں ۔ تا کرے افطار روزہ اُس سے واں
گاؤں سے باہر نکلکر وہ جواں ۔ غار کی جانب ہوا جسدم رواں
ایک کتا گبر کے دروازے پر ۔ رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر
بھوک کے مارے یہ تھا احوالِ سگ ۔ رہگئے تھے استخوان اور پوست و رگ
گرچہ آگے اُسکے کوئی جو کبھی ۔ کھینچتا گر گردہ پر کار بھی
تو وہ کتا روٹی اُسکو جان کر ۔ جان دیتا تھا وہ اُسپر بے خطر
جو زباں پر آتا تھا لفظ خبر ۔ وہ سمجھ کر خبز دیتے تھا اُسپہ سر
کتا بُو پا کر کے عابد کی ذرا ۔ دوڑ کر جھٹ اُسکے وہ پیچھے پڑا
جب لگا عابد کو پہنچا نضرر ۔ ایک روٹی خوف سے دی جلدتر
ایک روٹی بچ رہی تھی اُس سے جو ۔ لیکے دوڑا اُسکو وہ مرد نکو
کتا جب اس سے فراغت پا چکا ۔ دوڑ کر عابد کا جھٹ پیچھا لیا
دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی ۔ تنگ ہو کر وہ بھی اُس نے ڈالدی
دیکے اُسکو پھر ہوا عابد رواں ۔ اُسکی ایذا سے کہ تا پاوے اماں
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا ۔ جھڑ جھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا
پیچھے اُسکے مثل سایہ وہ چلا ۔ بھونکتا اور کپڑے اُسکے پھاڑتا
ہو کے عاجز اُس سے عابد نے کہا ۔ میں نہیں دیکھا ہے تجھسا بیحیا
تیرے مالک نے ۲ دو روٹی کے سوا ۔ کچھ نہیں مجھ کو دیا اے بے حیا
سو وہ دونوں تجھ کو اب میں دے چکا ۔ پھر کیوں ہے گرد تو مجھ کو بتا
اور کیا چاہے ہے مجھ سے اے پلید ۔ کیا حیا تجھ کو نہیں ہے اے مرید

قدرتِ حق سے وہ کُتا ناگہاں ۔ گفتگو کرنے لگا جوں مردماں

یہ لگا کہنے کہ اے مردِ خدا ۔ غور کر ٹک میں نہیں ہوں بیحیا

بچپنے سے اب تلک اے نامور ۔ رہتا ہوں اُس گھر کے دروازے اوپر

گھر کا اُسکے بن رہا ہوں درباں ۔ بکریوں کا اُسکے ہوں میں پاسباں

گاہ تو دیتا ہے مجھکو پارہ ناں ۔ اور گاہے دے ہے مشتِ استخواں

اور گاہے بھول جاتا ہے مجھے ۔ کچھ نہیں اُسدن کھلاتا ہے مجھے

گذرے ہیں مجھپر بہت شام و سحر ۔ روٹی ہڈی کچھ نہیں آتی نظر

گاہ ہوتا ہے کہ پیہم گبر تو ۔ نے میسر آپ کو نے مجھ کو ہو

ہفتہ ہفتہ گذرے ہیں یہ ناتواں ۔ خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشاں

پرورش پائی جو میں اُسدر اوپر ۔ اور کے در پر نہیں کرتا گذر

گرچہ صدہا رنج اب سہتا ہوں میں ۔ در پر اُسکے پر پڑا رہتا ہوں میں

اُسکی نعمت کا کبھی کرتا ہوں شکر ۔ صبر سے رہتا ہے گاہے مجھ کو شکر

کھیلتا ہوں عشق کی بازی سدا ۔ ساتھ اُسکے میں بصد رنج و عنا

الغرض یہ عاصی اُسکے در سوا ۔ اور کے در کو نہیں پہچانتا

اور تجھے جو ایک دن اے نوجواں ۔ نے ملا تقدیر سے حلوا و ناں

پس بنائے صبر میں آئی شکست ۔ غیر کے در پر گیا اے خود پرست

اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر ۔ گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر

کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر ۔ مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر

واسطے روٹی کے اپنے دوست کو ۔ چھوڑ کر آیا تو یاں اے نیک خو

اور دشمن اُسکے سے کی دوستی ۔ کچھ حیا تجھ کو نہ آئی اے اخی

اب ذرا منصف ہو اے مردِ خدا ۔ بے حیا تو ہے کہ یا میں ہوں بتا

سُنکے یہ عابد گرا بیہوش ہو ۔ پیٹ کے سر ہو گیا بیہوش وہ

اے سگِ ملعون نفس امداد کی ۔ یہ نصیحت گبر کے کتے نے کی

صبر کا در بھی اگر تجھ پر کھلے ۔ گبر کے کتے سے کمتر پھر تو ہے

ساقیا میری خبر لے جلد آ ۔ نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچا

نفس و شیطاں نے کیا مجھ کو اسیر ۔ ہو کہیں بہرِ خدا تو دستگیر

۱۹

اس میں مذمت ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مردِ غبی ۔ واسطے زر کے بنے تو متقی

شانہ و مسواک تسبیح و ریا ۔ جبہ و دستار و قلبِ بے صفا

زہد کا دعویٰ ہو تجھ کو بے شمار ۔ جاہ و عزت کیلئے اے نابکار

لے بنا تقویٰ کی صورت بے نظیر ۔ تا کریں تعظیم سب شاہ و وزیر

ہے گماں تجھ کو کہ ایسے مکر سے ۔ سارے عالم کو مطیع اپنا کرے

ہے توقع تجھ کو اے مردِ غبی ۔ تا کہ اس جھوٹی فقیری سے نری

معتقد ہو کر کے سب اہلِ جہاں ۔ لائیں نظریں پاس تیرے بیگماں

یہ نہیں معلوم تجھ کو اے عزیز ۔ ہیں جہاں میں سیکڑوں اہلِ تمیز

ہیں بہت عالم میں عاقل نکتہ داں ۔ جانتے ہیں سب کی خوبی و زیاں

یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو ۔ اس سے وہ واقف ہیں بیشک مو بمو

پر یقیں ہے تجھ کو اب بیشک یہی ۔ حال سے میرے نہیں واقف کوئی

اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا ۔ لافِ تقویٰ اور عدالت کی سدا

فکر میں ہر دم ہے تو اس بات کی ۔ جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی

کار تیرا سر بسر لیل و نہار ۔ کرتا ہے تحصیلِ جاہ و اعتبار

واسطے زر کے بنے اے نابکار ۔ متقی و عاقل و پرہیزگار

ناں و حلوے کیلئے تو نے لعیں ۔ کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دیں

جاہ و عزت کیلئے اے بے خبر ۔ دین و ایماں سے پڑا تو دور تر

دیں دیا تو نے لیا نانِ حرام ۔ مکر و حیلہ بہرِ تسخیرِ حرام

مال کھاتا شاہوں کا بامکر و شید ۔ چھوٹے غفلت سے نہ تیری عمر و زید

لے فریب و مکر سے شاہوں کا مال ۔ ہر طرح سے پھر اسے سمجھے حلال

پھر یہ تقویٰ اور عدالت باوجود ۔ ایسے وصفوں کے ہے قائم اے جہود

ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار ۔ یہ عدالت اور تقویٰ نابکار

سنگ و آہن سے بھی یہ مضبوط ہے
جو نہیں نقصاں کسی شے سے اُسے
کچھ نہیں نقصاں فریب و مکر سے
اس عدالت اور تقوی کو ترے

نے خلل اسکو کسی شے سے عزیز
چوں وضوئے محکم بی بی تمیز

حکایت تمثیل

حال اُس عورت کا سُن تُو اے عزیز
جو کہ نور رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز
شہر ہرا میں تھی سُن اک بیوہ زن
کہنہ رند و حیلہ ساز و پُر زفن

نام اُس عورت کا تھا اے ہوشیار
کہتے ہیں بی بی تمیزہ ہوشیار
بس عبادت سے اُسے لیل و نہار
تھی سدا رغبت بہت اے نامدار

صبح سے لیکر کے تا وقتِ عشا
باوضو رہتی تھی اے مردِ خدا
بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور
رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایکدم بھر مرد بن رہتی نہ تھی
گرچہ پھر چوڑھا چمار ہووے کوئی
آتا جو اُس بیحیا کے پاس یار
آگے اُسکے پڑتی تھی دامن پسار

لے نمازِ شام سے تا بامداد
نامُرادوں کو سدا دیتی مُراد
اور نہ خالی ہوتی تھی اُسکی دوات
ایکدم بھر بے قلم سے نیک ذات

جو کوئی لاتا مراد اپنی وہاں
جھٹ رقم کرتی وہ اُس پر بیگماں
رند اور اَو باش کے مقصود کو
خوب بر لاتی تھی وہ اے خوبرو

اُسکی چکّی شیخ کے مانند یار
پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار
اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار
کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار

جس کسی کے نیچے سے اٹھتی بناز
ہوتی تھی فی الحال مشغولِ نماز
بے وضو بے غسل بے نیّت سدا
خوب کرتی تھی رکوع سجدا ادا

اُسکے اوپر کہتی تھی وہ بدگہر
باوضو رہتی ہوں میں آٹھوں پہر
ایسی بدذاتی سے پھر وہ بیحیا
آپ کو کہتی تھی مَیں ہوں پارسا

ایک دن اک رند نے اُس سے کہا
کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا
اس طرح کے کار سے تیرے مجھے
حیرت آتی ہے بہت اے نیک پے ۲۰

باوجود ایسی جنابت کے سدا
خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا
نیّت اور آداب یہ محکم وضو
کر بیاں کچھ حال اسکا مجھسے تو

یہ وضو تیرا اُسن اے نیکو سیر
سنگ و روئیں سے بھی ہے مضبوط تر
بلکہ ہے سدِ سکندر سے دو چند
جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند

ہے مثال ایسی ہی تقوی کی ترے
ہر طرح کے کار سے قائم رہے
جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو
سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو

یوں ہی تقوی اور عدالت تیرا یار
سو فریب و مکر سے ہے پائدار
ہے خدا کی مار ایسے شخص پر
بےحیا بےشرم جو ہوا اسقدر

ساقیا آحد سے گذرا انتظار
جام دے وہ جس سے ہو سینہ فگار
کر کے تا ناموس کے دامن کو چاک
آتش دل سے میں ڈالوں سر پہ خاک

اِس میں مذمت اُن درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دُنیا جان تو اے خود پسند
مکر و حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند
درس تیرا اسلیئے ہے صبح شام
تاکہ ہو مشہور علم اور فضل تام

بہر اظہارِ فضیلت اور عمل
آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل
تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے
خلق میں مشہور ہونے کیلئے

علم و فضل اپنا جتانے کیلئے
سو خرابی اور بلا میں تو پڑے
ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال
مرد و زن کیواسطے ڈالے ہے جال

تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام میں
سو فریبوں سے تو لایا دام میں
جاہل و نادان جو بے عقل و شعور
جال میں تیرے پڑے اے پرغرور

معتقد تیرے ہوے وے پرضرور
کَون شوئی کا نہیں جنکو شعور
جاہلوں میں بیٹھ کر بن بن سدا
علم و فضل اپنا جتایا خوب سا

خوب سی تقریر کو دیکر کے زیب / جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب
دوسرے کو تو نصیحت ہو مدام / اور ہووے خود فضیحت لاکلام

راہ جنت کا بتاوے اور کو / آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو
رہ بتاوے اور کو گلزار کی / اور ہووے آپ رسنہ نار کی

شہد و شربت اور کو دے ہے پلا / آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا
کرتا ہے اوروں کو سیدھی راہ پر / اور ہووے آپ گمرہ جان کر

بھیجتا ہے اور کو گلزار میں / آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں
ہے یہ سب اسواسطے اے پرخلل / لوگ جانیں تا ترا علم و عمل

خوب سی شیخی جتائی کھول کر / مکر اندر مکر لکھا ہے ہنر
پر اصول و فرع تیرے اے اخی / محکم ان دو سے نہیں ہے ایک بھی

کچھ حیا بھی تجھ کو آتی ہے بتا / حق تعالیٰ اور پیمبر سے بھلا
جان اس رہ میں ترا کیا غول ہے / یہ ریائی درس نامعقول ہے

کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس / ہے یہی شیطان تیرا اور نفس
یہ ریا کا جو ترا ہے وعظ و پند / زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند

ہوتی ہے جس درس میں روی و ریا / درس ہے کب ہے وہ اک قہر و بلا
چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا / دولتِ ایمان کو ہے لوٹتا

خنجر لاحول سے اس چور کو / قتل جس نے کر دیا اے نیکخو
دولتِ ایمان لی اس نے بچا / باخوشی جنت میں جا ڈیرا کیا

درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض / ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض
آپ کو جس نے اگر اس مرض سے / کر دیا آزاد جاں اے نیک پے

اسپ دولت کو وہ اپنے باہنر / ہے وہ دوڑاتا فرازِ عرش پر
ساقیا لے بہر حق میری خبر / نفس و شیطاں نے کیا زیر و زبر

وقت ہے امداد کی امداد کا / کرکے امداد انکے پیچوں سے چھڑا
تاکہ یہ جاکر کے بے روی و ریا / اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا

۲۱ اس میں مذمت اور برائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسباب عقبیٰ کے سے

کیا ہے دنیا یعنے اسبابِ جہاں / آفتِ جاں ہے ہر اک پیر و جواں
یہ کرے قربِ خدا سے تجھ کو دور / اور کرے راہِ خدا سے تجھ کو دور

کر دیا قرباں اُس پر اپنا سر / ہو گیا تو راہِ حق سے دور تر
کر دیا ہے تلخ تیرا یار کام / اسطرح کے نان و حلوے نے تمام

اور بھی اکثر ترا اے نیک خو / لے گیا ہے رونقِ اسلام کو
جلد اس اسباب کو اے بہرہ ور / بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دور کر

اور اس دنیائے دوں پر خاک ڈال / آپ کو بارِ گراں سے تو نکال
سعی تیری ہے یہ اے صاحب ہنر / واسطے دنیائے دوں کے سربسر

سعی کچھ جانی نہ عقبیٰ کی ہے کیا / سعی دنیا میں رہا تو مبتلا
اس کی رہ میں ہو نشگافی اے شقی / اس کی رہ میں کند فہمی احمقی

پیچھے اسکے دوڑے ہے از جان و دل / اسکے پیچھے جائے جیسے خر بگل
باوجود اس سعی و محنت کے ذرا / جو کہ چاہے تھا نہ وہ حاصل ہوا

سعی دنیا میں رہا تو عمر بھر / کیا ہوا حاصل تجھے جز دردِ سر
سعی عقبیٰ کی جو تو کرتا میاں / کار دنیا کا بھی بر آتا میاں

کار عقبیٰ کا جو کرتا بند و بست / کار دنیا کے بھی سب ہوتے درست
اسلئے فرماتے ہیں خیر البشر / جو کوئی دنیائے دوں کو ترک کر

ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع / اپنے اس اللہ کی جانب رجوع
کار اُسکے دنیا و دیں کے تمام / ہوتے ہیں آسان سب اے نیکنام

اِسکے اوپر یاد آئی ایک مثال | کان دھر کے سُن اُسے اے خوش خصال

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کارِ آخرت کا اوپر کارِ دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی اِک مَردِ صَالح نوجواں | کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اَے میاں
اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا | اونٹ اُسکا بھاگ جنگل کو گیا
مَردِ حیراں ہو کے بولا اَے خدا | پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے مرا
اور نمازِ جمعہ بھی دُوں ہاتھ سے | ہوں خرابی میں پڑا اِس بات سے
جو مَیں ڈھونڈوں اونٹ کو جنگل میں جا | بس نماز اور زرع دونوں کھو چکا
آخرش بولا تامل کر کے وہ | چل نمازِ جمعہ کو جو ہو سو ہو
یعنے کارِ دِین کو ہووے بقا | اور کارِ دنیوی کو ہے فنا
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفٰے | حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا
جا کے مسجد میں ہوا مشغول ذکر | اور بھلائی دل سے سب دُنیا کی فکر
ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر | دیکھتا کیا ہے کہ وہ اُسکا شُتر
اپنی بی بی سے یہ پوچھا اُسنے جا | کسطرح یہ اونٹ آیا ہے بتا
ہو کے گردِ اسکے قوی سا بھیڑیا | مار کر یاں تک اسے پہنچا گیا
اَب مَیں جا کر سینچتا ہوں کھیت کو | اپنے اس معمول پر جتنا کہ ہو
آخرش اُٹھکر وہ مَردِ نوجَواں | کھیت کی جانب ہوا اپنے رَواں
خود بخود اُس نہر سے بس بیگماں | اُسکی ہر کیاری میں ہے پانی رَواں
ہے نہ ہمسَایہ مرا ایسا بھلا | کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ
بولے سب ہی یہ عجب اک ماجرا | خود بخود پانی اِدھر کو ہو لیا
روکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر | پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
حکمِ حق سے کھیت میں تیرے میاں | ہر کیاری میں ہوا پانی رَواں
جو کوئی دُنیائے دُوں کو ترک کر | باندھ لے حق کی عبادت میں کمر
دِین کو دل سے کرے جو اختیار | خود بخود دنیا ہو آس پر نثار
جس نے کی دُنیا مقدم دِین پر | وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر
ہو نہ حاصل دِین اور دنیائے دُوں | قعرِ دوزخ میں پڑے جا سرنگوں

پاس اُسکے کہتے ہیں تھا اِک شُتر | بھاگنے کی اسکو عادت تھی مگر
اور آدھے دن جمعہ کا اِسلئے | تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
گر مَیں دُوں کھیتی کو پانی اَب یہاں | اونٹ اپنے کو مَیں پھر پاؤں کہاں
گر نہ دُوں کھیتی کو پانی اِس زماں | ہوتی ہے بالکل خراب اے مہرباں
اس تردد سے وہ مَردِ خوش لقا | ہر طرح کے رنج میں تھا مبتلا
کیونکہ اِس دَولت کو ہے بیشک بقا | اور سوا اِسکے ہے سب شَے کو فنا
جو کہ فانی سے لگاوے دل عزیز | اُس سے زیادہ کون ہے بس بے تمیز
جا غرض تکبیرِ مسجد اُس نے کی | اجر قربانی کا پایا اونٹ کی
باخضوعِ دل بصد عجز و نیاز | سامنے حق کے پڑھی اُس نے نماز
ہے کھڑا اپنے مکاں پر اے میاں | عاجز و مسکیں غریب و ناتواں
یہ کہا عورت نے اسکی اے میاں | اِک درندہ اِسکو لایا ہے یہاں
شکرِ حق کرنے لگا وہ نیک خو | یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
کُل نہ آوے ہاتھ میں تیرے اگر | جُز کو تو مت چھوڑ پر اے بہرہ ور
جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر | پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
ہو کے حیراں مرد بولا اے خدا | کھیت یہ سیراب کیونکر ہو گیا
پوچھا آخر اُس نے ہمسَایوں سے جا | کھیت میں پانی مرے کس نے دیا
سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو | پر یہ پانی جاتا تھا تیرے کھیت کو
ہو گئے ناچار جب اے با اَدب | چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
ہو کے شاداں اور خرم وہ جواں | شکرِ حق کرنے لگا بس بیگراں
آپ خود آ کر یہ دنیائے ذلیل | پاؤں میں اُسکے پڑے ہو کر ذلیل
اور جو حق کو چھوڑ دُنیا میں پڑے | دِین و دنیا سب خراب اپنی کرے
ہو گیا اُس شخص پر قہرِ خدا | جو ہوا دنیائے دُوں میں مبتلا
ساقیا وہ جام دے اب نو بنو | عیشِ دنیا جس سے مجھ پر سرد ہو

چھوڑ کر دنیائے دُوں کو سر بسر / حکم پر دلدار کے باندھوں کمر

سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کسقدر سعی اُس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اُس کا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال / ایک منعم سے کیا اُس نے سوال
یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر / درپے مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیائے دنی / کسقدر ہے کہہ تو اے مردِ غنی
یوں کہا اُس نے کہ بیحد و شمار / کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا / رہتا ہے اسکی تگ و دَو میں سدا
کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل / یہ کہا اُس نے کہ کچھ قدرِ قلیل
پر جو ہے مقصود اے روشن ضمیر / پر نہ آیا اُس سے کچھ عشر عشیر
یہ کہا عارف نے اِسکے ہے تو اب / فکر میں تحصیل کے ہر روز و شب
رنج و غم میں تو عبث اُسکے میاں / عمر کو کرتا ہے اپنی رائگاں
قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا / عمر اپنی اِس پہ کی تو نے فدا
جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا / اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا
مدعا دل کا ترے اِس سے کہیں / کچھ نہیں حاصل ہوا اے نیک دیں
ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبےٰ کا گھر / سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر
اُس سے کچھ حاصل تجھے کیونکر ہو جہاں / میں نہیں کہتا تو کہہ اے نکتہ داں
یعنے اِس دنیائے دُوں سے اب تجھے / دارِ عقبیٰ ہو وے حاصل کب تجھے
مرد وہ ہیں جو کہ دنیا چھوڑ کر / باندھتے ہیں راہِ عقبیٰ میں کمر
اور تو بہر گاؤ نفس بے حیا / کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا
یادِ حق کو تو نماز فرض جان / اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زماں
اِس جہاں فانی ہیں تو فانی ہوا / راہِ عقبیٰ کو دیا دل سے بھلا
واسطے عقبیٰ کے تو اے بہرہ ور / چھوڑتا مردار دنیا کو اگر
خود بخود یہ زالِ دنیا ہو ذلیل / پاؤں میں پڑتی ترے باقال ذلیل

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا انکے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے حکایت

ایک صاحب دل وَلی با عز و جاہ / با خوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ
اور گردِ اُسکے مرید اور طالبیں / جمع بیٹھے تھے بصدق و یقیں
ناگہاں دو جانور اک طرف سے / سامنے کو آگئے اڑتے ہوئے
ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا / اور اُسکی جستجو میں دوسرا
اُن میں آگے تھا کبوتر بس رواں / سب سے عاجز اور حقیر و ناتواں
اُسکے پیچھے مرغِ زریں بال و پر / اڑتا جاتا تھا نہ اک بھی ایک کے
اور پیچھے مرغِ زریں کے اوڑا / جاتا تھا بدبخت کوا جوں ہوا
کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش دلے / ہاتھ آتا تھا نہ اک بھی ایک کے
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہ دیں / ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہیں
کیوں کبوتر کے ہے پیچھے مرغ یوں / اور پیچھے مرغ کے کوا ہے کیوں
ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغ یوں / زاغ باغی مرغ کا تابع ہے کیوں
جنسہائے مختلف ہیں ہے یہ کیا / ایک کا تابع ہوا جو دوسرا
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی / جنس سے ہے جنس کو میل اے اخی
جنس جانب جنس کے رکھتی ہے میل / ساتھ دن کے دن ہے اور ہے شب کے لیل
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا / اور کافر پر ہو کافر مبتلا
صالحوں کیساتھ ہو دیں صالحاں / ساتھ بدکار ونکے ہوں بدکاریاں
زاغ بہر زاغ کے ہو کر اُڑیں / بلبلوں کیساتھ بلبل خوش رہیں
انبیا اسواسطے پیدا ہوئے / جنس ہے انسان کے اے نیک پیے

آدمی نالکے اپنے جنس سے — بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے
جنس سے ہو جنس اپنی کامیاب — فیض ہے ہم جنس سے سب کو شتاب

انبیا ہوتے فرشتوں سے اگر — کب پکڑتے اُن سے انسیت بشر
کب بھلا انسان ہو کر بے حجاب — راہ حق لیتے فرشتوں سے شتاب

اک خلاف جنس سے ہوں سو حجاب — اور ہوں ہمجنس سے لک فتحیات
فائدہ ہمجنس سے ہو جس قدر — غیر جنسیت سے ہوا تنا ضرر

روح جو آئی ہے ملک امر سے — زہد و طاعت سے ہے راغب اسلئے
جسم ملک خلق سے پیدا ہوا — خواب و خور میں اس لئے ہے مبتلا

اُس کی پیدائش ان دو[2] سے ہوئی — حق نے جو دونوں کی اسمیں جمع کی
جو کرے یہ میل جانب خاک کی — نفس امارہ[1] بنے ہے اس گھڑی

اور کرے جو روح کیجانب گذر — نفس لوامہ بنے اُس وقت پر
میل ملک امر کا جب اسمیں ہو — آوے لوامہ کی جانب دوڑ وہ

جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا — ملہمہ کی طرف پھر رکھتا ہے پا
بعد تہذیب اور کمال اجتہاد — مطمئنہ ہووے وہ اہل وداد

اس سخن کی کب ہے امداد انتہا — ماجرا ان طائروں کا پھر سنا

جواب دینا اُس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین اور دلجمعی کے اور بیان کرنا حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مرد صوفی کو ندا آئی نہاں — یہ مریدوں سے تو کر اپنے بیاں
جو اُڑے جاتے ہیں یہ تینوں جانور — ہے مثال اُنکی سمجھ اور غور کر

بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دُور — دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور
یہ مثال اُن کی ہیں تینوں جانور — ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر

طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب — ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب
بھاگتا ہے یہ کبوتر پے بہ پے — مرغ زریں کے فریب و مکر سے

اور درپے مرغ زریں اسکے ہے — تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے
لیک ہرگز یہ کبوتر نازنیں — ہاتھ آتا مرغ زریں کے نہیں

اور پیچھے مرغ زریں کے اڑا — حرص سے جاتا ہے کوّا بیحیا
پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا — گرچہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا

جان عارف ہے کبوتر کی مثال — جاتا ہے حق کیطرف بے قیل و قال
اور زریں مرغ تو دنیا کو جان — دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیگمان

زاغ یعنی اہل دنیا حرص سے — چوں زغن مردار دنیا میں پڑے
کر تو دنیا دار کو کوّا شمار — ہوتا ہے مردار دنیا پر نثار

اہل دنیا واسطے دنیا کے یار — دوڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار
لیک وہ مکارہ اُن سے بھاگ کے — مرد حقانی کے جا پیچھے پڑے

بھاگتا ہے مرد حقانی مگر — مکر سے اس بیحیا کے خوف کر
دوڑتی ہے اسکے پیچھے یہ سدا — بھاگتا ہے اس سے وہ مرد خدا

ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا — بھاگے ہی جو اس سے یہ اُسی کے پاس جا
اور جو اسکو طلب کرتے ہیں یہاں — بھاگتی ہے اُن سے یہ کوسوں یہاں

تمثیل

اور سن اس پر تو مجھسے اک مثال — نیک لوگوں کا بیاں کرنا ہے حال
ایک دن ہارون رشید بادشاہ — تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ

اور گرد اسکے بکثرت لاکلام — تھے کھڑے آداب سے لونڈی غلام
مہرباں اُنپر جو کچھ سلطاں ہوا — حکم یہ مختار کاروں کو دیا

[1] نفس چار ہیں- امارہ- لوامہ- ملہمہ- مطمئنہ- ۱۲ ح

جو کہ نوشہ خانہ میں موجود ہے ۔ سامنے لاکر دھریں ہر ایک شے
سنتے ہی مختار کاروں نے جبھی ۔ پیش شہ ہر ایک نعمت لا دھری
حکم پھر لونڈی غلاموں کو دیا ۔ شہ نے کیں یہ نعمتیں تمکو عطا
جسکو اس نعمت سے جو مطلوب ہو ۔ لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو
سنتے ہی اس بات کے لونڈی غلام ۔ گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پہ تمام
کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا ۔ ہاتھ اک لونڈی نے شہ پر رکھدیا
ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا ۔ رکھدیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب بتا
عرض کی لونڈی نے جب اسے نیکخو ۔ صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اُسکی کمبختی ہے کیا پھر جو شہبا ۔ چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا
بادشاہ سنتے ہی جھٹ اس بات کے ۔ اُسپہ عاشق ہوگیا دل جان سے
اور کہا شہ نے اُسے اے باادب ۔ کردیا آزاد تجھ کو میں نے اب
اور یہ سب نعمائے اور باندی غلام ۔ کردیئے تجھ کو عطائے نیک نام
اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے ۔ دلسے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے
چھوڑ کر نعمائے دنیا سر بسر ۔ دل لگا وے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالیٰ ہو کے خوش اُس شخص سے ۔ آخرت کی نعمتیں سب اُسکو دے
تو بھی اے امداد مہر ذوالجلال ۔ دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال
ماسوا پر ہو نہ ہرگز مبتلا ۔ خالصاً للہ حق سے دل لگا

اس میں مذمت اور برائی ان لوگونکی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبت بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونیکا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دو ضدوں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور ۔ قرب سلطاں ہے تو کر اس سے حذر
ہوش سر سے بھی ہے اور دلسے سرور ۔ قرب سلطاں اس سے رہ تو دور دور
ہے سعادتمند وہی اے فتا ۔ آپ کو جس نے لیا اس سے بچا
قربت سلطاں سے بچ کر بچ سکے ۔ کیونکہ یہ تیرا وبال جان ہے
اور ہے ایماں کا بھی اسمیں ضرر ۔ ہو سکے جتنا تو کر اس سے حذر
اس کے اوپر کہتا ہوں اک داستاں ۔ کان دلسے تم سنو اے مہرباں
نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی ۔ جو بیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غبی

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر ۔ راہ حق میں چست و کامل بے نظیر
چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار ۔ کرلیا تھا اُس نے گوشہ اختیار
خلق سے ہو کر جدا جنگل میں جا ۔ کرتا تھا تنہائی میں یادِ خدا
بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا ۔ ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
باہر آتا تھا نہ وہ اُس غار سے ۔ پر کبھی حاجت ضروری کیلئے
بعد ہفتے کے جو ہوتی اشتہا ۔ کھاتا تھا برگ شجر وہ پارسا
ایک مدت ہوگئی اُس کو بسر ۔ ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر
تھی اُس عارف پر عنایات خدا ۔ واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
چھوڑ دے اس عالم کو جو حق کیلئے ۔ بے شبہ وہ اپنے دلبر سے ملے
جہد و کوشش شرط ہے پر اے پسر ۔ راہ مں دلدار کے شام و سحر
ہے بہت باریک راہِ دل رُبا ۔ چل سکے بے راہبر کے کب بھلا
ہیں گی اس رہ میں بہت سی گھاٹیاں ۔ طے ہو کب بے راہبر کے اے فلاں
کہتے ہیں حضرت محمدؐ اس لئے ۔ راہبر لے ساتھ پھر تو راہ لے
راہبر لے تا تو سیدھی راہ جا ۔ گھاٹیوں میں ورنہ ہوگا مبتلا
اُولیاء ہیں راہبر اس راہ کے ۔ اُن کے دامن کو پکڑ اور راہ لے
عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز ۔ بے مدد مرشد کے کب ہو سرفراز

سرّ باطن کب ترے دل پر کھلے ۔ تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے
گرچہ کی تو نے عبادت سالہا ۔ لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
جو کہ تھی حرص و ہوا دل میں بھری ۔ اِس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی
جو نہ جا حرص و ہوا دل سے ترے ۔ اُس عبادت کو ترے پھر کیا کرے
کہتا ہے حق دیکھ دیدہ کر کے باز ۔ منع کرتی ہے گناہوں سے نماز
عادتی ہے یہ تری روزہ نماز ۔ سرّ باطن اِس سے کب تجھ پر ہو ناز
پیروی کر جان سے مرشد کی تو ۔ تاکہ کر دے تجھ کو سیدھی راہ کو
ورنہ اِس رہ میں تو بے مرشد سدا ۔ ٹھوکریں کھا تا رہیگا جا بجا
سوچ تو دل میں ذرا اے نیک پے ۔ بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے
تیر دیکھا ہے کوئی بھی اَب بتا ۔ بے کماں کے جا نشانے پر لگا
کس نے پایا ہے صراط المستقیم ۔ بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم
انتہا رکھتا نہیں ہے یہ سخن ۔ حال اُس درویش کا اب مجھسے سُن

آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے

درمیاں اُس غار کے وہ پارسا ۔ ذکر و فکرِ حق میں رہتا تھا سدا
ناگہاں اک روز اے فرخندہ فال ۔ ایک عورت صاحبِ حُسن و جمال
با ہزاراں خوبی و زیبندگی ۔ آگئی خدمت میں اس درویش کی
دست بستہ باادب ہو کر کھڑی ۔ عرض خدمت میں یہ کی درویش کی
جو کرو اسدم قبول حضرت مجھے ۔ کیا کریموں کے کرم سے دور ہے
تیری خدمت میں رہونگی میں مدام ۔ جو کہ فرماؤ بجالاؤں تمام
دیکھ کر درویش نے اُسکے تئیں ۔ کر لیا معلوم باطن سے وہیں
ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار ۔ سامنے آئی مرے کر کے سنگار
یہ کہا درویش نے اَے بیحیا ۔ دُور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ
بھاگ کر تجھسے یہاں آیا ہوں میں ۔ چھپکے آبیٹھا ہوں تنہا غار میں
کیوں یہاں آئی ہے اسجا اے پلید ۔ مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید
یہ کہا اُس نے کہ اے درویش جان ۔ حکم سے حق کے میں آئی ہوں یہاں
حق میں میرے تجھ کو اے مرد یقیں ۔ فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں
آئی ہوں میں حکم حاکم سے یہاں ۔ کیوں خفا ہوتا ہے مجھ پر اے میاں
کہکے یہ نظروں سے وہ غائب ہوئی ۔ اور عارف کو ہوئی وحشت بڑی
یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی ۔ جوتیاں مجھ سے بہت سی کھائیگی
گر نہ جائے گی وہ میرے پاس سے ۔ گور کا مصرف کرونگا میں اُسے
گر نہ جا مجھ پاس سے دنیا نے دُوں ۔ خرچ اُسکو راہِ عقبیٰ میں کروں
مال دنیا ہے یہ زہر سہم ناک ۔ گر اُسے پاوئے تو اُس پر ڈال خاک
یعنے اُسکو صرف کر نیک امر میں ۔ تاکہ کام آوئے وہ تیری قبر میں
واسطے حق کے جو دے تو اک یہاں ۔ اُسکے بدلے پاوئے تو سَو حصے وہاں
کر سخاوت کا تو ہمیشہ اختیار ۔ تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار
چاہتا ہے وہ جو کچھ پروردگار ۔ کرتا ہے اسباب اُسکے آشکار
دس برس تک وہ فقیر اُس غار میں ۔ تھا رہا مشغول حق کے کار میں
کوئی آتا تھا نہ اُس پاس اے پسر ۔ کیونکہ بستی سے تھا جنگل دُور تر
گائیں بکری اونٹ خچر اور گدھے ۔ واں تلک آتے نہ چرنے کیلئے
اتفاقاً اک برس تقدیر سے ۔ قحط عالم میں پڑا حد سے پَرے
خشک سب کھیت اور جنگل ہو گئے ۔ آدمی حیوان کُل مرنے لگے
گلہ ہائے اشتر و گاوان و خر ۔ پھرتے تھے چرواہے ایدھر اوادھر
کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بُو ۔ دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو
یوں ہی پھرتے پھرتے اکدن ناگہاں ۔ آئے پاس اُس غار کے سب راعیاں
چند اک چوپائے گرد اُس غار کے ۔ دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آگئے
پھر تو چرواہے وہاں آنے لگے ۔ لے کے چوپائے چرانے کے لئے
ناگہاں اکدن وہ عارف غار سے ۔ آیا باہر ایک حاجت کے لئے
کی تھی جو حق کی عبادت بیشمار ۔ نور حق تھا اُس کے منھ سے آشکار
دُور سے چرواہے صورت دیکھ کے ۔ گرد اُس درویش کے آکر ہوئے

اعتقادِ دل سے جا ہر ایک نے　رکھدیا پاؤں پہ سر درویش کے
جو کہ تھا درویش مشغولِ خدا　اُن کی جانب کو نہ کچھ راغب ہوا

جسکو حاصل ہووے وصلِ دلربا　پھر ہے اسکو اور سے مطلب ہی کیا
آخرش سب نے بصد عجز و نیاز　یہ کہا درویش سے اے پاک باز

اسکو خواہش ہو اب جس چیز کی　حکم کیجے ہم بجا لاویں ابھی
دیکھا جو درویش نے انکے تئیں　پاس سے میرے یہ ٹلنے کے نہیں

کرکے اُن کی عجز و زاری پر نظر　یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر
ایک مدت سے یہ نفسِ بدسرا　مانگتا ہے دودھ مجھ سے برملا

شیر کے دو ایک دیکر گھونٹ یار　تا ہیں مارِ نفس کا دوں زہر مار
عرض کی یوں قحط سے باراں کے اب　گائیں بکری ہوگئیں بے دودھ سب

جب نہ انکو چارہ کھانے کو ملا　شیر انکے خشک پستاں سے ہوا
اور کہا رو رو کے سب نے باحزن　تم نے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن

دیکھ کر درویش اُن کا اضطرار　یہ کہا اُن کو کہ اے مردانِ کار
ایک گائے کرکے اب سب سے بدر　اس کو دوھو تم خدا کے نام پر

کرکے بسم اللہ اب لے نیک راہ　سعی کر تو ہو گی امدادِ الٰہ
کارِ عقبیٰ میں ہے کوشش شرط یار　جہد و کوشش کر جو تو ہے ہوشیار

گوش جاں سے سُن ذرا اے مہرباں　کہتے ہیں کیا سرورِ پیغمبراں
سعی و کوشش ہے اُن ہی کی بامراد　کرتے ہیں جو نفس پر اپنے جہاد

بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے　جہد کر چل منزلِ مقصود پے
راہ کو کر قطع چل پاؤں اٹھا　بیٹھنا راہ میں کیا ہے فائدا

ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب　ہر گھڑی رہتا ہے اُسکو اضطراب
راہِ حق دیکھی ہے کیا آسان یار　جو پڑا ہے تو یہاں پاؤں پسار

راہ لے چل عیش کے دامن کو پھاڑ　تا نہ اُلجھے اُن سے اندر خار و جھاڑ
ہے یہ منزل پرخطر جا خار و زار　جو تو جا کپڑوں سے ہو بالکل فگار

یعنے یہ کپڑے اُلجھ کر جھاڑ میں　خوب سا تن کو ترے زخمی کریں
طاق میں رکھ تن سے تو کپڑے اُتار　بادلِ فارغ تو پھر لے راہِ یار

دور ہے منزل بہت رہ میں پہاڑ　اور بہت سے جابجا کانٹوں کے جھاڑ
چاہتا ہے جو تو جا اِس راہ کو　ہاتھ میں لے اپنے تیشہ آہ کو

قطع کر یہ خار رہ سے تاکہ تو　جلد پہنچے منزلِ مقصود کو
ورنہ لے تیشہ ترا تن ہو فگار　روکدیں رہ سے تجھے یہ سنگ و خار

یعنے لا سے تیز سے تیشہ بنا　سنگِ غیریت کو پھر رہ سے ہٹا
منزلِ مقصود اِلّا اللہ کر　سیر واں جا بادلِ آگاہ کر

یعنے یہ حرص و ہوائے دینوی　غیر حق کے ہے ترے دلمیں بھری
مہر حق تو دل سے ان کو دور کر　نورِ عرفاں سے اسے معمور کر

یہ سخن ہے بے بیاں اے دوستو　حال اُس درویش کا مجھ سے سنو

قصہ۔ دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بداعتقادی سے

ایک چرواہا غرض ان سے اُٹھا　پاس گاؤ نارسیدہ کے گیا
اُسکے دوہنے کا ارادہ کرلیا　تاکہ لیوے امتحاں درویش کا

اُس جواں نے پاس اُس گائے کے جا　ہاتھ جھٹ اُسکے تھنوں پر رکھدیا
ہاتھ رکھتے ہی تھنوں پر بیگماں　دودھ کی دھاریں ہوئیں اُس سے رواں

ہو کے حاضر سامنے درویش کے　دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے
دودھ لے عارف نے اُس سے پی لیا　بعدہٗ اُس غار میں جاکر چھپا

ریوڑوں کو لیکے سارے راعیاں　شہر کی جانب ہوئے یار رواں
شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے　اس کرامت سے وے حیران ہوئے

دن کئی گذرے غرض اسطرح پر　آتے تھے چرواہے وے اُس غار پر
رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بجا　اس کرامت کا بہت چرچا ہوا

تھا خلائق کی زباں پر یہ کلام　شاہ تک بھی ہوگیا یہ قصہ عام
سنتے ہی اِس بات کے شہ نے کہا　سب امیروں اور وزیروں سے بلا

چلکے اُس عارف کی زیارت کیجیے
کیونکہ وہ دورے میں اپنے فرد ہے

کہہ کے یہ اور اٹھ کے باصد التجا
خدمتِ درویش میں حاضر ہوا

صحبتِ میر و وزیر و بادشاہ
ہے بڑا فتنہ سمجھ اے نیک راہ

ان کی صحبت سے ہر اک حیران ہوا
عاجز اِن کے مکر سے شیطان ہوا

پاس سلطانوں امیروں کے نہ جا
آپ کو ان سے بہر صورت بچا

اِس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں
دین حق کے ہیں ایسی یہ عالماں

جو کہ عالم جا امیروں سے ملے
دین کے بیشک ہوئے وہ چوٹّے

الغرض شہ عجز و زاری سے سدا
پاس اُس درویش کے رہنے لگا

ہوتے ہوتے جا کہا یہ سلطان نے
خوب ہو جو شہر میں عارف چلے

باعثِ برکاتِ رحمانی ہے یہ
سایہ انوارِ ربانی ہے یہ

شہر میں ہو اسطرح کا مُرد جو
زیبِ شاہی رونقِ اسلام ہو

باادب کی عرض یہ درویش سے
شہر میں چلئے تو اب کیا خوب ہے

بولا وہ سُن اے وزیر اب مجھ کو کیا
خلق کے ملنے سے بتلا فائدہ

ہے موافق طبع ویرانہ مجھے
اور ہر اک طالبِ آرام سے

مرضیِ حق کا ہوں طالب میں سدا
خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا

کہتے ہیں حضرت محمدؐ مصطفٰے
جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا

فائدہ وحدت میں ہووے جسقدر
اِس سے ستّو درجہ ہو کثرت میں ضرر

پھر وزیرِ حیلہ جو نے عرض کی
گر پکڑتے اسطرح گوشہ نبیؐ

یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیاؒ
دعوتِ حق پاتی یہ کب خلقِ خدا

لیک جو بیمار ہو اے باشعور
چاہیئے پرہیز اُس کو بالضرور

اور صحت جس نے پائی مرض سے
کیا دوا پرہیز کی حاجت اُسے

ایک مجھ میں حرص کچھ باقی ہے اب
چاہیئے پرہیز مجھ کو اس سبب

تارکِ دنیا ہو تم تو بالیقیں
آپ سے ہم پاس تم آئے نہیں

تیرے نفسِ پاک سے اے مہرباں
ہو گئی روشن ہماری جانِ جاں

سامنے تیرے ہوا و حرص سب
محو دل سے ہو گئے یک لخت اب

نفع جس سے ہو خلائق کو تمام
فائدہ اُس سے اٹھاویں خاص و عام

اُسکا ثانی کوئی عالم میں نہیں
عالم و کامل وَلی سلطانِ دیں

شہ کے آنے سے ہوا درویش کو
شغل میں حق کے حرج بے گفتگو

ہے سلاطینوں کی صحبت مثلِ آگ
تیر کے مانند اِن سے دُور بھاگ

ہے تکبّر اُنکے دلمیں یوں بھرا
بکریوں میں جس طرح ہو بھیڑیا

صحبت اُنکی کبر و غفلت لاتی ہے
اور قناعت کا اثر لیجاتی ہے

پر نہ ہو جو ہمنشین و ہم طعام
ساتھ سلطانوں امیروں کے مدام

بس ڈرو اِن سے بچو اے مومنین
تا تمہارا بچ سکے اسلام و دیں

پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر
ہو گئے آپس میں جوں شیر و شکر

سوچ کر دل میں کہا دستور کو
جو چلے محلوں میں عارف خوب ہو

اِس کے قدموں کے طفیل ایجہرہ ور
رحمتِ حق ہووے نازل شہر پر

الغرض آیا وزیرِ حیلہ جو
پاس اُس عارف کے باصد گفتگو

مردِ آزادہ تھا وہ مردِ خدا
بھاگتا تھا خلق سے کوسوں سدا

مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا
اختلاطِ خلق سے ہے سو بلا

طالبِ آرامِ نفس اپنے کا اب
میں نہیں ہوں اے وزیرِ باادب

ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا
گاؤخر میں رہنے کا کیا فائدہ

اختلاطِ خلق سے ہے جو بچا
جان اپنی کو سلامت لیگیا

جس نے کثرت سے بچایا آپکو
ملکِ وحدت کا ہوا سلطان وہ

کب پہنچتا خلق کو دینِ خدا
رہتا گمراہی میں ہر اک مبتلا

یوں کہا درویش نے اے باخدا
جو کہا تو نے یہ حق ہے اور بجا

جو نہ بیماری میں پرہیز اب کرے
بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جان سے

انبیا اور اولیاؒ اے راستیں
رنج و بیماری سے ہیں پاک اے متیں

سُنکے بولا وہ وزیر اے نیک خو
کسرِ نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو

خود بخود آتے ہیں ہم باالتجا
آپ کی خدمت میں اے پیرِ ہُدا

تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام
عیشِ دنیا سر بسر بالکل لاکلام

ہیں یہ فرماتے امام المرسلیں
ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقیں

تم بھی اِس پر اب عمل کچھ کیجیے
فیض اپنا جلد کے سب کو دیجیے

فیض سے ہوں تیرے وہ ذاکر تمام
بولا عارف جائے تشنہ چاہ پر
ایک مدت الغرض اس طرح پر
بولا ہنس تیری فرحت کے لیئے
ہولیا درویش ہمراہِ وزیر
وہ فقیر اپنی خلاصی کے لیئے
باہنر درویش واں مستانہ وار
بھاگ کر نکلا جھٹ اُس دالان سے
شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے
مارنے میں اِسکے یہ تھا فائدا
چاہیئے تھا یہ تو کہ ہو بداعتقاد
عرض کی اے پیشوائے عارفاں
خضرؑ نے کشتی جو توڑی جور سے
جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا
مرضیِ حق پر ہی رہنا چاہیئے
مالِ دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا
شہ نے عارف کیلیئے باعزّ و جاہ
وہ فقیر پاک جان و راست باز
پوستیں اور دلق کو پہنے ہوئے
باخوشی رہتا تھا اُس گدڑی میں وہ
گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل
نیک کاموں میں تو اسکو صرف کر
واسطے داناکے دنیا خوب ہے
گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار
مال دنیا کے نہ ہرگز گرد جا
دس برس اُسکو سے ہوں ہی اندر

جو پڑے رہتے ہیں غفلت میں مدام
چاہ پیاسے پاس کب جائے بسیر
عرض کرتے ہوگئی اُس کو بسر
میں چلوں گا شہر میں سلطان کے
سوئے دولت خانہ شاہِ کبیر
مارنے پتھر لگا سلطان کے
مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار
جس میں بیٹھا تھا وہ سلطاں شان سے
مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لیئے
تاکہ اِس صدمہ سے دے مجھ کو بچا
اور ہوتا شہ کو زائد اعتقاد
لطف کا تیرے کروں میں کیا بیاں
تاکہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے
کیا ہے چارہ جب ہوا امر قضا
زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہیئے
زہر بھی چکھئے ذرا بہرِ خدا
کر دیئے تیار محل اور خانقاہ
ہوگیا ظاہر میں اندر عزّ و ناز
نفس پر کرتا جہاد ہر دم و لے
فقیر پر کرتا تھا محکم آپ کو
پر ہے مومن کیلیئے بیت العمل
ورنہ تو کتا سا ہے مردار پر
اور نادانوں کو بد اسلوب ہے
سانپ کے مت گرد پھر تو زینہار
جو تو جاوے خرچ کر راہِ خدا
پر رہا ویسا ہی اپنے حال پر

کرتے ہیں کفران نعمت جو کوئی
جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں
آخرش جانا جو عارف نے کہیں
بعد اِس کے جو صلاح وقت ہے
شاہ نے دیکھا جو اُس کو دور سے
تاکہ دیوانہ سمجھ کر اُس گھڑی
بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ
اُس مکاں سے شاہ جب باہر ہوا
اِس مکاں میں تا نہ یہ دبکر مرے
چاہیے تھا عارف چھٹانا آپ کو
صدق دلسے باہزاراں التجا
کیا کروں احساں کا تیرے شکر میں
اِس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر دار
دلمیں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا
یعنے خواہش پر خدا کی برملا
الغرض کہنے سے عارف شاہ کے
اور نعمت بھی ہر اک موجود کی
عیشِ دُنیا میں تھا ظاہر میں پھنسا
ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر
کچھ نہ اُس دولت سے حاصل تھا اُسے
مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا
مالِ دنیا کو بقا گرچہ نہیں
جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے
تا نہ دھو دے ہاتھ اپنی جان سے
الغرض درویش کم رہتے ہوئے
زیدِ قناعت میں آیا کچھ بھی فرق

تیری صحبت سے ہوں تنہا کرو لے ابھی
میں بھلا کسواسطے جاؤں وہاں
یہ وزیر اب یاں سے ٹلنے کا نہیں
وہ کروں گا تیری خاطر جان کے
اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے
چھوڑ دے سلطان مجھ کو اے ولی
بھاگ کر واں سے گیا با درد و آہ
حکم حق سے وہ مکاں جھٹ گر پڑا
کیونکہ تھا معلوم اُسکو کشف سے
حکم حق تھا مبتلا یہ اور ہو
آکے شہ عارف کے قدموں پر پڑا
جور میں تیرے ہزاروں لطف ہیں
کر دیا سو ورطۂ قاتل سے پار
مرضیِ حق تو اب یاں آ پھنسا
چاہیئے راضی رہے صبح و مسا
شہر میں آیا نکل کر غار سے
واسطے درویش کے باصد خوشی
لیک باطن میں تھا وہ سب سے جدا
کرتا تھا یادِ خدا شام و سحر
پر فقیروں کو دیا کرتا تھا لے
نیک ہے گر خرچ اُسکو نیک جا
خوب ہے گر خرچ اندر کارِ دیں
سانپ ہووے دست اُسکا دیکھلے
یاد رکھ یہ بات میری مان لے
ہوگئے دس سال پاس اُس شاہ کے
گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں غرق

تھی یہ رسم شاہ جو ہوتا سوار ۔۔۔ سیر نظم ملک یا بہر شکار
الغرض اک دن اسی معمول پر ۔۔۔ اُسکی زیارت سے ہوا وہ بہرہ ور
ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی ۔۔۔ سامنے سے دوسری بار آگئی
عرض کی اُسنے کہ اے سلطان جان ۔۔۔ تجھسے میں ہوتی ہوں رخصت اس زماں
تو دغا دیوے ہے ہر اک کو پر جو درد ۔۔۔ ہو ترا تابع تو اُس سے دُور ہو
پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں ۔۔۔ میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤ میں
ہو گئی غائب نظر سے سُن یہ ذکر ۔۔۔ اُسکے فتنے کا ہوا عارف کو فکر
معتقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا بڑا ۔۔۔ آپ سے مجھ کو کرے کیونکر جُدا
شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے ۔۔۔ دیکھئے رسوا کرے کیونکر مجھے
جو قضا آوے تو ہو برعکس کار ۔۔۔ ہوویں سب تدبیریں باطل ور زار
ایکدن تقدیر سے ناگاہ یار ۔۔۔ شاہ جنگل کو گیا بہر شکار
رنج بیحد پایا اور تکلیف سخت ۔۔۔ دل ہوا گرمی سے شہ کا لخت لخت
گر کے قدموں پر وہ اُس درویش کے ۔۔۔ پاؤں پر بوسہ دیا سو صدق سے
شدتِ گرمی تھی رستے کی تکان ۔۔۔ کچھ ہوا آسودہ شہ اُس سے وہاں
شاہ تنہا اور وہ عارف تھا واں ۔۔۔ خنجرِ سلطاں نکل کر از میاں
چاہے تھا اُس کے شکم پرسے اُٹھا ۔۔۔ الطرف رکھدو سن سے غافل بادشاہ
دوڑ کر جھٹ محل میں داخل ہوا ۔۔۔ پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا
اور کرے آ قتل اس کو برملا ۔۔۔ تا کہ دیکھے فعل کی اپنے سزا
کیا نکوئی کا ہے بدلہ یہ کہو ۔۔۔ کھینچ خنجر جو ہمارے قتل کو
کر کے اپنے لطف و احساں پر نظر ۔۔۔ جان بخشی اسکی کر کے نامور
چھین کر اُس سے یہ سب مال و منال ۔۔۔ کر کے ننگا شہر سے باہر نکال
مت ہو نازاں لطف پر انکے کبھی ۔۔۔ دم میں ہوں شیطان اور دم میں ولی
ایک وہم بے حقیقت سے وہ شاہ ۔۔۔ ہو گیا بدظن اُسی عارف سے آہ
دل لگا اُس شاہ سے ہے بیوفا ۔۔۔ جو ہزاروں جرم بخشے اور خطا
چھوڑ دے جو ایسے شاہنشاہ کو ۔۔۔ اُس سے زائد بیوقوف اور کون ہو
مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا ۔۔۔ دل لگانا اُس سے ہے بیشک خطا

دفعتاً بیٹھنے کے وہ سلطان اخی ۔۔۔ آکے زیارت کرتا تھا اُس ...
اور اسی حالت میں وہ پیر ہدا ۔۔۔ یاد میں اللہ کی مشغول تھا
پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے ۔۔۔ آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے
یوں کہا چل دُور ہو اے بے حیا ۔۔۔ مکر سے تیرے خدا رکھے بچا
دُور ہو مجھ سے کہیں اب اے غبی ۔۔۔ پوستیں اور دلق مجھ پاس ہے دبی
دور ہو یاں سے تو جلدی بیحیا ۔۔۔ کب تلک دے گی مجھے بتلا دغا
دیکھئے کسطرح ہووے گا جُدا ۔۔۔ مال و دولت دینوی مجھ سے بھلا
دیکھئے تقدیر سے ہو کیا سبب ۔۔۔ تیل کھل سے ہو جدا کسطرح اب
پڑھ کے پھر لاحول ہو شاغل بر رب ۔۔۔ ہو گا جو حکم خدا سر پر ہے اب
جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب ۔۔۔ غیب سے کرتا ہے اُسکا کچھ سبب
جستجو کی اور محنت بے شمار ۔۔۔ پر ملا اُسکو نہ واں اُسدن شکار
واں سے ہٹ کے شہ اُسی معمول پر ۔۔۔ خدمتِ عارف میں آیا دوڑ کر
آیا تھا گرمی میں گھبرایا ہوا ۔۔۔ اس جگہ آرام کچھ اس نے لیا
اک طرف تکیہ لگا دیوار کا ۔۔۔ جوں مسافر تھک کے غافل سو رہا
ننگا ہو شہ کے شکم پر گر پڑا ۔۔۔ دیکھ کر یہ عارفِ دینِ خدا
چونک اُٹھا یکبارگی شہ خواب سے ۔۔۔ ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے
بولا غصّے سے کہ جھٹ آوے وزیر ۔۔۔ تا کرے درویش کو اسدم اسیر
کیا کیا تھا میں کہو اُس کا بُرا ۔۔۔ پاؤں پر رکھا تھا سر اُسکے سدا
جو وزیر اِس امر سے آگہ ہوا ۔۔۔ پڑھ کے استغفار یوں شہ سے کہا
شاہ بولا تجھ کو بخشی اُس کی جاں ۔۔۔ پر تجھے لازم ہے اسکو اس زماں
ہو ہے یہ صدق و وفائے اہل دل ۔۔۔ وہم سے بس صدق میں آیا خلل
اعتقادِ اہلِ دولت پر کبھی ۔۔۔ دل نہ دیجو کوئی اے میرے اخی
دشمن جاں اسقدر اسکا ہوا ۔۔۔ جس طرح بکری کا ہووے بھیڑیا
دیکھ کر کے سب کچھ وہ جرم و گناہ ۔۔۔ دے ہے روزی لطف سے شام و پگاہ
سو خطائیں کر کے تو آوے جو پھر ۔۔۔ خاص ہو درگاہ میں اُسکی تو پھر
جاں سلامت اپنی عارف لیگیا ۔۔۔ کیونکہ دنیا پر نہ اُس نے دل دیا

جو دغا کھاتا وہ اُسکے مکر سے ... قتل ہوتا ہاتھ سے سلطان کے
زیر تیغ بے دریغ شاہ دوں ... ہوتا عارف بے شبہہ زار و زبوں

کی تھی اُس نے احتیاط حد سے بدر ... مال دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر
جان و تن اپنا سلامت لیگیا ... مکر سے دُنیائے دوں کے وہ بچا

حیف ہے صد حیف اے صاحب سلوک ... تو تو یوں نازاں بتعظیم ملوک
خاص لذت اُسکے جو وقت خطاب ... ہے نہ آوے وہ زصد خُم شراب

شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کہے ... یہ ندا سنکر کے تو مدہوش ہے
مست و مدہوش اس خطاب شہ سے ہے ... ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے

پوجتا ہے گویا تو اُس شاہ کو ... کچھ نہیں کرتا ہے یاد اللہ کو
اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام و دیں ... شرک ہے یہ تو برب العالمین

جرعہ اک بحر قدم سے نوش کر ... آیت لا تشرکوا پر گوش کر
ساقیا اب آ کہیں مت دیر کر ... دل مرا تجھ بن ہوا زیر و زبر

عیش کے سامان سب موجود ہیں ... تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں
آ کہیں دے بہر حق اک بھر کے جام ... عیش و عشرت جس سے ہو دے پر تمام

اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دُنیا میں غرق ہیں واسطے حظ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دنیائے دوں ... گر دمت جا اُسکے تو اے پر فنوں
اس سے آلودہ کئے تو نے اگر ... ہاتھ اور منھ اپنے اے نیکو سیر

روئے آسائش کو دیکھے گا تو جاں ... اک سر مو ہے کہیں اندر جہاں
منصب دنیا نہیں تو جانتا ... ہے وہ کیا سن لے تو اب مجھ سے ذرا

راہ حق سے دُور جو تجھ کو کرے ... اور ڈالے کوئی فرقت میں تجھے
ہے یہی دنیا سمجھ اے نیک تن ... نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مایہ بدنامی اس کا نام ہے ... سر بسر ناکامی اسکا کام ہے
یہ نہاں ہر لحظہ خاص و عام ہے ... زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے

واسطے اُس زہر کے نو دن اور رات ... ہوگا تو کب تک خراب ایسے تنگ ذات
منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا ... خرمن دین کو ترے بالکل جلا

منصب دنیا ہے وہ اے پر فنوں ... اس طرح جس نے کیا تجھ کو زبوں
خوش ہے وہ مقبول جس نے ہاں کبھو ... ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو

اور اس حلوا دناں سے اے فنا ... منھ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا
خوش ہے وہ دانا کہ جو یاں چھوڑ کر ... منصب دُنیائے دوں کو سر بسر

مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا ... خلد میں جوں شاہ مرداں کیگیا
مثنوی میں مولوی معنوی ... نکتہ اک فرماتے ہیں سن اے اخی

ترک دنیا گیر تا سلطاں شوی ... ورنہ ہم چوں چرخ سرگرداں شوی
چھوڑ دنیا کو کہ تا سلطاں ہو تو ... ورنہ مثل چرخ سرگرداں ہو تو

زہر دار د در درون دنیا چو مار ... اگرچہ دارد از بروں نقش و نگار
زہر ایں مار منقش قاتل ست ... می گریزد زو ہر آں کو عاقل ست

زہر قاتل ہے یہ مار نقش دار ... بھاگتے ہیں اس سے جو ہیں ہوشیار
زیں سبب فرمود شاہ اولیا ... آں گزین انبیاؑ و اولیا

اس سبب کہتے ہیں شاہ اولیا ... ہیں وہ مقبول و ولی و انبیا
حب دنیا راس کل خطیئۃ ... ترک دنیا راس کل عبادۃ

حب دنیا سب خطاؤں کا ہے سر ... ترک دنیا سر ہے ہر طاعت کا پر
چھوڑ دنیا کو جو تو ہشیار ہے ... عاقلوں پر جان یہ مردار ہے

پہلے تو تحصیل میں اسکے تو یار ... کھینچے محنت اور ذلت بیشمار
بعد اُسکے چھوڑ کر پھر راہ لے ... حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے

اس میں اول تو ہزاروں محنتیں ... اور آخر میں ہوں حاصل حسرتیں
اہل دنیا الغرض یاں اور وہاں ... محنت اور حسرت میں ہینگے بیگماں

یا الٰہی مجھ کو بھی بہر خدا ... الفت دنیائے دوں سے رکھ بچا
حب منصب حب جاہ و حب مال ... واسطے اپنے مرے دل سے نکال

حب مولیٰ حب حق حب خدا ... مجھ کو اب بہر محمدؐ کر عطا
غیر کی الفت سے کر کے مجھ کو دور ... ہر دم و ہر لحظہ تو رکھ اپنے حضور

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ خلق کے بھلے بُرے کہنے پر خیال نہ کرے اور موافق حکم خدا اور رسولؐ کے کئے جاوے ۔

گر تو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب — بدزبانِ خلق سے چھٹتا ہے کب
کون ہے بدزباں سے ہو بچا — حق پرست ہو یا کہ ہووے خودنما

گو کہ ہوں تجھ میں کراماتیں ہزار — اور ہو گھوڑے پہ گر تو بھی سوار
گر زمیں سے آسماں تک تو اڑے — پر نہ طعنِ خلق سے ہرگز بچے

گر سکے کوشش سے نالہ بند تو — پر نہ بند ہووے زبانِ عیب جو
جمع ہوں اہلِ نفاق آپس میں جب — اہلِ تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب

تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ — کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ
چاہیئے راضی ہو بندے سے خدا — غیر کی راضی و ناراضی سے کیا

حق سے بداندیش کب آگاہ ہے — خلق کے غوغا سے وہ بیراہ ہے
چھٹ سکے ہے اِن سے کب نبی و ولی — گو کرے سو حیلے اور از حد سعی

چھوڑتی ہے خلق کب پیچھا ترا — گرچہ تدبیریں کرے تو لاکھ ہا
جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار — اختلاطِ خلق سے رکھتا ہے عار

یوں کہیں اُسکو کہ ہے یہ مکر و ریو — آدمی سے بھاگتا ہے مثلِ دیو
اور جو ہووے خندہ رُو و خوش ادا — اُسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا

اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں — اُسکو بولے ہیں یہ فرعونِ زماں
اور جو کوئی مردِ درویشِ نکو — فقر و فاقے سے کوئی سختی میں ہو

یوں کہیں اُس کو جو یہ ناچار ہے — اسکی بدبختی کا یہ اَدبار ہے
اور جو کوئی کامراں تقدیر سے — رتبۂ شاہی سے اپنے گر پڑے

خوش کہیں کب تک ہو یہ گردن کشی — ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی
اور جو کوئی مفلس و مسکیں فقیر — تنگدستی سے وہ ہو جاوے امیر

کھولیں حق میں اُسکے کہنے سے زباں — ہے یہ دوں پرور فرومایہ زماں
ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کار — سمجھیں تجھکو بس حریص اور دنیادار

۳۲

اور جو بیکاری کرے تو اختیار — سب گدا پیشہ کہیں اور پختہ خوار
اور جو تو باتوں میں ہو بولیں تجھے — چق چق و بق بق سدا کرتا ہے یے

اور جو خاموشی کرے تو اختیار — نقشِ دیواری کہیں تجھ کو پکار
اور کہیں نامرد جو ہو بُرد بار — ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زینہار

اور دلیری مردمی گر تو کرے — تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے
اور کم کھاویں کریں طعنہ اُسے — مال اُسکا ہے یہ اوروں کیلئے

اور جو ہو خوش خوراک و خوش لباس — تن شکم پرور کہیں اُسکو یہ ناس
بے تکلف ہو جو کوئی مالدار — یہ کہ زینت باتمیزوں پر ہے مار

اسکو یوں طعنہ کریں یہ بے حیا — ہے یہ بدقسمت نہ پہنے اور نہ کھا
اور جو گھر اچھا بناوے نقشدار — خوش لباس اور خوش وضع ہو باوقار

اُس کو دیں طعنہ کہ اپنے کو جواں — رکھتا ہے آراستہ مثلِ زناں
جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر — مرد اُسکو کب کہیں اہلِ سفر

یعنی ہے زن کی بغل میں یہ پڑا — کس طرح عقل و ہنر آوے سجا
اور کریں اہلِ سفر کو یوں خطاب — بخت برگشتہ پھرے ہے یہ خراب

یعنی ہے صاحب نصیب ہوتا اگر — پھرتا کیوں شہر بشہر و دربدر
مرد بے زن کو کہیں یوں خردہ بیں — اسکے پھرنے سے ہے رنجیدہ زمیں

اور کرے گر زن کوئی کہتے ہیں یوں — پڑ گیا دلدل میں سر سے خر کے جوں
گر کسی سے بُرد باری تو کرے — یہ کہیں غیرت نہیں ہے کچھ اسے

اور سخی کو یوں کہیں کر اب تو بس — ہاتھ تیرے ہونگے کل کو پیش و پس
جو ہوا قانع بنانِ خشک و دلق — رات دن کرتی ہے طعنہ اُسکو خلق

باپ کے جوں یہ بھی آخر سفلہ مرد — جائیگا دنیا سے باافسوس و درد
کون ہے جو جورِ زباں سے جو بچا — باخوشی کنجِ سلامت میں رہا

جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبیؐ — دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی
ہے خدا بے مثل بے انباز و جفت — کیا کہا ترسا نے اُسکو اے شگفت

جورو اور بیٹا مقرر کر دیا
مریم و عیسیٰ کو اس کا برملا
پاک ہے وہ ذات از زوجہ ولد
لم یلد و لم یولد اللہ الصمد

کب چھٹے کوئی کسی کے ہاتھ سے
مبتلا کو صبر ہر دم چاہئے
کب کوئی یاں جور مردم سے بچا
نیک ہو یا بد برا ہو یا بھلا

کہنے سننے خلق پر مت کر دھیاں
صبر کر کے مجھ سے سن یہ داستاں
گر سنے تو دل سے یہ میرے بیاں
خلق کے ہاتھوں سے جب پاوے اماں

حکایت بوڑھے مرد بیوقوف کی

ایک بوڑھا مرد تھا بس بے شعور
عقل کے غم سے تھا وہ جینے سے دور
ناگہاں عزم سفر اس نے کیا
ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا

ایک گھوڑی پاس تھی اس پیر کے
ہو سوار اس پر کیا رستے کو طے
تھا پسر اسکا پیادہ در رکاب
ہر دو باہم در کلام و در خطاب

مل گیا جو اک گروہ رہ رواں
یہ کہا سب نے کہ اے بوڑھے میاں
خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو
رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو

باری باری چاہئے ہونا سوار
تا نہ ہو تو اور بیٹا تھک کے زار
پیر نے جب یہ سنا اسکا کلام
ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام

کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار
خود پیادہ ہو لیا زار و نزار
سامنے اک اور خلقت آگئی
دیکھ اس کو مارنے طعنے لگی

یہ عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور
ہے یہ خبطی یا کہ مجنوں بالضرور
طفل کو بے عذر راکب کر دیا
خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا

راہ طے آساں کرے طفل اور جواں
پیر ہو اک کوس میں بس ناتواں
یہ نصیحت جو سنی اس پیر نے
طعنہ پہلوں کا بھی یاد آیا اسے

کر کے دونوں قول کے برعکس کار
ایک گھوڑے پر ہوئے دونوں سوار
سوچ یوں گھوڑے کو اب تکلیف دیں
تا کہ پھر طعنہ سے اوردن کے بچیں

اتنے میں اور اک جماعت آگئی
جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی
اے ستمگر رحم کر بر بے زباں
بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہرباں

چاہئے اک اسپہ ہووے اب سوار
رکھا اس عاجز پہ تو نے دو کا بار
یہ ستم اس بےزباں پر کب روا
گر ہے حیواں پر ہے مخلوقِ خدا

شکر کر حق کا سواری تجھ کو دی
مہربانی کر تو اس پر اے اخی
جو سنا بوڑھے نے یہ انسے بغور
دلمیں کی نادانی سے تدبیر اور

یعنے دونوں پھر تو گھوڑے سے اتر
پا پیادہ ہو لئے پھر سفر
گرتے پڑتے جاتے دونوں پائے ریش
جا رہا تھا گھوڑا خالی پیش پیش

اور اک فرقہ ملا آکر براہ
دیکھا اس بوڑھے کو باحال تباہ
گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور پسر
اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر

ہے سواری ساتھ موجود انکے پر
ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جگر
پہلے تو اسکے بڑھاپے پر ہنسے
بعدہ پھر اس کو یوں کہنے لگے

کیوں نہیں ہوتا سواری پر سوار
تا نہ ہوں محنت سے پا نیز فگار
حیف ہے ہوتے سواری چھوڑ کر
رنج رکھا اپنے اور بیٹے کے سر

تجھ سا ناداں کوئی عالم میں نہیں
نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہیں
الٹے ہوں سب کام جب آوے قضا
عقل و ہوش و فکر سب ہوویں فنا

عقل کامل پر ہو حاصل خیرگی
فہم روشن پر ہو مائل تیرگی
پیر مرد القصہ حیراں ہی رہا
اور ہمراہی ہوئے مثل ہوا

جا کے منزل پر کیا سب نے مقام
وہ رہا رہ میں پڑا با عقلِ خام
گر نہ سنتا یہ کبھی قولِ فضول
راہ چلتا بے ملامت وہ ملول

جو کیا ہر قول پر اس نے عمل
راہ چلنے میں پڑا اسکے خلل
رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال
کام میں اسکے ہوں پھر سو قیل و قال

لغو سے بچتی ہے کب خلقِ خدا
آپ کو امداد تو ان سے بچا
خلق کے اچھے برے کہنے سے تو
رنج و غم میں ڈال مت بس آپکو

کہنے سننے پر نہ کر ان کے خیال
کام کر راضی ہو جس سے ذوالجلال
نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر
کام کا جو کام ہے وہ کام کر

ساقیا آ کھو غم دنیا و دیں ... اس لئے اس سے تا ہیں ہوں فارغ کہیں
ہو نہ دنیا میں خیالِ اکتساب ... اور نہ عقبیٰ میں غم اجر و ثواب
شغل ہو ہر دم خیالِ یار سے ... بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے
ہوں میں یوں اندر خیالِ عشق یار ... غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار

اس میں بیان ہے خاموشی کا جو ہنر ہے سب خوبیوں اور علامتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحب کمال ... یہ جو ہے بیجا تیری قیل و قال
کھول کان اور بند کر لب از مقال ... ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال
کر تو خاموشی کی عادت اختیار ... جس سے ہو جاوے ترا دل ہوشیار
ہو وے بعضی گفتگوئے نیک پے ... ہو کے وہ زنار گردن میں پڑے
خوش نصیب ہوتے ہیں مردانِ خدا ... بند رکھتے ہیں زبان اپنی سدا
کر کے خاموشی بہت سی اختیار ... کرتے ہیں دل سے وہ یادِ کردگار
خامشی بس ہے مقالِ اہلِ حال ... گر ملادیں تو وہ ہو جاتے ہیں لال
بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جواں ... تا خموشی ہو تری نطق و بیاں
یوں رہیگا کب تلک اے بے فروغ ... تو گرفتارِ دروغ اندر دروغ
ہوش میں آ اب بھی تو بہرِ خدا ... آپ کو گفتارِ باطل سے بچا
بیٹھ کر خاموش مجھ پاس اے جواں ... گوشِ دل سے سن ذرا یہ داستاں
تاکہ ہو معلوم تجھ کو زینہار ... فائدہ اور نقص خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

۴۳

تھا کہیں اک بادشاہ عالی جناب ... ایک بیٹا اسکا تھا نایاب مناب
شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذوفنوں ... تاولی عہد اسکو میں اپنا کروں
اک معلم باہنر تعلیم کو ... کر دیا شہ نے مقرر نیک خو
تاکہ اس سے سیکھ لے بیٹا ضرور ... ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
چند عرصے میں غرض اسکا پسر ... عالم و فاضل ہوا با کر و فر
حل معلومات و مجہولات کے ... بحث منقولات و معقولات کے
عقل کامل جو کرے کسب کمال ... ذو فنونِ دہر ہو وے لامحال
چند برسوں میں غرض اے نیکنام ... ہو گئی تحصیل اس کی اختتام
دیکھ کر فضل و کمال اسکا تمام ... کرتا تھا سو آفریں ہر خاص و عام
لیک وہ شہزادہ والا حسب ... رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
وصف خاموشی کا تھا اسنے پڑھا ... اسلئے خاموش رہتا تھا سدا
علم سے دل پر تھا اب خاموش تھا ... مثل دریا زیر لب در جوش تھا
بادشاہ نے جو کمال اس کا سنا ... پاس اپنے جھٹ لیا اس کو بلا
سامنے اپنے بٹھا کر با خوشی ... گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب ... سنتا تھا سب کچھ صواب و ناصواب
بادشہ اس بات سے حیران ہوا ... اور معلم کو بلا کر یوں کہا
کر بیاں باعث ہے کیا اے باہنر ... رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر
عرض کی اس نے کہ جسدن سے تھا ... وصف خاموشی کا اس نے پڑھ لیا
ہو گیا خاموش جب سے یہ پسر ... کچھ نہیں اچھی بری کہتا خبر
شاہ نے اس پر معین کر دیئے ... چند مردم تا سخن اس کا سنے
کہدیا سب سے یہ جب بولے کلام ... پاس میرے لاؤ اس کو والسلام
الغرض اک دن گیا شاہِ جہاں ... دشت میں بہرِ شکارِ وحشیاں
تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار ... در شہ جنگل میں مشغولِ شکار
صید گہ میں ایک تیتر تھا نہاں ... چھوڑا اس کو شہ ہوا آگے رواں
ناگہاں بولا وہ تیتر ایک بار ... شاہ نے جھٹ کر لیا اسکا شکار
شاہزادہ دیکھکر یہ ماجرا ... ہنس پڑا اور یوں ندیموں سے کہا
جو یہ اس دم جانور رہتا خموش ... بند رکھتا لب نہ کرتا کچھ خروش
صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا ... کھولا جو لب ایکدم میں سر دیا

گر نہ اسدم بولتا یہ جانور
قطع کیوں ہوتا اب اسکا تن سے سر

جاکے جاسوسوں نے دی شہ کو خبر
ہو مبارک آپ کا بولا پسر

شاہ نے خوش ہو بہ اکرامِ تمام
سامنے اُسکو بُلایا لا کلام

یوں کہا شہ نے پسر سے میری جاں
جو کہا تھا تونے کر مجھ سے بیاں

ہو پشیماں اُس سخن سے وہ پسر
رہ گیا خاموش لب کو بند کر

شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی
شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی

غصے سے بولا وہ شاہِ بے خبر
مارو اِس کو تازیانے بے شمر

اُس پسر نے پھر ندیموں سے کہا
کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا

ایک دفعہ وہ جانور بولا تھا واں
قطع سر اُسکا ہوا اور میں یہاں

اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا
اے سخن گو ڈر تو از روزِ جزا

اک سخن کہنے سے دیکھو یہ غضب
تازیانے تن پہ سو کھائے ہیں اب

چپ چپ و لق لق لق میں جو رہتے ہیں یہاں
دیکھئے کیا حال ہو اُن کا وہاں

تو بھی اے امداد اب باہوش رہ
سن حکایت گر سُنے خاموش رہ

خامشی کا ہے قلعہ مضبوط تر
صاحب اِس قلعہ کا رہتا ہے نڈر

کیونکہ اس عالم میں ہے سود زیاں
ہوں زباں سے آفتیں اکثر یہاں

تا دمِ آخر ز اوّل دم مزن
از دمِ خود کارِ خود برہم مزن

ساقیا آ۔ ہے کہاں تیرا خیال
بے قراری ہے یہاں مجھ کو کمال

آ کہیں دے خم کے خم منہ سے لگا
جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا

خم سے بھی تسکین ہونی ہے محال
آج قفلِ میکدے کو توڑ ڈال

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے ہیں ظاہر میں ساتھ فقراء کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں

۳۵

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے
جبۂ پشمیں ردائے شال ہے

یہ مقامِ فقر خورشید اقتباس
ہووے کب حاصل کسی کو در لباس

اِس رداؤ جبہ پر تیرے اخی
مجھ کو یاد آئیں ۲ دو بیتِ مثنوی

ظاہرت چوں گورِ کافر پُر حلل
واندروں قہرِ خدائے عزّوجل

از بروں طعنہ زنی بر بایزیدؒ
واز درونت ننگ میدارد یزید

ہے ترا ظاہر خباثت سے بھرا
جسطرح ہو گورِ کافر پُر بلا

اور تیرا اندرونہ اے پسر
ہے بھرا قہرِ خدا سے سربسر

رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا
بایزیدؒ پاک پر اے بے حیا

اور باطن سے ترے اے جاں پلید
سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید

سُن ریا کو آپ سے کر کے بعید
پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ میں سے بایزیدؒ
جاتے تھے اتنے میں اِک کتا پلید

ناگہاں اُنکے برابر آگیا
اپنے دامن کو لیا اُس سے بچا

یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب
عرض کی اُس نے کہ اے مقبولِ رب

اپنے دامن کو بچایا کس لئے
مجھ سے اب اِسکا سبب سن لیجئے

خشک ہوں گر میں تو ہے کپڑا بھی پاک
اور جو تر ہوں تو ہو دھو لیجے پاک

اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر
وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر

سات دریاؤں سے بھی دھو لیں اگر
پاک کب ہو اُس سے تو اے بہرہ ور

یہ لگے کتے سے کہنے بایزیدؒ
تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید

آ کریں آپس میں ہم تم دوستی
خوب گذرے گی بہم میری تری

عرض کی کتے نے اے سلطانِ دیں
دوستی کے میں ترے قابل نہیں

میں ہوں مردود اور تو مقبول ہے | تیری میری اب بھلا کیونکر بنے
دیکھتا ہے تجھ کو جو کوئی بشر | دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
اور تجھے جو دیکھتے ہیں خاص و عام | کرتے ہیں تعظیم بیحد اور سلام
اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں | کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
اور تجھ پاس ایک مٹکا ہے بھرا | آردِ گندم کا اے مردِ خدا
مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو | میں پلید اور تو ہے پاک اے نیکخو
رو پڑے سنکر کے یہ وہ پاک دیں | وائے میں کتے کے بھی قابل نہیں
آہ کیونکر ہونگا پھر میں بے خلل | قابلِ درگاہ حضرت لم یزل
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے | اور یوں تیرا خبیث اب فال ہے
میرا ثانی کوئی عالم میں نہیں | عالم و زاہد ولی اور پاک دیں
اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا | جس سے شیطاں بھی اماں چاہے سدا
دست بر تسبیح و در دل گاؤ خر | ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر
ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤ خر | ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر
ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر | ذکر دلبر سے تو دل معمور کر
پھونک دے اس جبّہ ناپاک کو | اور عصا و شانہ و مسواک کو
ظاہر اور باطن ترا اگر ایک ہو | پاوے بیشک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر | تیرا ہو جاوے جہنم میں مقر
تو بھی اے امداد اب حق کیلئے | بیخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے
ہے خودی میں جبتلک بیخود ہے تو | ہو تو بیخود پھر تو خود ہے ہو بہو
خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو | تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
آپ کو اپنے میں اوّل دیکھ لے | غیر کو کر ترک مل اس یار سے
معرفت پیدا است از عرفان خویش | گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
ساقیا وہ بیخودی کا جام لے | جس سے میں آپے میں آؤں آپ سے
آپ کھو کر محو ہوں در حسن یار | محو اندر محو ہوں میں زینہار
نام عینِ رسم آثار اپنا سب | ہو فنا اندر فنا یک لخت اب

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو سرشت | یہ عبادت ہے تری بہر بہشت
ہے یہی نزدیک اہل دل مقر | دین گھٹانا جان تو اے بہرہ ور
یعنے مزدوری عبادت پر یہاں | مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں
جا حدیثِ ماعبدتک اے پسر | تو کلامِ مرتضیٰ سے یاد کر
یعنے فرماتے ہیں یوں حضرت علیؓ | عاشقِ حق نائبِ حضرت نبیؐ
اے خدائے خالقِ ہر دو جہاں | ہے تو ہی مطلوب تجھ کو ہر زماں
پوجتا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے | طمع جنت اور نہ خوفِ نار سے
پوجتا ہوں تجھ کو تیرے واسطے | ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا | پوجنے کے لائق اے میرے خدا
پس میں پوجا تجھ کو یکتا جان کر | غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتی ہے طاعت پہ اجرت یہ گروہ | رکھتی ہے اجرت کی طاعت پر شکوہ
آرزو اجرت کے عملوں پر اگر | رکھتا ہے تو ہے یہ گمراہی تبر
واسطے حق کے ہے کب اے پر خلل | طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل
یاد آئی اک مثال اس پر مجھے | ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو | یہ دیا طعنہ کہ اے مردِ نکو
ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب جمال | جسپہ تو عاشق ہے یوں اے باکمال

سنتے ہی اس بات کے محمود شاہ
اُس سے یوں کہنے لگا اے نیک راہ

اسکی خوئے نیک پر ہوں میں فدا
اور نہ عاشق اسکے رنگ و روپ کا

نقل ہے ایکدن کہ وہ جاتا تھا شاہ
ایک کوچہ تنگ کو عز و جاہ

ساتھ اُسکے تھے جواہر سے بھرے
چند صندوق اونٹوں کے اوپر دھرے

اتفاقاً کھا کے ٹھوکر اک شتر
اُس گلی میں گر پڑا اے بہرہ ور

گرتے ہی اُس اونٹ کے ایکبارگی
ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے صندوق کے

ہوگئے اک لخت واں اُس سے بدر
لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر

دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ
لوٹنے کا حکم دے کر چل دیا

سنتے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے
یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے

چھوڑ شہ کو سب کے سب پیادہ سوار
لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار

اور رہا ہمرہ نہ کوئی شاہ کے
رہ گیا پر اک ایاز اے نیک پے

دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز
تونے بھی لوٹا ہے کہہ مجھ سے تو راز

عرض کی اُس نے کہ اے سلطانِ دیں
جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہوں میں

دور ہو کر اب تری خدمت سے میں
کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں

قربتِ سلطان حاصل ہو جسے
چھوڑ اسکو پھر وہ کیوں نعمت کو لے

ہے طریقت کیخلاف اب یہ کہ یار
غیر حق کو حق سے مانگے زینہار

اُس سے زیادہ کون ہے بس بے ادب
جو سوا حق کے کرے حق کی طلب

نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر
دوست سے جو دوست کے احسان پر

تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار
واسطے حق کے ہے کب اے نابکار

نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور
یعنے بہر جنت و حور و قصور

خواہشاتِ نفس ہیں یہ سب کے سب
زہد کے پردے میں کرتا ہے طلب

کہتا ہے پوجوں ہوں میں اللہ کو
خواہشاتِ نفس کو پوجے ہے تو

اجر عابد چاہے طاعت پر اگر
ہے وہ طاعت گر سمجھ اے بیخبر

اجر پر کب تک تو ہے امیدوار
بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار

اُس نے فضل و لطف سے تجھ کو بنا
اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا

باوجود آلودگی کے قد ترا
اپنی قدرت سے مزیّن کر دیا

اور اس قد پر ترے اے باوفا
خلعتِ عرفاں کیا آراستہ

ساقیا آدے وہ جامِ بیقرار
جس سے ہوں میں محو اندر روئے یار

ہوں میں یوں دنیائے دوں سے بیخبر
نے امیدِ خلد نے خوفِ سقر

خلد اپنی مظہرِ لطف و جمال
دوزخ ہم کو ہے ظہوراتِ جلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے۔ مراد اس سے محبت الٰہی ہے

عمر ضائع اور قضا میری ہوئی
اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی

تاکہ پہچانوں میں اپنے وقت کو
رائگاں گذرا ہے جو اے نیکخو

کر عطا بہر خدا اک بھر کے جام
اُس شراب پاک سے اے نیکنام

ہے خوشی کے در کی بیشک کلید
اُس سے مت رکھ بہر حق مجھ کو بعید

اور رہا ساقیا ارواح کو
قید سے رنج والم کے جلد تو

اور چھڑا جلدی خدا کیواسطے
تن بدن کو رنج و غم کی قید سے

اس خراب آباد ویراں میں مرا
خانقاہ و مدرسے سے دل اٹھا

نے تو مجھ کو نفع خلوت سے ملا
اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا

دیر و کعبہ میں پھرا سر مارتا
نے ملا مقصود دل کا کچھ پتا

اب بہت بیچین ہوں اے ساقیا
ہو مری مشکل کا تو مشکل کشا

بس شرابِ بیخودی مجھ کو پلا
قید سے تا یاں کی دل چھوٹے مرا

وہ جو عالم سے اس عالم کے سوا
ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا

ایک عالم چاہوں اس عالم سے اور
ہو نرالا اس سے اُس عالم کا طور

تاکہ ہوں مقصود دل سے بہرہ ور
خاک ڈالوں ہستیِ موہوم پر

آہ و نالہ شور و غل ایسا کروں / خلق میں اک حشر سا برپا کروں
وہ شراب اب ساقیا مجھ کو تو دے / استخواں کہنہ کو جو زندہ کرلے
آتشِ موسیٰ سے اک شعلہ ہے یار / اُس شرارِ پاک کا نور آشکار
طور ہے اُس نور کا سینہ مرا / خم ہے اُسکا قلب اپنا اے فتا
پس پلا لا کر کے وہ مجھ کو شراب / جس سے واپس ہو مرا عہدِ شباب
ہو وہ ایسی جو پیئے اُسکو ذرا / دو جہاں کی قید سے ہو وہ رہا
اٹھ کہیں بہرِ خدا ہو جلوہ گر / صبح ہونے آئی اب مت دیر کر
ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے / اور صدا میں مرغ بھی دینے لگے
مطربا کچھ کہہ یہ میری التجا / رائگاں گذری ہے ور رنج و عنا
عیش ہے بے عیش میرا مطربا / بے غنا کے کچھ غنا مجھ کو سُنا
کر بیاں کچھ یار کی باتوں سے آ / دل مرا اُس بن ہے غم میں مبتلا
دُور کر مجھ سے اَب ایامِ فراق / ہوگئی طاقت مری دُوری سے طاق
بادف و نے سے تو اُٹھکر مطربا / مجھ کو اشعارِ عرب سے کچھ سُنا
تاکہ ہوں ہم پر یہ سب اے نیکنام / عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام
آہ کب تک میں کروں آہ و فغاں / ایک بھی سنتا نہیں وہ جانِ جاں
آہ وا ویلا دریغا حسرتا / حسرتا صد حسرتا صد حسرتا
پھر سُنا مجھ کو وہ نظمِ مستطاب / جو کہی تھی میں نے در عہدِ شباب
عمر سب گذری مری در قیل و قال / اپنی غفلت سے ہوا میں پائمال
مطربا اب بہرِ حق اٹھ تو سہی / کچھ بھی طاقت اب نہیں مجھ میں رہی
پھر کوئی شعرِ عجم مجھ کو سُنا / تاکہ دل قیدِ الم سے ہو رہا
اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی / از حکیم مولویِ معنوی
بشنو از نے چوں حکایت میکند / وز جدائی ہا شکایت میکند
بشنو از نے بشنو از صاحب نفس / کز جمادے نالہ نشنیدست کس
نے سے مت سُن سُن تو صاحب نفس سے / کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سنے
ہو مخاطب اٹھ کہیں اے بہرہ ور / سب زباں سے تو مجھے آگاہ کر
وہ کوئی نغمہ سُنا اے نیک خو / خواب و خور سے تاکہ دل بیدار ہو
دل مرا غافل ہے اپنے حال سے / ہے سدا مشغول قیل و قال سے
بندِ آہن میں پڑا ہے نفس اور پر / جہل سے بھی اپنے قائل ہے مگر
اور کہتا ہے کہ ہو اس سے سوا / یعنے پا میں بیڑی ہے حرص و ہوا
سر بسر گمراہ ہوا اے نیک خو / اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو
ہے مے غفلت سے مدہوش اسقدر / آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر
ایک مدت گذری ہے اسکے تئیں / ہے یہ بتخانہ میں یوں گوشہ نشیں
قہقہہ مارے ہیں کافر برملا / دین اور اسلام پر اسکے سدا
اب بھی اے امداد تو بہرِ خدا / خوابِ غفلت سے ذرا تو چونک جا
غیرِ دلبر کو تو دل سے دُور کر / جلوۂ دلبر سے دل معمور کر
ماسوا دلبر کے دلمیں ہے جو شے / جان لے تیرا وہی معبود ہے
یعنی یہ حرص و ہوا و حُبِّ غیر / سب یہ بتخانے ترے ہیں اور دَیر
ہو سکے جتنا انھیں دل سے نکال / اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقام
دلمیں جب تک تیرے حُبِّ غیر ہے / مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے
غیر سے ہے بیر اسکو اے جواں / غیر ہو جس گھر میں وہ اسکا کہاں
غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر / نورِ دلبر تا ہو اس میں جلوہ گر
ہو کے تو خاموش قیل و قال سے / ہو خبردار اب تو اپنے حال سے
الغرض امداد تو اپنی کتاب / ختم کر واللہ اعلم بالصواب
سال ہجری بھی ہوئی جب ختم یار / یکہزار و دو صد و شصت و چہار ۱۲۶۴ھ
جب ہوئی یہ مثنوی یاروں تمام / رکھدیا اسکا غذائے روح نام

خاتمۃ الکتاب

بعد اسکے سن لو اب اے دوستاں / کردیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیاں
شاعری سے مجھ کو کچھ بہرہ نہیں / علم نظم و نثر بھی رکھتا نہیں

جاہئے مقصودِ دل اُس یار سے	ہے نہ مطلب خوبیِ اشعار سے	شاعری سے کچھ نہیں ہے مجھ کو کلم	چاہتا ہوں یہ کہ ہووے فیض عام
سُنکے یہ زیادہ ہو عشقِ عاشقاں	اور ہووے دُور فسقِ فاسقاں	شاعروں سے کچھ نہیں ہے التجا	عرض ہے اہلِ صفا سے یہ ذرا
جو کہ دیکھیں اس میں کچھ سہو و خطا	دین بنا اپنے کرم سے بَر ملا	کر کے اپنے لطف و احساں پر نظر	اسمیں دیں اصلاح بےخوف و خطر
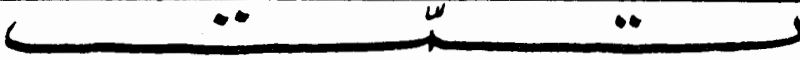
نکتہ قابلِ یاد ہر ذرہ اسمِ ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دو بار — یک ساز زیادہ و سہ چنداں بشمار
پس از طرح ششم جو باقی ماند — در بست و دوم ضرب کردہ اللہ برآر

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداہت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شئے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحسابِ ابجد نکالیے اور اُن اعداد کو دو چند کیجیے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجیے اُس کے بعد چھ ۶ سے تقسیم کیجیے جو باقی رہے اُس کو بائیس ۲۲ میں ضرب دیجیے۔

اعداد ذات باری ہویدا ہوں گے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہوں تو بحساب ابجد عدد ولی کے چھیالیس ۴۶ ہوئے اُس کو دو میں ضرب دو بانوے ۹۲ ہوئے اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دو (۲۷۹) ہوئے (۲۷۹) کو چھ ۶ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس ۲۲ میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے وعلیٰ ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناہیة المستخرجة محمد جعفر علی نگینوی سلمہ اللہ

تاریخ وفات شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہ عبد الغنی — کرد چوں جملہ مراتب عمر طے
ایں ندا آمد ز ہر سو غم فزا — داد جاں عبد الغنی با جلوہ حے ۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم

بست و ہشتم ذیقعدہ جمعہ کو — چل دئے جناں کو یعقوب
رو کے کہا سب نے کہ جہاں سے — ماہِ ہدا ہوا آہ غروب ۱۲۸۲ھ

رسالۂ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنو یارو عجب قصہ ہمارا — بیاں کرتا ہوں میں جو غم کا مارا

سناتا ہوں تمہیں اُس کو سراسر — گذرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر

گذرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال — نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال

پڑا سوتا تھا میں خواب عدم میں — نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں

سو آکر عشق نے مجکو جگا یا — جگا کر سو مصیبت میں پھنسایا

کچھ ایسا اسنے پھر نقشہ دکھا یا — کہ جس نے مجکو سودائی بنا یا

عجب اک عشق نے رنگت دکھائی — کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی

مرا اِک دلبر سے دل گیا مل — ہوا تیغ نگہ سے اس کے بسمل

اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھایا — بلا میں عشق کی مجھ کو پھنسا یا

یکا یک لیگیا وہ جانِ جاناں — قرار و صبر ہوش و جملہ ساماں

چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھکو — کیا بیخود بھلا یا مجھ سے مجھ کو

ہوئی زلف اُسکی آمیری گلوگیر — کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر

کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسا یا — گویا قید دو عالم سے چھڑا یا

شراب شوق کا اِک گھونٹ دیکر — کیا رسوا مجھے عالم میں در در

جنوں نے آلباس تن کو کر چاک — پنھائی مجھ کو عریانی کی پوشاک

خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر — رکھا اک تاج رسوائی کا سر پر

غم و درد والم کی فوج کر ساتھ — دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ

خراب آباد کے قلعہ میں لا کر — بٹھایا بیخودی کے تخت اوپر

وزیر اک کر کے نادانی کا ہمراہ — بنایا عشق کی اقلیم کا شاہ

ہزاروں غم کی لا آتش لگائی
مری سب عیش کی پونجی گنوائی

گیا اس دن سے سونا اور کھانا
ہوا میں غم کے تیروں کا نشانا

اجی جس کے ہو دل میں درد فرقت
اسے کیا ہووے خواب و خور کی فرصت

وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو
نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو

اٹھا چھاتی میں دردِ عشق جس کی
اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی

پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آ ٹوٹ
متاع صبر و تسکیں لیگیا لوٹ

تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا
صبح سے شام تک رو رو کے مرنا

وہ جن آنکھوں میں خارِ ہجر ہووے
بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے

گیا سب بھول کھانا اور پینا
پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا

لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ
کسی نے درد کو میرے نہ جانا

سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے
کیا ٹھٹھا ہر اک پیر و جواں نے

۲ غرض دیوانہ مجکو جان کر کے
ہووے گرد آ مرے لڑکے شہر کے

مرا اک کھیل خلقت نے بنایا
تماشے کو بھی وہ لیکن نہ آیا

کہوں میں آہ کس سے اس الم کو
سمجھتا ہے ہر اک سودائی مجھ کو

کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت
کوئی ہمدم نہیں جز درد فرقت

وہ کیا جانے ہے اس درد والم کو
نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو

وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو
گذر جس دلمیں حضرت عشق کا ہو

جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو
وہی اس دردِ غم سے آشنا ہو

وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت
کہ ہو جو مبتلائے درد فرقت

کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار
غم فرقت سوا کوئی نہیں یار

یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے
نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے

اگر ظاہر کروں حالِ درونی
بناؤں ایک عالم کو جنونی

جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو
کروں شرمندہ دوزخ کو شرر کو

دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر
تو اک ہلچل پڑے عالم کے اندر

جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر
پڑے آفت کا ٹکڑا ایک جہاں پر

حقیقت دل کی گر اپنے دکھاؤں
ہنسوں میں اور عالم کو رلاؤں

نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں
نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں

ہوئی ایسے ستمگر سے محبت
نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت

تڑپتا ہوں میں جس کے غم سے دن رات
خبر اس کو نہیں ہیہات ہیہات

ارے یارو کہو ہو جس کو الفت
مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت

محبت نام جس کا یاں رکھا ہے
بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے

کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت
قیامت ہے قیامت ہے قیامت

ارے یارو کسی کو دل نہ دیجو
جو ہو دو امید جینے کی نہ کیجو

کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو
کہا میں نے یہ اس پیارے سے رو رو

کہ صبر آئے دل غمگیں کو کیوں کر
ہو تسکیں عاشق مسکیں کو کیوں کر

نہ دیکھے جب تلک دیدار دلبر
قرار اور صبر ہووے اسکو کیوں کر

سو تیرے عشق میں اے دلکے دلبر
ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر

کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے
تلے پاؤں کے پھر دریائے غم ہے

ہے چاروں طرف فوج درد گھیرے
سدا آہوں کے مارے تیر میرے

یہ آکر ناتوانی نے کیا زور
کیا تاب و تواں کا مار کر بھور

جنوں نے مجھ پہ کی آکر چڑھائی
میری سب ہوش کی پونجی لٹائی

کیا وحشت نے آکر جب مجھے تنگ
گئے اس کے سبب ناموس اور ننگ

جو آکر مجھ کو رسوائی نے گھیرا
لیا عزت کا سب اسباب میرا

پڑی یہ مجھ پہ فوج بے قراری
متاع صبر لی ہے لوٹ ساری

ڈبوتے ہیں ادھر اشکو نکے نالے
لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے

ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریباں
ہے گریاں سیل اشک غم سے داماں

لگاتا ہے سدا سوز جگر آگ
میرے پیارے بتا جاؤں کدھر بھاگ

بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے
میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیاسے

کروں میں صبر اب کس کس بلا پر
ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر

کہ تیرے عشق نے مجھ کو ستایا
مرے دل کو پھر اک دشمن بنایا

ابھی جس کا ہو دشمن دل سا پیارا — بچے کیوں کر کہو پھر وہ بچارا

خدا کیواسطے جلدی خبر لے — کہیں یہ آپ خوں اپنا نہ کر لے

جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو — نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو

اگر آنے میں ہو گی دیر تجھ کو — نہیں پانیکے زندہ پھر تو مجھ کو

کہ بس جب پاس اپنے دلربا ہو — فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو

طبیب درد دل ہے گا مرا تو — کروں کس سے علاج اپنا بتا تو

جو کوئی عشق کا بیمار ہووے — علاج اس کا نہ جز دلدار ہووے

میں دام زلف میں تیرے پھنسا ہوں — خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں

محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو — وہ جز دیدار دلبر کب رہا ہو

خدا کے واسطے جلدی سے آؤ — تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ

لگائی تھی جو تو ہم سے پیارے — پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے

جو تھی منظور کرنی بے وفائی — تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی

کوئی ایسا بھی کرنا ہے پیارے — تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھارے

اگر یہ بیوفائی جانتا میں — تو پھر کیوں خاک در در چھانتا میں

بہت سر ہم نے رگڑا خاک پا سے — نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے

ہر اک صورت سے میں نے غم اٹھایا — ولے تجھکو نہ مجھ پر رحم آیا

ہوئی ہے کیا خطا اب مجھ سے جانی — جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی

اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو — خدا کے واسطے تم بخشدیجو

نظر مت رکھ مری تقصیر پر تو — کرم پر اپنے پیارے کر نظر تو

میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو — کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو

دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار — ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار

نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو — گیا جینے سے اب بے آس مجھ کو

خدا کے واسطے اب مت ستم کر — خدا کے واسطے اب تو کرم کر

اگر رونا مرا خوش آوتا ہے — یہ درد و رنج تجھ کو بھاوتا ہے

تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا — تری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

جو ہوگا شعلۂ رخ کا ترے دھیان — تو ہونگا خاک جل بھنکر بس اس آن
جو یاد آئیگی وہ زلفِ پریشاں — تو پیچ وتاب کھائے گی مری جان
تصور تیری پیشانی کا گر ہو — تو ہو دیوار غم اور میرا سر ہو
جو آئے تیرے گوش وچشم کا دھیان — کروں میں گوہر اشک اُسپہ قربان
خیال اس تیغ ابرو کا اگر ہو — وہیں قربان اسپہ میرا سر ہو
تصور تیری مژگاں کا گر آئے — ہزاروں برچھیاں دل میں لگائے
در دندان کو تیرے یاد کرکے — بہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے
جو خالِ رخ کا ہو تیرے تصور — سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا پُر
جب آوے یاد تیرا قد وقامت — کروں برپا وہیں شورِ قیامت
ترے ناز وادا کی یاد کر چال — کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال
وہ تیرا یاد کر آرام وبستر — گذاروں عمر ساری میں تڑپ کر
میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا — تو پروانہ کی صورت جل مرونگا
جو ہو گلزار تن زخم جگر سے — کروں سیراب اس کو چشم تر سے ۵
تری تیغ نگہ کا قتل ہوں گر — نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر
غرض جور وجفا سارے سہوں گا — نہ گھبراؤں گا نے غمگین ہوں گا
ترے غم سے نہیں خالی رہوں گا — جو نالہ تھم رہا رویا کروں گا
نہ بیٹھوں چین سے تجھ بن کبھو میں — سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں
اگر پوچھے کوئی یہ مجھ سے آکر — کہ کیا گذری ہے اے دیوانے تجھپر
نہ ہرگز حال دل اپنا کہوں گا — ہنسوں گا اور رو کر چپ رہونگا
نہ چھوڑونگا کبھی الفت تمہاری — اسی میں جان جاویگی ہماری
ذرا اس ناز اور غمزے کو دیکھو — مری جانب ذرا منہ اپنا موڑو
رہو پردہ میں یوں باتیں بناتے — نہیں صورت ولے اپنی دکھاتے
ذرا پھرے خدا پردہ اٹھاوے — وہ مکھڑا چاند سا مجھ کو دکھا دے
بہت نزدیک ہوں دلسے تو اے یار — ولے تجھ تک پہنچنا ہی ہے دشوار
ہے بوئے گل کی جوں مجھ تجھ میں قربت — نہیں معلوم پھر کیوں ہے یہ فرقت

میں ہوں سایہ نمط ہمراہ تیرے — نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے
رہے دل میں مرے پیارے سدا تو — ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو
مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگاؤ — یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ
ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے یار — غضب ہے تس پہ بھی ملنا ہو دشوار
ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا — رواں ہووے بدن سے خون جیسا
اجی کس کی ہے پھر یوں انتظاری — یہ کیسی ہے تڑپ اور بیقراری
قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا — نہیں کھلتا ہے یہ پردہ ہے کیسا
یہ پردہ دور ٹک اللہ کو تو — مجھے اس بھید سے آگاہ کر تو
کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے — ذرہ تو رو برو ہو جا ہمارے
ٹک اپنے حسن کا جلوہ دکھا دے — کہ اب بیخود مجھے مجھ سے بنا دے
رہو گے کب تلک پردے میں پیارے — کبھی تو سامنے ہو گے ہمارے
یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری — کرو گے جو اٹھاویں گے وہ ساری
ولے اتنا تو گاہے گاہے جانی — کرو ہم پر کرم سے مہربانی ٦
یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا — نہیں تم بن اسے اک دم گذارا
ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ — پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ
کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت — تڑپ جی کی گھٹے ہو جی کو راحت
میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا — کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا
ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں — سراسر محو ہوں بس اس جستجو میں
تڑپتا ہے ترے غم سے مرا دل — رہے افسوس پھر غیروں میں تو مل
رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے — ہم اس حسرت میں خون دل ہیں کھاتے
سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا — نہیں ہے فکر کچھ لیکن ہمارا
کرو غیروں پہ لطف و مہربانی — ہمارے نام سے نفرت ہے جانی
نہیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے — خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے
نہ جانے ٹھوکریں کھاؤں گا کب تک — یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک
ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا — خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب تقصیر اس میں کچھ تری ہے — نصیبوں میں لکھا میرے یہی ہے
ہے تیرے وصل کی منزل بہت دور — اثر ہے لنگ اور ہمت ہے رنجور
کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا — گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا
جو کرتا شوق میری رہنمائی — تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی
کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت — مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت
نہ میرے درد و غم کا کوئی غم خوار — ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار
کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال — کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال
سنے جو درد کا طومار میرا — نہیں تجھ بن کوئی غم خوار میرا
سو تو نے غم مرا رکھا گوارا — کہ یوں مجھ کو تپِ فرقت نے مارا
یہی بہتر ہے اب رو یا کروں میں — سر اشک غم سے منھ دھویا کروں میں
سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے — کئے جاؤں گا پر میں عرض تجھ سے
ترا دیدار پاؤں یا نہ پاؤں — دلے سب جستجو میں دن گنواؤں
مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں میں — کروں ذرات تیری جستجو میں
نشانِ عیش اور عشرت مٹاؤں — تمامی محنتیں غم کی اٹھاؤں
کہاں تک درد و غم ظاہر کروں میں — نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں
یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا — جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا
جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر — نہ لاؤں پر کبھی ہرگز زباں پر
کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو — چھڑا دیگا تو درد و غم سے مجھکو
دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا — مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا
اگرچہ ہوں برا پر ہوں تمہارا — نہیں بن تم مرا اکدم گذارا
تمام امداد کر یہ درد نامہ — کہیں ایسا نہو پھٹ جائے خامہ
بہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر — خدا کیواسطے رکھ جی کے اندر
کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر — پھٹا جاتا ہے دل عالم کا یکسر
بس اب ٹک شکر کر مت ہو دیوانہ — کہ بہتر درد دل کا ہے چھپانا
نہو ایسا تری گستاخیوں پر — خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

وہ تیرے حال دل سے ہے خبردار — نہ کر اب شور و شر زنہار زنہار
نہ کر غل صبر کر یہ مان میری — کہ تا امید بر لاوے وہ تیری
بس اب خاموش ہو گفتار کم کر — ملال آوے نہ شاید اسکے دل پر
اسی پر سونپ دے اب کام سارے — وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے
رضا گم اپنی کر اس کی رضا میں — نہ پڑ ہرگز خودی کی تو بلا میں
وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے — خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے
بس اب خاموش ہو گفتار کر کم — تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہر دم

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے
سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے

تمت

گلزار معرفت

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوٰۃ یہ نیاز احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین و کمترین مقتبسین حضرت امام العارفین مقدم الراسخین سراج الاولیاء تاج الکبراء زبدۃ الواصلین قدوۃ الکاملین شیخ المشائخ سیّد السادات جنید الزماں بایزید الدوراں سیدی و سندی و معتمدی و مستندی ذخیرۃ یومی و غدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ **محمد امداد اللہ المہاجر تھانوی** مولداً المکی موطناً الفاروقی نسباً الحنفی مذہباً الصوفی مشرباً ادامہ اللہ تعالیٰ کاسمہ الشریف امداداً من اللہ علی العباد و افاضۃً علی طالبی الرشاد خدمت میں اخوان طریقت و خلّان الحقیقت کے عرض رسا ہے کہ حضرت پیر مرشد محتشم الیہم دام ظلہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اُسکا احصاءُ ضبط دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استمتاع و احتظاظ و التذاذ دوسرے پیر بھائیوں وغیرہ کے جی میں آیا کہ اُن اوراق کو جمع کر کے اُن کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا بڑی غرض اِس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف ⁘ یرحم اللہ عبداً قال آمینا

مناجات

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نقشِ قدرت نمودار تیرا	جہاں لطف گل ہے وہیں خارِ غم ہے	ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا
عجب رنگ بے رنگ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا	خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا	یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب	ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
بہر رنگ ہر شے میں جا یہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ قمر وار تیرا	نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے	کہ جس جا نہیں ذکر و اذکار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں ہے تو	تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا	تو اوّل نہیں ابتدا تیرا یارب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا	نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں	تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
الٰہی میں ہوں بس خطا وار تیرا	مجھے بخش ہے نام غفار تیرا	عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
الٰہی بتا چھوڑ سرکار تیری	کہاں جاوے اب بندہ ناچار تیرا	نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری	میں ہوں بندہ گرچہ بہت خوار تیرا
دوا یا رضا کیا کروں میں الٰہی	کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا	عرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں	تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو — تو مختار میرا میں ناچار تیرا
سوا تیرے کوئی نہیں میرا یا رب — تو مولیٰ ہے میں عبد بیکار تیرا
کیا اپنے در سے اگر دُور اس کو — کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا
گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا — سنا جب سے ہے نام غفار تیرا
دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں — کہ ہے نام غفار و ستار تیرا
چلا نفس و شیطاں کے احکام پر میں — نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا
نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی — نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا
خبر لیجیو میری اُس دم الٰہی — کھُلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت — کہاں خس کہاں بحر زخار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یا رب — مجھے چاہیئے رحم بسیار تیرا
تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم — کہ دل سے زباں پر ہو اذکار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری — بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا — ترا فضل میرا مرا کار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا — تو مسجود میں ساجدِ زار تیرا
یہ جور و جفا ہم سے ہم پر ہے یا رب — نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیقِ ایماں — کہ ہے نام قہار و جبار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں — تو ہے یار اُسکا وہ ہے یار تیرا
کھُلی اُسکی آنکھیں کریں بند جس نے — عیاں ہو نہاں اُس پہ اسرار تیرا
الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا — رہوں میں سدا مست میخوار تیرا
میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں — جو لگ جا محبت کا آزار تیرا
الٰہی عطا ذرہ دردِ دل ہو — کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا
ہو جاگا سو سویا جو سویا سو جاگا — سلا مجھ کو تا ہوں میں بیمار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پر — ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے — میں تجھ سے ہوں یا رب طلبگار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھکو مطلب — تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا
دلمیں ٹک جلوہ فرما الٰہی — کہ تجھ بن ہے ویران اب دار تیرا

الٰہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا — لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا
کہاں جاوے جسکا نہ ہو کوئی تجھ بن — کسے ڈھونڈھے جو ہو طلبگار تیرا
نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو — کہاں جاوے بندہ گنہگار تیرا
رہے گا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا — لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں — نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا
بُرے کام میں عمر افسوس کھوئی — کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
مری مشکلیں ہوویں آسان اکدم — جو ہو جا کرم مجھ پہ اکبار تیرا
ہوں ظلمات عصیاں سے جنّات روشن — جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا
لگے کرنے کافر بھی امید بخشش — لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھکو جب سے — کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
ترا نام شیریں حلاوت ہے دلکی — ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
نہ کوئی مرا ہے نہ ہوں میں کسی کا — تو میرا ہے میں عاجز دل افگار تیرا
نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں — تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھ کو — کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا
بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو — کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
حکومت ہوئی اسکو حاصل جہاں کی — ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
دو عالم خریدار ہو اُسکا بیشک — جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا
رہے ہوش اُسکو کسی کا نہ اپنا — الٰہی ہوا جو کہ ہشیار تیرا
تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھکو — الٰہی رہوں اک خبردار تیرا
الٰہی وہ جلوہ محبت عطا کر — جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا
بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو — ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر — کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا
بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیونکر — نہیں کرنا معمول انکار تیرا
نہیں اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش — ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا
ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر — میسر ہو اے کاش دیدار تیرا
نہیں وصل افسوس قسمت میں میری — میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا

تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے
ولے آہ ملنا ہے دشوار تیرا

ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا
ستاتا ہے پھر ہجر خونخوار تیرا

یہ قرب و معیت ہے پھر بُعد ایسا
نہیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا

حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے
کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا

ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو
کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا

تو صیقل آئینہ دل نام حق سے
کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا

زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو
وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا

اٹھا غم رکھ امید امداد حق سے
تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا

نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت ہے
کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا

اُسی کی تو خدمت میں رہ دل سے ہر دم
تو چاکر ہے اُسکا وہ سردار تیرا

تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی
کہ تا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا

الٰہی قبول ہو مناجات میری
کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا

نبی کریم آل و اصحاب سب پر
درود اور سلام ہووے ہر بار تیرا

مرے پیر اُستاد ماں باپ پر بھی
الٰہی رہے رحم بسیار تیرا

غزل نعتیہ

کرکے نثار آپ پہ گھر بار یا رسولؐ
اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسولؐ

عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں اُمتی تمہارا گنہگار یا رسولؐ

اچھا ہوں یا بُرا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں
پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسولؐ

کسطرح آہ میں کروں خدمت میں خالعرض
ہوں خجلتِ گناہ سے سرشار یا رسولؐ

ذات آپکی تو رحمت و الفت ہے سربسر
مَیں گرچہ ہوں تمام خطاوار یا رسولؐ

کریئے نہ میرے فعل بُروں پر نگاہ تم
کیجو نظر کرم کی بس اکبار یا رسولؐ

جسدن تم عاصیوں کے شفیع ہو کے پیش حق
اُسدن نہ بھولنا مجھے زنہار یا رسولؐ

کیجو خدا کیواسطے اُسدن مری خبر
عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یا رسولؐ

تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی
اب جا کہاں بتاؤ یہ ناچار یا رسولؐ

دونوں جہاں میں مجھکو وسیلہ ہے آپکا
کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسولؐ

کیا ڈر ہے اسکو لشکر عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو جسکا مددگار یا رسولؐ

گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ
اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یا رسولؐ

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسولؐ

غزل نعتیہ

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار ٹک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ

کرو روشن منور تم مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

اٹھا کر زلفِ اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ

شفیعِ عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

پیاسا ہے تمہارے شربتِ دیدار کا عالم
کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہ

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اُس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ

چھپے بن خجلت سے جا کر پردۂ مغرب میں ماہ خور
گر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہ

لگے گا جوش کھانے خود بخود دریائے بخشایش
کہ جب حرفِ شفاعت لب پہ لاؤ یا رسول اللہ

یقیں ہو جائیگا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میداں میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ

مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا اُمتی عاصی
گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ

ہوا ہوں نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بہت رسوا
مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ

کرم فرماؤ میرا اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپکے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

مشرف کرکے مجھکو کلمۂ طیب سے اپنے تم
پھر اب نظروں سے اپنی مت گراؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بطرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ ہوں نہ لائق دانکے پر امید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ
حبیب کبریا ہو تم امام انبیا ہو تم
ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ

شراب بیخودی کا جام اک مجھ کو پلا کر اب
دوئی کے حرف کو دل سے مٹاؤ یا رسول اللہ
بہت مدت کا پھر ایں وادی فرقت میں جوں وحشی
کرم فرماؤ ابتو مت پھراؤ یا رسول اللہ

مشرف کر کے دیدار مبارک سے مجھے اکدم
مرے غم دین و دنیا کے مٹاؤ یا رسول اللہ
خدا کیواسطے رحمت کے پانی سے مرے اگر
تب ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

غزل نعتیہ

ملکے میں ہوں پر ہے ہوس کوئے مدینہ
دے ہے رُخ کعبہ خبر روئے مدینہ
لانے لگی اب باد صبا بوئے مدینہ
دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سوئے مدینہ

پہنچا دے مجھے منزل مقصود کو جلدی
یارب ہے لگی دل کو تگ و پوئے مدینہ
ابتو یہ تمنا ہے کہ یہاں کعبے کیجوں گرد
قربانی ہوں سر ہر کوئے مدینہ

گرچہ ہیں بہت شہر جہاں میں خوش و دلچسپ
لیکن ہے عجب دلبر و دلجوئے مدینہ
حاصل ہے بہشت اسکو یہاں اور وہاں بھی
جو دل سے ہو ساکن پہلوئے مدینہ

دل غرق حلاوت ہے دہن ہے شکرستاں
تو طی زباں ہے جو ثنا گوئے مدینہ
اظہار فیوضات ہیں عالم میں جہاں تک
ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ

وہ چھوٹ گیا بند دو عالم سے سراسر
جو پھنس گیا اندر خم گیسوئے مدینہ
محفوظ ہے آفات دو عالم سے وہ مومن
کی جسنے سکونت تہ بازوئے مدینہ

خوش آدے کب اسکو خوشبوئے دو عالم
ہے جسکے بسی مغز میں خوشبوئے مدینہ
کس ذوق سے لیٹے ہے کلام اپنا زبانسے
جب ہو دے زباں اپنی طرح گوئے مدینہ

ایذا کے عوض دینے دعا سنگدلوں کو
دل نرم تھے کیا سرور خوشخوئے مدینہ
کب پوچھتا عاشق کوئی خوبان جہاں کو

امداد سے نت گو یہ صلوٰت و سلامی
یارب ہو نثار شہ نیکوئے مدینہ

غزل نعتیہ

کہے ہے شوق نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے

صبا بھی لانے لگی ہے ابتو نسیم طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے

خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہے آخر
مرینگے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے

شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت
تو سر قدم ہو کے درد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے

یہ جذب عشق محمدیؐ ہیں دلوں کو امت کے کھینچتے ہیں
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے

جو کفر و ظلم و فساد عصیاں ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں
تو دین اسلام اٹھے یہ کہکر چلو مدینے چلو مدینے

رجب کے ہوتے ہیں جب مہینے پھرے ہیں شوق نبیؐ سے سینے
صدا یہ مکے میں کو بکو ہے چلو مدینے چلو مدینے

ہلاکت امداد ابتو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

غزل

نہ دیکھا داغِ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آ پھر کے سر مارا
نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

تماشائے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ
جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا

رُخِ رخشانِ جاناں کی تجلّی چاہیئے دیکھے
مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

کفِ پا کی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو
اگر آئینہ جوہردار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا بُرّشِ تیغ نگاہ یار کو تم نے
اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہماری چشم سے لعل و گہر کی دیکھئے بارش
سما پر ابر گوہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

لب و دندان دلبر کی ٹک آب و تاب کو دیکھو
اگر لعل و دُرِ شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہاں نوکِ مژہ پر لخت دل کی دیکھ جانبازی
وہاں منصور صاحبدار کو دیکھا تو کیا دیکھا

طبیبوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا
نہ دیکھا حالِ دل بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا ایک بھی تم نے اگر دردِ جُدائی کو
فلک سے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل
نہ دیکھا اوّل آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا

دلِ مضطر میں ظاہر یار کو تھا چاہیئے دیکھا
نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نظر جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا
نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ادھر دیکھا اُدھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا
نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا
نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہمارے شعر امدادِ الٰہی سے ہیں ٹک دیکھو
اگرچہ دفترِ اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

غزل

مرِ نعم فیض توکل سے ہے بس خوان اپنا
پکتا ہے سنگ قناعت پہ سدا نان اپنا

تلخیٔ صبر میں حاصل ہے حلاوت دل کو
شکرِ شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا

طوقِ تفویض و رضا کا ہے گلے میں اپنے
تیغ تسلیم پہ سر کرنے میں قربان اپنا

بھوک اپنی ہے خورش پیاس ہے اپنا شربت
پوششں اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

پائمالی ہے ہمیں تاج و سریر شاہی
فوجِ غم سرو سامانی ہے سامان اپنا

لالۂ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو
کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستان اپنا

خواب گاہ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر
کیوں عبث کھینچیں پھر ہم چرخ پہ ایوان اپنا

دوستی کی رہی اب کس سے توقع یارو
جب ہوا دشمنِ جاں دل سا مہربان اپنا

دردِ غم کا مرے دردی ہے نہ کوئی غمخوار
غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماں اپنا

آسکے غیر مرے خانۂ دل میں کیسے
کہ خیالِ رخِ دلدار ہے دربان اپنا

وسعتِ دل کی کیا کرتے ہیں سیر اے امداد
کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدان اپنا

کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو
ہو پریشاں جو سنے حالِ پریشاں اپنا

غزل نعتیہ

ہو جائے مرا شوق ہی رہبر کسی صورت
جوں نقشِ قدم جا پڑوں در پر کسی صورت

ہے بلبلِ دل شائقِ گلزارِ پیمبر
بے دیکھے نہ ٹھہریگا یہ مضطر کسی صورت

کھایا کرے دل بس ٹھوکریں زواروں کی تیرے
اے کاش ہوں در کا ترے پتھر کسی صورت

دے ساقیِ کوثر جو مجھے بادۂ الفت
چھوٹے نہ لبوں سے مرے ساغر کسی صورت

ہے سر میں ہوائے کششِ شوقِ مدینہ
جوں بادِ صبا پہنچوں گا اڑ کر کسی صورت

جوں نقشِ قدم سر نہ اٹھاؤں ترے در سے
گر جا پڑوں مر مر وہاں پر کسی صورت

اے ماہ روش کیجیے گذر ٹک تو ادھر بھی
ہو جائے مرا گھر بھی منور کسی صورت

ہو جا کہیں سرسبز مرا نخلِ تمنا
آجائے نظر گنبدِ اخضر کسی صورت

ہو مغز در پریشاں وہیں مشکِ ختن کا
کھل جاوے جو وہ زلفِ معنبر کسی صورت

غزل نعتیہ

ذکر کر ذکرِ خدا اور ہے تذکیر عبث
جز کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تقریر عبث

حمدِ حق میں ہو و یا نعتِ پیمبر میں رقم
پہلے ان دونوں سے ہے ہر بات میں تحریر عبث

لکھ سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسولؐ
جز خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیر عبث

لائی ہے بادِ صبا بوئے قدمِ احمدؐ
کب خوشی سے ہے ہنسی غنچہ کی تصویر عبث

آئی ہے شاد کی دنیا میں نویدِ مقدم
قصرِ شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیر عبث

سیکھتے حق سے رہے سارے علومِ حکمت
یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیر عبث

پیر کے دن جو ہوئے پیرِ دو عالم پیدا
پیرِ ایام ہے دن پیر کا نے پیر عبث

نورِ احمدؐ سے منور ہے دو عالم دیکھو
دیکھنے ہو مہ و خورشید کی تنویر عبث

آپ کے عتبۂ عالی کا بیاں ہو کس سے
عرش کی اس کے مقابل میں ہے توقیر عبث

روئے اسلام سے اُن کے نہ رہا کفر کا نام
یارو اب زلفِ بتاں کی بھی ہے تکفیر عبث

اٹھ گیا ہے کسی گلرنگ کا پردہ منھ سے
ہے نہ رنگِ رخِ گلشن میں یہ تغییر عبث

آپ کے بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہیں
ہے قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث

چاہیے عشقِ محمدؐ میں مسخّر ہونا
کیا کریں ملکِ سلیمان کی تسخیر عبث

دل میں کافی ہے خیالِ رخِ انوار ترا
شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے تنویر عبث

جسم اپنا نہ ہوا ہائے مدینے کا غبار
اس مسِ عیب کے حق میں ہوئی اکسیر عبث

دیکھیے کب ہو میسر مجھے وصلِ محبوب
ہوگئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبث

شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہِ محبوب
منع کی حق نے کہ ہے کھینچی تصویر عبث

غزل

ہو کے بس شیفتۂ نقشۂ تصویر عبث
جان بے جان کو دے کر نہ ہو دلگیر عبث

خواہشِ نام و نشاں یاں کا ہے اے میر عبث
مثلِ امواج کے پانی پہ ہے تحریر عبث

ہوگئے سیکڑوں گھر مثلِ بگولہ برباد
بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیر عبث

مثلِ انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہلِ فروغ
ہے فلک سے طلبِ عزّت و توقیر عبث

چین و آرام ہے کس کو کہو اس کے نیچے
چرخ سے ہے ہوسِ راحت و تیسیر عبث

دیکھ غنچے کو کہ آخر ہے گلِ پژمردہ
اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ سوئے پیر عبث

بلبلا سا نہ ابھر بحرِ جہاں میں اتنا
دم میں ہوگا یہ ترا نقشۂ تعمیر عبث

مارنا آپ کو تا کیمیا خود بن جانا
مار اگر پارے کو لے صاحبِ اکسیر عبث

لطف جینے کا اگر پاس ہو جاں بخش اپنا
ورنہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیر عبث

کیمیا اپنی ہے خاکِ قدمِ یار اے دل
کس لیے کرتا ہے پھر خواہشِ اکسیر عبث

ڈھونڈھتا پھرتا ہے دو شمع لیے کچھ تو ضرور
یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویر عبث

اے عروضی مری موزوں طبع کے آگے
تیری فعلن فعلاتن کی ہے تقریر عبث

مسکن اس بحرِ فنا میں نہ بنا تو امداد
صورتِ بلبلا پانی میں ہے تعمیر عبث

غزل

ہو کے ہیں شیفتۂ زلف گرہ گیر عبث
لی بلا سر پہ ہوا پائے بہ زنجیر عبث

ہنستے ہو کیا مری گر ہوگئی تدبیر عبث
جملہ تدبیر کو کر دیتی ہے تقدیر عبث

گردشِ بخت سے اپنے ہیں ستائے ہم آپ
پھر تو پھر پھر نہ ستا اے فلکِ پیر عبث

آپ کی چین بہ جبیں ہم کو سلاسل بس ہے
پا بہ زنجیر کو پھر کرتے ہو نخچیر عبث

سر بکف میں ہوں یہاں آپ ہیں شمشیر بکف
اب شہادت میں مری کرتے ہو تاخیر عبث

تیغِ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی
تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث

ضعفِ تن سے ہوں ہوا سا نہ پھنسونگا ہرگز
زلف پُر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث

خوابِ غفلت سے جگاتے ہیں یہ جوں حشر کا شور
تیرے مستوں کی نہیں نالۂ شبگیر عبث

قوسِ ابرو سے ذرا تیرِ نگہ کو چھوڑ دو
لوں گا سینہ پہ نجائے گا ترا تیر عبث

عشق کہتا ہے کہ کر نہرِ لہو کی جاری
تو رواں کرتا ہے فرہاد جوئے شیر عبث

چشمِ بد بیں دلِ بدخواہ میں مارے امداد
چرخ پر مارتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث

غزل

گرچہ سر مارا بہت سب گئی تدبیر عبث
سچ ہے پیشانی کی ہوتی نہیں تحریر عبث

قسمت الٹی نے مری لا اسے در سے الٹا
ہو گئی جذبِ محبت کی وہ تاثیر عبث

دل میں آئے غمِ دلبر تو رکھوں آنکھوں میں
ایسے مہمان کی کیوں کر کروں تحقیر عبث

اُن کی زلفوں کے تصور میں ہے یہ آہ و فغاں
کب ہے نالہ مرا پابستۂ زنجیر عبث

ضرب اک مارتا خسرو کے دلِ سنگیں پر
کوہکن تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث

مجھ سا دیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں
یارو پاؤں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث

غزل

نام اُس کا دفترِ عشق میں ہرگز رقم نہیں
اوّل قدم پہ جسکا یہاں سر قلم نہیں

بے مرگ زندگیِ وصالِ صنم نہیں
موجود کب وہ ہو ہے جو اوّل عدم نہیں

ہے کون ساقیا ترا جس پر کرم نہیں
مخمور تیرے دَر سے پر ایک ہم نہیں

کرتا ہے تو کبوترِ دل کو جو میرے ذبح
کیا تجھ کو پاس حرمتِ صیدِ حرم نہیں

ہم پر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے
ورنہ طریق یار کا جور و ستم نہیں

پھولا نہ تخمِ عشق مرا ورنہ چشم و دل
گرمیِ مہر و ابرِ بہاری سے کم نہیں

غمگین ہمارے غم میں ہے عالم مگر ہمیں
غم ہے تو بس یہ غم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم نم نہیں

اے شمع جان صحبتِ پروانہ مغتنم
ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں

منعم نہ کر غرور کہ بازار عشق میں	جز نقد جان پرسشِ دام و درم نہیں
امدادؔ رکھ کے سر نہ اٹھا در سے یار کے	اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں

غزل

عرش بریں پہ آپ ہیں زیر زمیں ہوں میں	ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں
گر تختِ حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر	اقلیم عشق میں شہ مسند نشیں ہوں میں
مثل نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر	باوصف ایسے قرب کے بس دور ہی ہوں میں
ہے بُو و گُل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربط آہ	پھر ڈھونڈھتا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں
اے وائے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب	سایہ کی طرح گرچہ جہاں تم وہیں ہوں میں
رہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آ رہا	آ جا نظر کہیں کہ دم واپسیں ہوں میں
دامِ بلا میں کس کے تو امدادؔ جا پھنسا	مدت سے جو پتہ ترا پاتا نہیں ہوں میں

غزل

دل دے کے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم	آفریں وہ ہم کو دیں اُن کو مبارک باد ہم
خانۂ ہستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر	ڈھلتے ہیں اب تو قصر عشق کی بنیاد ہم
خاک ہو کر آ پڑے ہیں اب تو کوئے یار میں	پر یہی ڈر ہے نہ پڑ جائیں بدست باد ہم
ہیں وہ ہم صید ہوس پھر جا کے پھنستے دام میں	چھوٹ جاتے گر قفس سے تیرے اے صیاد ہم
چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا	ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیائے باد ہم
مرغ دل اپنا جو اُس کے دام زلفوں میں پھنسا	پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم
ہم تڑپنے سے چھٹینگے تو ہماری فکر سے	ذبح کر احساں ترا مانینگے اے صیاد ہم
بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں	گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم
ہیں کفن بر دوش سر بر کف تامل کیا ہے پھر	قتل کر ہم کو ترے قرباں ہوں اے جلاد ہم
بال بال اپنا ہے نشتر سر بن مو سے لہو	ہے رواں خود کیا کریں پھر تجھکو اے فصاد ہم
قصر جنت کا رہے تم کو مبارک واعظو	ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آباد ہم
زہد و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے نہیں	اور میاں رکھتے ہیں جز فضل حق کچھ زاد ہم
آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ	اپنے دشمن آپ ہیں پھر کس سے چاہیں داد ہم
ہم نہ شاعر ہیں نہ مُلا ہیں نہ عالم ہیں ولے	رکھتے ہیں ہر باب میں اللہ سے امداد ہم

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل اک اور تو
تاکہ جانیں شعر گوئی میں تجھے اُستاد ہم

غزل

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہیں بس برباد ہم
یا الٰہی کس سے تجھ بن جا کریں فریاد ہم

آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم
آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم

باغِ عالم میں ہیں باآہ فغاں آزاد ہم
آپ ہم قمری ہیں اور ہیں آپ ہی شمشاد ہم

داغِ دل گلشن ہے اپنا مرغِ دل ہے نالہ گر
آپ ہی ہم گل ہیں اور ہیں بلبلِ ناشاد ہم

عشق کے صحرا میں اپنا آپ کرتے ہیں شکار
آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیّاد ہم

ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا
آپ ہی شیریں ہوئے اور آپ ہی فرہاد ہم

قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے تیغ و تبر
آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلّاد ہم

دیتے ہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق
آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم

آپ ہی اچھے ہیں اور ہیں آپ ہی سب سے بُرے
الغرض جو کچھ ہیں پر ہیں جامع اضداد ہم

بے نشاں بے نام ہیں ذیشاں ہیں اور ہیں نامور
جو کہو سب کچھ ہیں پھر ناچیز بے بنیاد ہم

علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے
ہیں اسی دانش سے یار و صاحبِ ارشاد ہم

اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست
آپ کو کرتے ہیں ویراں تاکہ ہوں آباد ہم

کیوں نہ ہو گل خار میں ظلمات میں آبِ حیات
ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم

ہے بہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار
غم ہے شادی میں ہمیں اور غم میں ہیں بس شاد ہم

شادی و غم اپنا محوِ لطف و قہرِ یار ہے
ہے مساوی ہم کو گر ہوں شاد یا ناشاد ہم

ہے برابر ہم کو قہرِ ہجر و لطفِ وصلِ یار
عاشقِ ذاتی ہیں اُن کے ہر طرح منقاد ہم

ہم سے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق
یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم

ہیں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی مجذوبانہ بڑ
بڑ نہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم

ڈر ہے کیا فوجِ گنہ سے ہے خدا بخش اپنا نام
اور نصیر رکھتے ہیں اللہ کی امداد ہم

غزل

غمِ جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شادماں ہو کر
کہ یہ وہ درد ہے دل میں رہے درمانِ جاں ہو کر

رہو ہو پردہ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر
ذرا تو جلوہ گر ہو جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر

نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سرِّ الفتِ جاناں
کہ عظمت اسمِ اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

نہ کیوں ہو تخم ملکر خاک میں سر سبز و بار آور — ہوئے ہم نامور ذیشان بے نام و نشاں ہو کر
نکالیں بحرِ الفت سے دُرِ مطلوب وہ جن کے — نکل کر بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ رواں ہو کر
اٹھایا بارِ غم تو نے دلا صد آفریں تجھ کو — لیا کوہِ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہو کر
ہمارے غم کے گھر میں خواب راحت آسکے کیونکر — کہ صورت اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہو کر
ادب بند نہاں ہے کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا — کہ دل کے دل میں رہجاتے ہیں سب شور و فغاں ہو کر
ہمیں پرواہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی — دکھانا داغ دل ہے سیر ہم کو بوستاں ہو کر
کہاں جا دے کہ کر کے ترک جو گھر بار کو اپنے — درِ جاناں پہ آ بیٹھا ہو نقشِ آستاں ہو کر
کہاں جائے کسے ڈھونڈے نہ ہو جسکا کوئی تجھ بن — پڑا ہو جب کہ آ در پر ترے بے خانماں ہو کر
ترے قربان پیارے مت اٹھا امداد کو در سے — مریضِ عشق تیرا آ پڑا ہے ناتواں ہو کر
ملے ہے گوہر مطلوب بحرِ عشق سے اُن کو — کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ رواں ہو کر

غزل

صوفی نہ شیخ عالم مسند نشین ہوں میں — بندہ ضعیف و عاصی بس کمترین ہوں میں
غافل ہوں یا دیوانہ ہوں مجنوں ہوں یا بہوش — جو کچھ کہ ہوں پہ عاشق ماہ جبیں ہوں میں
گمنام بے نشاں ہوں ذیشاں ہوں نامور — سب کچھ ہوں اور جو پوچھو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں
ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور — عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گزیں ہوں میں
سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصح اس لئے — دَر دَر پھِروں ہوں اور کبھی خانہ نشیں ہوں میں
مت کر زکوٰۃِ حسن سے محروم بہر حق — مسکین غریب و عاجز و اندوہگیں ہوں میں
گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداد سا و لے — انگشتریِ خلق میں مثلِ نگیں ہوں میں

غزل

تپِ غم سے جو دیدۂ تر میں ہوا خشک پانی ہے — تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوزِ نہانی ہے
ہوا بازارِ شوق اب گرم ہے وہ شمع رُو کس جا — کہ جاں اپنی ہمیں اُس آتشِ رُو پر جلانی ہے
نہ چاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو — کہ واں آب دمِ شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے
نہ اپنی آہِ سوزاں ہے دھواں سا رائیگاں جاتا — کہ پہنچانے کو کعبہ وصل تک مرکب دخانی ہے
میں طورِ عشق پر تیرے ہوں گرچہ دفترِ ارنی — نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوفِ لن ترانی ہے
ادب بندِ زباں ہے عرضِ مطلب میں مری ورنہ — گرہ میں اپنے خامہ کی شکایت کی کہانی ہے

ہمارے کارواں میں کب ہے جرس قیل و قال اہل
کہ راہ کشف میں گمرہ دلیل طے لسانی ہے

ہے آوازِ جرس گو یا جگانا رہزنوں کا بس
زباں کا کھولنا غارت گرِ سرِّ نہانی ہے

صدف کی جوں رہے گا منھ کھلا اُسکا قیامت تک
جہاں خامہ سے دائم مثل دریا دُر فشانی ہے

جو ہیں ہم صاف مشرف سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا
کہ اپنے رنگ پر ہر طرف لیتا صاف پانی ہے

غزل اور اس زمیں میں پڑھکے امدادِ الٰہی سے
حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

غزل

تپ ہجراں میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے
اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانی ہے

حریفِ نفس کب ہو عقل جو سحرِ معانی ہے
کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے

ہے اپنا نطق ہر نکتے میں سونگ شکر رکھنا
حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے

ہے بے دَردوں سے اپنے درد کی کرنی دوا ایسی
کہ نوک خار پا کو نیش کژدم سے اٹھانی ہے

نہیں ہے کسر شاں ہونا مفید بند عزلت میں
مثال اسم اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے

گل آسا صبح پیری میں وہ بے حسرت کے خمیازے
جو کھوتا خواب غفلت میں شب قدر جوانی ہے

جو ذرہ آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے
جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے

لئے جاتا ہے کوثر ساتھ صحرائے قیامت میں
کہ جو اشکِ ندامت سے لٹا آنکھوں میں پانی ہے

ہمارے جرم سے چیں بر جبیں کیوں عفو ہو اُس کا
کہ آئینہ کو بدصورت سے کب ہوتی گرانی ہے

سکے ہے دیکھنا با دیدہ کثرت نور وحدت کو
کہ حرف و تبسم ہر اک شاہد رُوح و معانی ہے

نہ کیوں ہو زنگ آئینہ کا رہبر سوئے روشن گہ
مجھے زشتی سے حاصل کعبہ مقصود جانی ہے

عبث کھاتا ہے فکر زر میں غم سخت انسان کیوں
کہ تاب خور سے پتھر میں غذا لئے لعل کافی ہے

بڑا ہیں قہر سے گروہ نہیں شکوہ ہمیں اُن سے
بلا ویں مہر سے اپنی تو اُن کی مہربانی ہے

بلا ویں مہربانی سے بڑا ہیں کچھ نہیں شکوہ
ہمیں اُن کی بہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے

مثال جان و تن ہے تجھ میں اسمیں قرب پھر دوری
نہیں کھلتا ہے اے امداد کیا سرِّ نہانی ہے

نہ دو ناشاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو تم
اجی اے دل تمہیں کیا عادت ایذا رسانی ہے

غزل

رخ سے کاکل اٹھا دیا کس نے — رات میں دن دکھا دیا کس نے
عرش اور فرشی سبکو پا نہ سکیں — میرے دل میں سما دیا کس نے
ابر گریاں میں برق حسن دکھا — روتے روتے ہنسا دیا کس نے
ہے نہ عالم میں وہ نہ عالم ہیں — شور اس کا مچا دیا کس نے
شعلۂ رخ دکھا کے اپنا ہمیں — سر سے پا تک جلا دیا کس نے
میں نو نام و نشاں مٹا بیٹھا — شہرہ میرا اڑا دیا کس نے
شخص واحد ہے سیکڑوں میں نام — ایک کو سو بنا دیا کس نے
حسن لیلیٰ دکھا کے اے امداد — تجھکو مجنوں بنا دیا کس نے

لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں — کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے
ڈھونڈھنے نکلے آپ کو کھویا — مجھ کو اس میں گما دیا کس نے
منہ تو عاشق سے پھیرا تو نے اسے — ہنستے ہنستے رلا دیا کس نے
نغمۂ سرمدی سنا کے ہمیں — مست و بیخود بنا دیا کس نے
عشق معشوق عاشق اک کہکر — سر وحدت سجھا دیا کس نے
اول آخر عیاں نہاں ہو کر — حرف شرکت مٹا دیا کس نے
ہنستے ہنستے جو دم میں رونے لگی — شمع تجھ کو جلا دیا کس نے

غزلیات فارسی

اگرچہ بیخود و مستم دلے ہشیار میگردم — بباطن شاہ کونینم بظاہر خوار میگردم
چو بردم روئے خویش را بہر جائے بہر رنگے — ازیں در بحر و برو در کوچہ و بازار میگردم
ز چشمت مست میخواراں سیدار لب بستی قند — چو من باایں ہمہ آنم زحرماں خوار میگردم
شراب شوق عالم را تو می طلبی و می بخشی — مگر مخمور گرد خانۂ خمار میگردم
بیا نور محمد کن دل امداد را روشن — کہ عکس نور بے کیفم پئے انوار میگردم
مرا از طینت جاناں چو نور خور نقص آں — بصورت زو جدا من گرچہ سایہ وار میگردم
عجب بیخود و بد مستم کہ طرفہ ماجرا ایں است — کہ دلدار اے ببر دارم پے دلدار میگردم
چو شد منظور قتل من تغافل چیست اے قاتل — کہ سر بر کف کفن بر دوش گرد دار میگردم
مرا نافع نخواہد شد نصیحت ناصحا ہرگز — کہ سودا ایش بسر دارم نہ من بیکار میگردم

جواب خط شاہ سید علی احمد صاحب تخلص صلّ علےٰ احمد انبہٹوی

چو آمد ساقئے مشکل کشا دشوار کار من — ببیک جرعۂ زمے بکشود عقد دلفگار من
صبا آورد چوں بوئے گل وصل نگار من — بر آمد بر ہوائے شوق ایں مشت غبار من
بحمد اللہ چہ راحت یافت جان بیقرار من — کہ آمد ناگہاں نامہ زکوئے شہریار من
خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد — دلم حیراں کہ باشد بر کدامی جاں نثار من
بایں شکرانہ بر دیدہ نہادم پائے قاصد را — کہ از نامہ منور کرد چشم انتظار من
چو من منظور جذب اشتیاقم در جناب تو — بجرم دوستاں گو سعد و بس عز و وقار من
پس از مدت بر آمد آرزوئے جان و دل یعنی — سحر گردید از نہر خطت شبہائے تار من
بُوَد ذوق حیات من بسا تلخ از غم ہجراں — خوشا ایں طالع شیریں کہ گشتے غمگسار من
بدیدہ گریہ لب نالاں بجانم سوز تن لرزاں — ہمیں تسکین دل بودے ہمیں صبر و قرار من
ببیں گریہ من خنداں و ہم در خندہ من گریاں — بہارا اندر خزاں بود و خزاں اندر بہار من
گہے گریان و گہہ خنداں گہے حیراں گہے نالاں — بجز ایں شغل یک لحظہ نبودے روزگار من

نمیگردد بیانِ شوق وصل و شکوهٔ ہجراں — غرض جز ذکر و فکر تو نبود ے ہیچ کارِ من
کہ آمد نامۂ خوش ناگہاں صلّ علیٰ احمد — یکایک رفت غمہائے دلِ اندوہ گارِ من
ادائے شکرِ آں ساقی نہ گردد از زبان و دل — کہ از یک جرعہ زاں مے برد کل رنج و خمارِ من
بیاد خود نگہدارش ز مشغولی غیرِ حق — با حسانیکہ یادم کرد ائے پروردگارِ من
ز لطف چشم آں دارم کہ دایم ہمچنیں جاری — بماند در دولت یادِ دلِ امیدوارِ من
کنم تحریر اے امداد تا کے شوق وصل او — رسد اے کاش جائے نامہ آں نامی نگارِ من

غزل شوقیہ ارکان حج

رفتم چو بمکہ بہوس کوئے تو گردم — دیدم رخِ کعبہ دگر روئے تو کردم
محرابِ حرم گرچہ بہ پیش نظرم شد — من سجدہ و لے در خم ابروئے تو کردم
چوں حلقہ در کعبہ بصد عجز گرفتم — در گردنِ خود سلسلۂ گیسوئے تو کردم
سر میبد ہد عالم پے بوسہ حجر اسود — من میل بخال سیہ ہندوئے تو کردم
در سعی و طواف و بہ حطیم و بمقامے — ہر سمت تمنائے رخِ نیکوئے تو کردم
لبیک و دُعا خواں ہمہ مخلوق بعرفات — چوں قبلہ نما من دل خود سوئے تو کردم
در عرصۂ عرفات بپا حشر نمودم — چوں یاد من آں قامت دلجوئے تو کردم
قربانیِ حیواں بمنیٰ میکند عالم — قرباں سر خود من بسرِ موئے تو کردم

عرضی عبد اللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ بن عون بصنعت توشیح

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب — رحمتِ حق بر تو بادا روز و شب
یا الٰہی دارِ سایش را درا ز — فیض بخش بر سرِ اہل حجاز
عونِ حق بانو بود ائے ابنِ عون — باد خوش از تو غذائے ہر دو کون
دوستت خوش دشمنت بر باد باد — اہلِ حرمین از تو بس دل شاد باد
لنگرِ انعامت اے شاہ کرم — ہست جاری دائما بر ہر امم
ایں دُعا گو ہم زخوانِ عام تو — بود نعمت خوار از انعام تو
نیست فوتش شد کنوں محتاج سخت — عین رحمت بر کشا اے نیک بخت
در د ماکن جاری دہ لقمہ مرا — نعمتِ دارین بخشد حق ترا
نام ممدوحت چو خواہی اے امیر — حرف اوّل از سر ہر مصرع گیر

شجرهٔ قادریہ قمیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

تمامی حمد اے محبوب مطلق — بذاتِ تو سزاوار ست و لایق
پس از حمد و ثنا صلوات بیحد — بدر گاہِ تو بندہ عرض وارد
خداوندا بحق ذات پاکت — پذیرا کن مناجاتم برحمت
خداوندا بحق شاہ لولاک — مرا کن از غمِ دنیا و دیں پاک
بآنکہ اسمہٗ احمد محمدؐ — امام انبیا سلطان سرمد
عطا فرما طریقت با شریعت — دلم روشن کن از نورِ حقیقت
بحقِ مرتضیٰ شاہِ ولایت — خداوندا نما راہِ ہدایت
بحقِ شیخ حسن بصری الٰہی — ز سرِّ خویش کن آگہ کماہی

بحق شیخ حبیب عجمی شہ دیں	دعا ربفضل خویش گزیں	بحق حضرت داؤد طائی	مرا از قید ہستی دہ رہائی
بحق خواجہ معروف کرخی	مرا محفوظ دار از شر چرخی	خداوند بحق سری سقطی	تبا تم وہ براہ نیک بختی
بحق شاہ جنید آں شیخ بغداد	ز قید دو جہاں مارا کن آزاد	بحق خواجہ بوبکر شبلی	بکن بر عاشقان خود تجلی
بحق عبد واحد بوالفضل شاہ	خداوندا کن از اسرار آگاہ	بحق بوالفرح آں شاہ طرطوس	مکن بازار رحمت خویش مایوس
بحق بوالحسن ہنکاری باحق	بہ تیغ عشق خود کن سینہ ام شق	بحق بوسعید آں شاہ بوالخیر	بکن محو از دل من الفت غیر
خداوند بحق شاہ جیلاں	محی الدین غوث قطب دوراں	بکن خالی مرا از ہر خیالے	ولیکن آنکہ زو پیدا است حالے
بتاج الدین شاہ عبد رزاق	بدہ چالاکیم در راہ عشاق	بحق شاہ زین الدین والا	مزین کن مرا از دین و تقوی
بحق شیخ یحیی زاہد حق	مشرف ساز از دیدار مطلق	خداوندا بحق شاہ موسی	بمانم بر درت دائم جبیں سا
باں عبد الوہاب بحر ثانی	مرا کن غرق در موج معانی	بہ عبد القادر راسی آلہا	بملک معرفت کن شاد مارا
بحق احمد قدسی عاقل	نشان ما سوا نگذار در دل	بحق شاہ مولانائے مغرب	بگرداں مدفنم در خاک یثرب
بحق شاہ عبد الحق عالی	دلم را کن ز حب غیر خالی	خداوندا بحق شاہ الیاس	پناہ خواہم بتو از شر خناس
بحق حضرت قمیص الاعظم	بکن بہ چشم راہ عشق باہم	بحق بو محمد شاہ محمد	عطا فرما مرا عرفان بے حد
بحق شاہ محمد غوث ثانی	مدہ درد و غم و سوز نہانی	بحق شاہ عبد الحق کامل	جمال خویش چشم ساز شامل
بحق شاہ سید عبد رزاق	بوصل خویش مارا دار مشتاق	خداوندا بحق رحم علی شاہ	باسرار لدنی ساز آگاہ
بشیخ عبد الرحیم آں شاہ شہدا	شہیدم کن بہ تیغ عشق شاہا	بحق حضرت نور محمد	منور کن دلم از نور بیحد
خداوندا بحق جملہ پیراں	مرا ہم در طریق شاں بمیراں	بحق آل و ازواج و صحاب	بجملہ اولیا ابدال و اقطاب
بغوث و فرد و ابرار و باوتاد	بعشاق و لعباد و زہاد	ز دست نفس کافر کیش خونخوار	الہ العالمین مارا نگہدار
بخود مشغول دار اندر حیاتم	اگر میرم بدہ یارب نجاتم	بعصیاں بیشوم بر باد اللہ	بیاو جلد کن امداد اللہ
خداوندا بایں پیران عظام	بوقت مرگ کن بالخیر انجام	ہر آں شخصے کہ ایں شجرہ بخواند	مرا ہم از دعائے یاد آرد

رباعی

ہے برا اچھا جو سمجھے آپ کو	اور بالا سب پہ کھینچے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ امداد تو	سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو

عیدی

عید گاہ ما غریباں کوئے تو	انبساط عید دیدن روئے تو
صد ہلال عید قربانت کنم	اے ہلال عید ما ابروئے تو

تمت

رسالہ دربیان وحدۃ الوجود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بعد حمد و صلوٰۃ وافیات و بتقدیم سلام و تحیات مودت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشاں و قدوۂ ایشاں حقایق آگاہی معارف دستگاہی جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدہٗ مبرہن و مکشوف باد معاوضۂ سامی بمضمون عجیب باشارات غریب موصول شدہ ممنون یاد آوری بہا فرمود بلحاظ ہم مشربی و ہم طریقی دربارۂ مسئلہ وحدۃ الوجود ماینعلق بہا استدراکی شدہ است و بطلب جوابش مبالغہ رفتہ محذوما فقیر این لیاقت کجا دارد خود را در زمرۂ عارفین حقایق شناس کجا می شمارد کہ متصدی چنیں امر خطیرہ گردد۔ اما ازانجا کہ جناب بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و پیاپیہا گفتہ فرستادہ لاعلاجا امتثالاً للامر قلم برداشت و ہرچہ حق ست در فہم رسید از رطب و یابس نگاشت واللہ الموفق والمعین رجا می بدارم کہ اگر سہوی و خطای و یابند بپوشند بلکہ باصلاح آں کوشند کہ منت خواہد بود۔ چرا کہ فقیر ہیچمداں راجز منصب ترجمانی ہیچ نیست۔

آغاز

فقرۂ ماخوذ مکتوب بطریق انتخاب مضامین آں سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را ملحد و زندیق میگفتند مرید و شاگرد شاں مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچناں میگویند و اقوال ضیاء القلوب را ماؤل میدانند تاویل واں آن جز خود دیگرے رانمی شمارند و مولوی رشید احمد مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمبریں مسلک بودہ اند باوجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میدارند خلاف مشائخ چشت سخناں می گویند

جواب

نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح ست دریں مسئلہ شکے و شبہے نیست معتقد فقیر و ہمہ مشائخ

فقیر ومعتقد کسانیکہ با فقیر بیعت کردہ و تعلق میدارند ہمیں ست مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب و غیرہم از عزیزان این فقیر اند و تعلق با فقیر میدارند

ہیچگاہ خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکی نخواہند پذیرفت مگر باعتماد کیفیتے است قلبی کہ بندہ را از

کمال علم و یقین صدق برامری در دل متحکم گرد داین را در عرف شرع شریف تصدیق قلبی کافی ست این مسئلہ وحدۃ الوجود

چناں نیست بلکہ در ینجا نہ تصدیق قلبی و تیقن و کفِّ لسان واجب ست چرا کہ اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد

اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد و آنجا تصدیق با قرار ضرور ست اینجا فقط تصدیق باید۔ سوالے آں در استفسار

این مسئلہ فائدہ ہمین کہ اسباب ثبوت این مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق فہم عوام بلکہ فہم علماء ظاہر کہ از اصطلاح عرفا

عاری اند قوت درک آں نمی دارد چہ علماء بلکہ صوفیائیکہ ہنوز سلوک خود تمام ناکردہ باشند و از مقام نفس گذشتہ بمرتبہ قلب

نارسیدہ از این مسئلہ ضرری یابند و از مکر نفس و تزلزل و لغزش پا در چاہ اباحت و قعر ضلالت سرنگوں می افتند بلکہ گروہ ہا

افتادہ اند کما شھد ناھم نعوذ باللہ من ذلک جناب ہم نیکو میدانند کہ این مسئلہ خاصیت عجیب می دارد ع

بعض را ہادی و بعض را مضل ہر چند نعمت خوشگوار است اصحاب را از اں لذت حلاوت حاصل مرضیٰ را تلخ و ناگوار و در حق

شاں او زہر قاتل برای ہمیں فرمودہ من صرح اسرار الربوبیۃ فقد کفر استتار آں لازم افشای آں ناجواز اول

کسیکہ در این مسئلہ خوض فرمود شیخ محی الدین ابن عربی ست قدس سرہ اجتہاد او در این مسئلہ و اثبات آں ببراہین واضحہ بر

گردن جمیع موحدان تا قیام قیامت منت نہاد لطف اینجا است کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ

سرہ ہمعصر و ہم بلد او بود مردماں حال شیخ اکبر از وے پرسیدند گفت فہو زندیق " مردماں از صحبت او احتراز می کردند چوں وفات

یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرمودند قطب الوقت من کان ولی اللہ ہمہ مردماں تعجب

کردند پرسیدند کہ چرا او را زندیق گفتے مارا از استفادہ محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود او ما جذبہ قوی

داشت ہر چند مقرب بارگاہ بود لاکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شدہ بود زبان او در افشای

اسرار بے اختیار شدہ اگر شما در صحبت او میرسیدید گمراہ می شدید چرا کہ از غلبۂ حال سخناں کہ می گفت در فہم

شما نمی آمد و عوام را زیاں دارد اگر دانید بر شما منت نہادم پس اینجا غور باید فرمودہ کہ مردماں را چہ می رسد

کہ با کس و ناکس بازار مسئلہ وحدۃ الوجود گرم داریم و عوام را کہ جزوی از ایمان تقلیدی میدارند ازاں ہم بی نصیب

سازیم در اینجا گفتگو سے حاصل است دقت خود اعتقاد عوام ضائع کردن ست معارف آگاہ ہا برائے ہمیں احتیاط

احباب فقیر مثل فقیر زباں از این قبیل و قال بستہ میدارند و احتراز میکنند سائلاں را اشارت بتاویلات می نمایند

تا انکار آں مسئلہ نگردد بسیار مردم بدنہادی این مسئلہ سر بشیخی برداشتہ مجلسہا می آرایند خود گمراہ شدہ گروہ مسلماناں را

گمراہ می سازند چنانچہ مشاہدہ می افتد پس از این قیل و قال چہ فائدہ اگر بباید مردماں را بطلب حق و ترک تعلق و نہاد

۲

وکثرت ذکر وفکر تحریص باید فرمود دراں باید کوشید پس ازیں سلوک تزکیۂ نفس وتصفیۂ قلب حاصل گردید خود
ضرورت آں قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود رہبری میکند وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا
فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی ست بر قلب سالک تا حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود
منکشف گردد۔ ایں راز فتنی ست گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن وشدن فرق بسیار ست خدائے تعالے ما واحباب
ما راشما واحباب شمارا دریں راہ از ذلت پانگہدارد۔ پیر وشیخ اکبر حضرت جامی قدس اللہ سرہ السامی میگوید

قطعہ از ساحت دل غبار کثرت رفتن ؎ خوشتر کہ بہرزہ در وحدت سفتن ؎ مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے
واحد دیدن بود نہ واحد گفتن۔ اگر از راہ انصاف نگذاریم وبتعمق نظر در حقیقت ایں مسئلہ نگریم جز حیرت در حیرت
برون فنا در فنا ہیچ بدست نمی آید چہ خاک بویم کہ چنیں ست وچناں ست ع آں سوختہ را جاں شد وآواز نیامد
ناطقہ در تشریح ایں اسرار وجدانی لال ست مثل نابینائی مادرزاد کہ در خواب رنگہا وچیز ہائے عجیب می بلیند
بامرداں چہ تواں گفت کہ چنیں بود یا چناں بود چراکہ در محسوسات چیزے ندیدہ است کہ بداں مشابہ کند وفہماند
اگر احیاناً گوید وفہماند واقعی نگفتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

فقرہ ۲ دو بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

۳

سوال ۲۔ حالانکہ در ضیاء القلوب بورزش لاموجود الا اللہ ومراقبہ ہمہ اوست بتصریح تاکید است وہم در مراقبہ
ہمہ اوست ملاحظہ معنیٰ لازم گفتہ پس ایں مراقبہ بلالحاظ عینیت واتحاد صورت نبندد ونیز جائے دیگر ضیاء القلوب
درج ست تا وقتیکہ فرق در ظاہر ومظہر پیش نظر سالک ست بوئے شرک باقی است ازیں مضمون معلوم شد کہ در
عابد ومعبود فرق کردن شرک است۔ جواب ۲۔ شک نیست کہ فقیر ایں ہمہ در ضیاء القلوب نوشتہ است اگر گویند کہ ہرچہ
گفتہ نمی شود چگونہ نوشتہ شد گویم اکابر دین مکشوفات خود را بہ تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق
را فہمانند نہ آنکہ کما ہو گفتہ باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بلیند و در بیان آں عاجز آید گوید کہ مثل ساعد من بود
ودراں حال بدست ادا اگر رسن دہند وگویند کہ آیا چنیں بود گوید ہاں چنیں بود اینست تفہیم بہ تمثیلات ازیں قبیل است
تحریرات پیشینان برائے آگاہی پس آیندگان تا افاضہ برقرار ماند ووقت حاجت رفع شکوک گردد اسراریکہ سینہ بسینہ می آمد حوالہ القلم
کردن مناسب دانستند در راہ حقیقت کشادہ دانستند وگفتند ما آں کسانیم کہ ما اہل را در کتاب ما نظر کردن حرام است حقیقت حال
اینست فقیر ہم بتقلید ایشاں قول ایشاں را ترجمانی کردہ است باوجود آنجناب استفسار می فرمانید وانکشاف چگونگی آں می خواہند لاعلاجاً
متثالاً للامر بلیغ ی ایضاح آں ضروری افتاد تا خاطر نشین آں حقایق شناس گردد واطمینان دست دہد تا تردد نماید
خلاصۂ ش اینکہ۔ از بیان ماسبق مبرہن گردید کہ در اصل مسئلہ مذکور حق وبالیقین ست صدق

آں انگاہ معلوم گردد کہ طالب از محنت دوز شبہا و ممارست استغراق و ترک خطرات ماسوا از خودی خود در شود چوں از خیال خود گذشت ہیچ شئے در نظر او و خیال او نماند ہمہ ہستی حق معاینہ کند و قتیکہ از نظر سالک تقییدات و ہستی ہا سوا مرتفع گردید جز خدا ہیچ نہ بیند و بیخبر گردد بلکہ شعور ایں معنی ہم مرتفع شود ہرچہ بیند خدا بیند ہو ہو گفتن چہ معنی انا گوید

ایں مرتبہ را فنا در فنا گویند ایں گفتہا راز نی نباید فہمید بلکہ نائی میگوید مولانا قدس سرہ است ؎

نی کہ ہر دم نغمہ آرائی می کند ؛ فی الحقیقت از دم نائی کند ؛ بے فنائی خویش و بے جذب قوی ؛ کی حریم وصل را محرم شوی

ایضاً عارفی گفتہ تو مباش اصلا کمال اینست و بس ؛ تو دراں گم شو وصال اینست و بس ۔ از ایں وقت خود خبر دار سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل واز خواص امت وی گفت بایزید بسطامی سبحانی ما اعظم شانی منصور حلاج انا الحق ایں ہمہ از ایں ہمہ باب است باوجود ایں ہمہ غریب اعتباری کہ اصطلاحی ست از میان عبد و رب مرتفع نہ شد ہرچند در حالت فنای شعور در نظر سالک نماندہ باشد زیراکہ چوں از بے شعوری باز بشعور در آمد دانست کہ من از خود بیخبر شدہ بودم مثل آں آہن پارہ کہ در آتش سرخ شدہ نعرہ زد کہ من آتشم انکار ایں قول وے کردہ نمی شود اما واقعی آتش نشدہ است ایں حالتی ست بر پارہ آہن عارض شدہ دگر نہ آہن آہن ست آتش آتش ایں ست سمکار حقیقت وحدۃ الوجود در ینجا کیفیت عینیت و غیریت اندکہ دانستن از واجبات ست تا آنکہ از ایں آگاہی نہ باشد کیفیت وحدۃ الوجود مفہوم نگردد در ورزش مراقبۂ ہمہ اوست و ملاحظہ عینیت صورت نمی بندد کسانیکہ بمجرد خوض در مسئلہ وحدۃ الوجود در زندقہ افتادہ اند از نادانستن مسئلہ عینیت و غیریت بودہ است ہر کہ اول بیش دو امر بہ تحقیق دانست دانستن ہم مسائل برا و آسان گردد اگرچہ تحقیق ایں مسئلہ عینیت و غیریت متعلق ست بدانستن تنزلات ستہ اما فقیر باطنات آں ہمہ پرداختن نمی تواند مختصر می نگارد و آں اینکہ در عبد و رب عینیت و غیریت ہر دو ثابت و متحقق ست آں بوجہی واں بوجہے اگر در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال مینماید الضدان لا یجتمعان صحیح ست اما ایں دو ضد لغوی ست ضد اصطلاحی جمع میشود برای ہمیں ست کہ محققین را جامع الاضداد می گویند کہ اصطلاح صوفیان دیگری می باشد مثل آنکہ نور و ظلمت ضد لغوی ست ایں ضد در یکجا در یک وقت جمع نمیشود زیراکہ معنی ایں دو لفظ بر وضع خود قائم ست اگر بر وضع خود قائم نباشد اجتماع آں جائز ست مثل آں سایہ را اگر ظلمت گویند مجازاً از روئے استعارہ بتواند شد و ایں سایہ را کہ ظلمت نام نہادہ شد با نور در یک جا و در یک وقت جمع میشود زیراکہ سایہ ظلمت اصطلاحی بود پس ازیں تمہید معلوم شد کہ در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی نیست و ہم غیریت حقیقی لغوی نیست ۔ اجتماع ایں ہر دو ضد در شئی واحد محال ست کہ پس ضد کہ در علم معقولات ممنوع واقع شدہ آں بمعنی لغوی ست نہ اصطلاحی ایں قوم محققین از ہمیں جہت جامع الاضداد اند کہ دو ضد را جمع نمی کنند آں دو ضد

بمعنی لغوی نیست زیراکہ اجتماع ضدین لغوی نزد ایشاں ہم محال ولایجوز ست بمثال دیگر تفہیم اینکہ اگر شخصے گرداگرد خود آئینہ ہا گذارد در ہر آئینہ بذات خود وصفات خود کانہٗ نمودار شود نموداری صفات آنست کہ ہر حرکت وسکون وہر ہیات شادمانی وغمگینی وخندہ وگریہ شخص در عکس ہویدا میشود ازیں جہت شخص عین عکس ست عینیت حقیقی اصطلاحی است اگر لغوی بودی ہر کیفیتے کہ بر عکس گذرد بر شخص گذشتن واجب گشتی چراکہ عکس در ہزارہا آئینہ ست ایں کثرت در وحدت شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینہ و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص ازاں متضرر ونجس نمیشود بحال خود ست وازیں نقصانات منزہ ومبر است ازیں در غیریت حقیقی اصطلاحی بہ ثبوت میرسد پس در شخص وعکس عینیت وغیریت ہر دو مستحقق شد بدانکہ در عبد ورب عینیت حقیقی لغوی ہر کہ اعتقاد دارد غیریت بجمیع وجوہ انکار کند ملحد وزندیق ست ازیں عقیدہ در عابد ومعبود وساجد مسجود ہیچگونہ فرقے نمی ماند ایں غیر واقع ست نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اگر محض غیریت حقیقی لغوی در خالق ومخلوق اعتبار کنند وہیچ نسبت وتعلق عینیت در عبد ورب جز نسبت خالقی ومخلوقی ثابت نہ نمایند مثل نسبت کلال باظروف اگر کلال بمیرد ظروف ساختہ او بجائے خود ماند ایں بسبب غیریت لغوی ست در ظروف وکلال ایں قسم غیریت در عبد ورب باقی نیست بدیں غیریت کہ قائل اند علماء ظاہر ومتکلمین اند غافل از اصطلاح موحدین شدہ می ترسند کہ عبد ورب یک میشود نمیدانند کہ موجب اصطلاح محققین وعکس وشخص باوجود ثبوت ہر دو جہت گاہے ایں آں نشد وآں ایں نگردید عکس عکس ست شخص شخص عکس مخلوق وحادث وناقص ست وشخص قدیم وباقی وکامل پس اینست حقیقت ایں مقدمہ بیت جامیؒ:۔ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ؛ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی وبمصداق مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لایبغیان ہمیں بحرین حدوث وقدم ست نیز اینجا یک تمثیل لطیف یاد آمد یعنی بندہ قبل وجود خود باطن خدا بود خدا ظاہر بندہ گُنتُ کنزاً مخفیا بریں معنی گواہ ست حقایق کونیہ کہ نتائج علم الٰہی اند در ذات مطلق مندمج ومخفی بودند وذات بر خود ظاہر بود چوں ذات خود است کہ ظہور خود بر نہج دیگر شود اعیان وبلباس قابلیات شان بجلوۂ تجلی خود ظاہر فرمود خود از شدت ظہور خود از چشم بصیر ایشاں مخفی گردید مثل تخم کہ شجر با تمام شاخ وبرگ وگل وثمر دراں پوشیدہ بود گویا تخم بالفعل بود وشجر بالقوہ چوں تخم باطن خود را ظاہر نمود وجود خود پنہاں گردید ہر کہ بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم بلباس شجر ظہور فرمودہ تخم بالقوہ شد شجر بالفعل شد ہر چند از وجہی تخم وشجر یک ست جدائی نیست عینیت یافتہ می شود امّا دلائل غیریت وجدائی نیز در وپیدا وواقعی است حفظ مراتب ضرورت زیراکہ صورت وشکل تاثیر وخواص تخم دیگر واجزائے شجر دیگر ست وجوہات غیریت ہم کثیر ست مرد صاحب فطانت انکار آں نخواہد کرد از روئے عینیت تخم وشجر اگرچہ واحد ست ایں وحدت اعتباری واصطلاحی ست دریںجا اوّل ست نہ اتحاد معنی بالفعل وبالقوہ شراکت دارد پس ہرچہ بالفعل بود بالقوہ شدہ وانچہ بالقوہ بود بالفعل گردید فہم مَنْ فَہِمَ جَلَّ حِکْمَتُہٗ وَعَظُمَتْ شَانُہٗ بیت تراز دوست بگویم حکایتے بے پوست ؛ ہمہ از دست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

فائدہ - چوں نسبت دو جہت در عبد و رب ثابت و متحقق گردید لازم آمد کہ برائے ارتقاء از مرتبہ پست ترین نزول و حصول وقرب و وصال درسیدن بدرجۂ عبدیت حقیقی کارہا ضرور افتاد و آں مجاہدہ و مراقبہ است وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ عبادت کردن اعنی عبد شدن ست در حقیقت عبد اللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ست عبد شدن دشوار است تا از وہم الوہیت خود تماماً و کمالاً نگذرد بدیں مرتبہ نرسد بنا براں مجاہدہ در ریاضیات و ترک تعلق دنیا و حظ نفس و ترک توہم ماسوا واجب گردید تا ذکر فکر بدرستی و راستی بظہور رسد چوں اول بمصقلہ ذکر نفس مطیع و قلب صافی شود ذوق و شوق رو بترقی آرد و دل از خطرات باز ایستد وقت مراقبہ لاموجود الا اللہ در آمد چوں دریں مراقبہ از ہمہ اوست اغماض نظر کردہ ہمہ اوست را پیش نظر دارد دریں ، استغراق فیض باطنی و جذبۂ غیبی مدد میفرماید از ہرچہ جز اوست بے خبر گردد شعور ایں بیخبری ہم نمی ماند نبیند ہرچہ بیند داند ہرچہ داند گوید ہرچہ گوید معذور ست - اینست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش گرفتہ نعرۂ انا النار زد و آنکہ بانقلاب حقیقت آتش شدہ ایں از حال تعلق دارد نہ از قال مقام غور ست اعنی در حالتیکہ آہن پارہ خود را حوالۂ آتش کردہ از خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش برخود مستولی گردد و رنگ خود بخشد دریں تصور اگر خیال دیگر گذرد در حق دے شرک ست کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوست اینست معنی آنکہ در ضیاء القلوب بملاحظۂ سامی در آمدہ کہ در مراقبہ وہمہ اوست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظہر پیش نظر سالک ست بوئے شرک باقی ست وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا گرامی قدرا زفقیر بے مہابا طول لسانی کرد چہ کند کہ بدون آں سخن تمام نمی شود ہرچند ازیں تحریر خود نادم می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددۂ جناب ادا گردید اگر پسند خاطر و منظور والا گردد بندۂ ضعیف را بدعائے خیر خاتمہ یاد دارند ورنہ باز فقیر را نیاز ارند والسلام وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ہ

دریں مشہد بگویائی مزن دم   سخن را ختم کن واللہ اعلم

محررہ ۲۱ - ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ در مقام خیر البلاد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا و تعظیمہا

تمت

نمونہ مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوراسی ۸۴ سال تین ۳ مہینے بیس ۲۰ روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقتہً ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تقلیل طعام و منام پھر ہجوم خواص و عوام اور سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی جو استخواں تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخر میں اس قدر

ضعیف ہوگئے تھے کہ کروٹ بدلنا دشوار تھا کھانا پینا بار تھا مگر دل عشق منزل ہر وقت نشۂ لقا میں سرشار تھا اسی میں اسہال شروع ہوگیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بحال و تربیت طالبانِ خدا میں ذرۃ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہوگیا حتّٰی کہ بارہ یا تیرہ جمادی الاخرےٰ ۱۳۱۷ھ صد روز چہار شنبہ وقت اذانِ صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلیٰ درمقبرہ اہلِ مکہ، میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحبؒ مہاجر کے رکھے گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلیہ راجعونُ۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہوگا۔ اللھم ارفع درجتہ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللھم لاتحر منا اجرہٗ ولاتفتنا بعدہٗ آمین یارب العالمین۔ حقیر نے ایک مختصر مادہ تاریخیہ کہا ہے حیؒ دَخَلَ الخُلدَ کہ قول اولیا اللہ لا یموتون سے مستنبط ہے۔ حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ٹیلہ کے ہے اسپہ ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جسمیں حضرت رضی اللہ عنہ رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں ؎

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی ؎ نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب تام پر کئی وجہ سے دلالت ہے اوّل مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیہ ورفعناہ مکانا علیّاً و حدیث کثبانِ مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیۃ مقصورات فی الخیام نعیم جنت سے ہے۔ سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الالوان البیاض اونحوہٗ وارد ہے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح ورقہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہارم تعلیم و تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے پنجم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بدولت اس ہستی و نیستی کے جو خاص مشرف و مذاق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دولتیں ملی ہیں اسی لئے اِس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم مثنوی شریف کے مضامین میں رکہ حسب قول اہلِ حقیقت کے معنی کلام حق ہے، آپ کی روحِ مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی معنویؒ ہے اور حسب آیۂ مع الذین انعم اللہ علیھم الخ دلیل قرب الٰہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے ظہور مضمون لاتخافو ولاتحزنو کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے افاضۂ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویائے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب میں ارشاد نبوی ہے یراہا المسلم او تُری لہٗ والحمد اللہ تعالےٰ علیٰ ذالک۔ ختم شد

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا اور اسی میں ان کی عزت وشرف ہے۔ عبادت مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے اور عبادت کا فائدہ مخلوق ہی کو پہنچتا ہے، عبادت اسی وقت درست ہوسکتی ہے جب وہ رب کی وضع کردہ شریعت کے موافق ہو اور خالص اسی ذاتِ اقدس کیلئے ہو، ہر قسم کے شرک کے شائبہ سے بالکل پاک ہو، عبادت کے لئے ایک اہم عنصر صفائی وطہارت قلب ہے جب تک انسان علائق دنیا سے تعلق توڑ کر رب کی طرف مکمل توجہ نہیں کریگا عبادت کی تکمیل نہ ہوگی۔ تکمیلِ عبادت کے اسی زینے کا نام **تصوف** ہے۔ غرض تصوف اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احکامِ شریعت پر بندے کے عمل کرنے کا ماحاصل ہے بشرطیکہ اس کا عمل علتوں اور نفس کی لذتوں سے پاک ہو۔

سید الطائفہ **حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ** کی ذات ایک ایسا چشمۂ فیض تھی جس سے نہ صرف برصغیر بلکہ دور دراز علاقوں کے مسلمان مستفید ہوتے تھے جنہوں نے اتباع سنت پر مبنی دین کی خالص اور بے غل وغش فہم کو عملی صورت میں مجسم کر کے دکھایا اور شریعت وطریقت کا حسین امتزاج اپنے قول وفعل اور تعلیم وتربیت کے ذریعے عام کیا۔

زیرِ نظر کتاب **"کلیاتِ امدادیہ"** حضرت اقدسؒ کی تصوف وسلوک، تزکیۂ نفس اور اصلاحِ اخلاق میں بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور دس کتابوں ضیاء القلوب، فیصلہ ہفت مسئلہ، نالۂ امداد غریب، ارشادِ مرشد، جہاد اکبر، مثنوی تحفۃ العشاق، غذائے روح، دردِ غمناک، گلزارِ معرفت، وحدۃ الوجود کا مجموعہ ہے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

کتبِ تصوّف وسُلوک

		قیمت
احیاء العلوم کا اردو ترجمہ مذاق العارفین حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	احیاء علوم الدین امام غزالیؒ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ تصوف سلوک اور اسلامی فلسفے کی زندہ جاوید کتاب۔ ترجمہ، مولانا محمد احسن نانوتوی (چار جلد کامل) مجلد اعلیٰ	
کیمیائے سعادت کا اردو ترجمہ اکسیر ہدایت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	اسرار تصوف تزکیۂ نفس اور اصلاح ظاہر و باطن میں بے نظیر کتاب کا نہایت مستند اردو ترجمہ۔ کتابت، طباعت اعلیٰ، مضبوط و حسین جلد	
مجموعہ رسائل امام غزالیؒ اردو ۳ جلد	اس مجموعے میں تصوف، عقائد، کلام اور فلسفہ پر امام غزالیؒ کی ۱۶ دہ مستقل کتابیں شامل ہیں جو عرصے سے نایاب تھیں۔	
مکاشفۃ القلوب	تصوف کی مشہور کتاب	
بیاض یعقوبی مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ	مولانا کی قلمی بیاض جس میں تصوف و سلوک کے مسائل کے علاوہ عملیات، وظائف، تعویذات اور طبی نسخہ جات درج ہیں۔ مجلد	
تربیت السالک حکیم الامت مولانا اشرف علی	اصلاح ظاہر و باطن اور تزکیۂ نفس اور راہ طریقت کی مشکلات کا حل اور روحانی علاج کی قرابادین۔ تین جلد کامل	
حجۃ اللہ البالغہ (اردو) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	اسلامی شریعت کے حقائق و اسرار اور تمام علوم اسلامی پر محققانہ کتاب کا مستند اردو ترجمہ۔ مجلد اعلیٰ	
مجالس الابرار شیخ احمد رومی	وعظ و تقریر اور نصیحت میں بلند پایہ کتاب جس میں احادیث سے شرک و بدعت کا رد اور صوفیائے متقدمین کے حالات ہیں۔ مجلد	
مجالسِ حکیم الامت	مولانا تھانویؒ کے ملفوظات جمع کردہ مفتی محمد شفیع	
کلیاتِ امدادیہ	حضرت حاجی امداد اللہؒ کی جملہ دس تصانیف کا مجموعہ مجلد	
شریعت وطریقت کا تلازم	اس موضوع پر بہترین کتاب۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب	
نور الصدور فی شرح القبور	امام جلال الدین سیوطی کی کتاب کا ترجمہ۔ مولانا محمد عیسیٰؒ	
تعلیم الدین مدلل	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (تصوف واخلاق)	
فیوض یزدانی	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مواعظ کا عام فہم ترجمہ۔ ترجمہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی	
غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی عقائد اسلام و تصوف پر بے نظیر کتاب۔ ترجمہ عبدالدائم جلالی	

فہرست کتب مفت ڈاک کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

دارالاشاعت اردو بازار کراچی